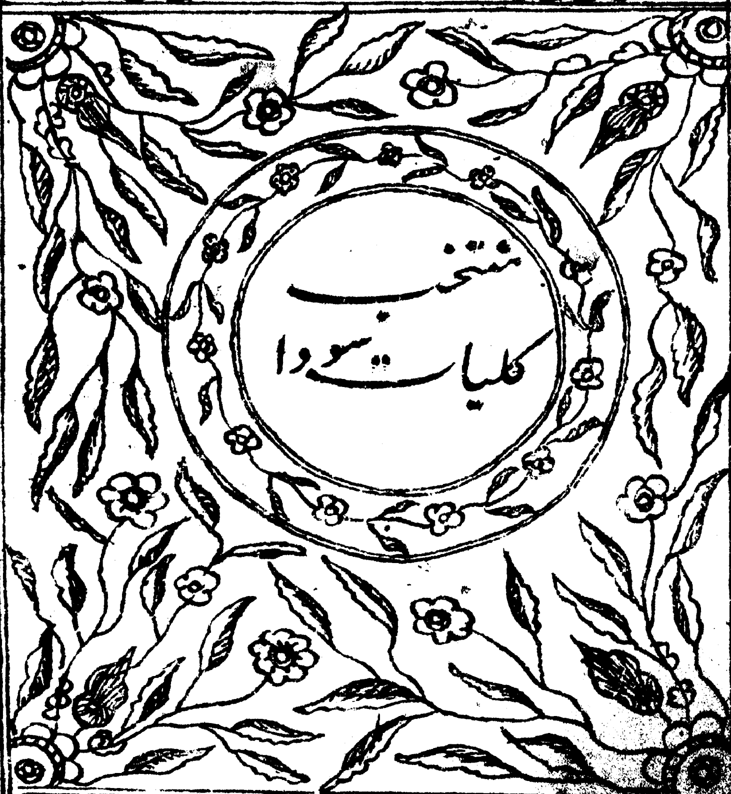
شکر ہی خدا کا کہ انتخاب قصاید اور غزلیات شاعر مشہور مرزا رفیع سودا
تخلص کا جسکو



[illegible] بن حسب فرمایش مولوی کریم الدین صاحب
[illegible] اردو اگرہ کالج کے مطبع العلوم متعلقہ مدرسہ دہلی میں باہتمام
[illegible] بخش نومبر [illegible] میں چہپ کر طیار ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قصیدہ نعت میں حضرت سید المرسلین و خاتم النبیین محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی

ہوا جب کفر ثابت ہے وہ تمغائے مسلمانی
نہ توڑے شیخ سے زنار تسبیح سلیمانی

ہنر پیدا کر اول ترک کیجے تب لباس اپنا
ہو جوں تیغ بے جوہر وگرنہ ننگ عریانی

فراہم زر کا کرنا باعث اندوہ دل ہووے
حصول جمع سے غنچے کو آخر ہو پریشانی

خوش آمد کب کریں عالی طبیعت اہل دولت کی
بجھارے آستین کھینچ نا شاہوں کی پیشانی

عروج دست ہمت کو نہیں کچھ قدر بخشش کم
سدا خورشید کی جگ پر برساوے ہے زر افشانی

گرے ہے کلفت ایام ضایع قدر مردوں کی
ہوئی جب تیغ زنگ آلود کب جاتی ہے پہچانی

اکیلا ہو کے رہ دنیا میں گر چاہے بہت جینا
ہوئی ہے فیض تنہائی سے عمر خضر طولانی

اذیت وصل میں دونی جدائی سے ہے عاشق کو
بہت رہتا ہے نالاں فصل گل میں مرغ بستانی

ہو توقیر ارباب ہنر کو بے لباسی میں
کہ ہو جو تیغ بے جوہر اسے عزت ہے عریانی

برنگ گوہر رہ خاموش حرف نا سزا سن کر
کہ تا بد گو صدا سے غیب کے کھینچے پشیمانی

یہ ہے وہ دشمن ہے برنگ شمع ربط باد و آتش
موافق گر ہو وے دوست ہے وہ دشمن جانی

ہین غبار ہوا کو تری ترقی بخش آتش کا
کری ہی دہر زینت ظالمون پر تیرہ بختونکو
طلوع مہر ہو پامال حسرت آسمان او پر

عجب نادان ہین وہ جنکو ہی عجب تاج سلطانی
نہین معلوم انہنی خاک مین کیا کیا ملا دیکھا
ہماری آہ تیرا دل نہ نرماوی تو یا قسمت
تری زلفون سے اپنی روسیاہی کہہ نہین سکتا
خوبان کے ہاتھ سی سر تا قدم کا بینہ آشنا ہو
زبان سی نہین کہلتا ہی کار بستہ حیران ہون
نہ رکہی ہنگ مین دست ستم اندوہ روز
سینہ مجہی نین آسودا نہین طول سخن لازم
سمجہہ آئی نا قباحت فہم کے تک بہ بیان ہوگا
خدا ای واسطی باز آ تو اب ملنے سے خوبان کے
نظر رکہنی سی حاصل انکی چشم و زلف سی اوپر
نکال اس کفر کو دل سی کہ اب وہ وقت آیا ہی
رہی دین محمد پیروی مین اسکی جو ہو دین
ملک سجدہ نکرتی آدم خاکی کو گر اسکی
اسکو آدم و حوا کی خلقت سی کیا پیدا
خیال خلق اسکا گر شفیع ان ہو وی

نفس جبتک ہی داغ دل سی فرصت کیونکر ہو
اٹہا لی ترک چشم یار سینہ سی صفا
لکہون گر یہہ غزل کہہ اسی زمین مین مطلع تا

فلک پامال ہما کو بل ہو بنی ہی مگس رانی
نہ چشم نقش پا سی تا عدم نکلی نہ ہو جز
اگر نہ دیکہہ آئینہ کہ تیہر ہو سکی پانی
نہ رہی جمعیت خاطر مجہی انکی پریشانی
کرا اعضا و دیدہ زنجیر کے گرتی ہین مژگانی
گرہ غنچون کی کہولی ہی صبا کیونکر بآسانی
اگر زانو سی اب باقی رہا ہی ربط پیشانی
نمط خامی کی سرگشتگی ایسی زبان دانی
ادا ہی جبین پیشانی و وصف زلف طولانی
نہین ہی انسی ہمسر گر فایدہ غیر از پشیمانی
اگر بیمار ہو وی صعب یا کہنچی پریشانی
برہمن کو صنم کرتا ہی تکلیف مسلمانی
رہی خاک قدم سی انکی چشم عرش نورانی
امانت دار نور احمدی ہوتی نہ پیشانی
مراد الفاظ سی معنی ہین تا آیات قرآنی
رکہین بخشش کی منت یہودی اور نصرانی

سفاعت گر ہوا لا ۱۲

زبان پر اسکی گذری حرف جس جاگہ شفاعت کا — کریں وہاں ناز امرزش پہ ہر یک فاسق و زانی

سکھا جب سے قدم مسند پہ آ اپنی شریعت کے — گر اب بھی موج بحر معدلت تب سے بہ طغیانی

گر نقصان پر جس کسی شیر کا ٹک ارادہ ہو — اگر یکو آگ کے و دہن کری غرق انکو پانی

موافق گر نکرتا عدل اسکا آب و آتش کو — تو تو ہی سنگ سے بنتی ہی شکل لعل رمانی

یہہ کیا انصاف ہی یارو کہ وحش و طیر تک جسکے — اس امن و عیش سے اپنی بسر اوقات لیجاتی

بلی بھی آشیانہ میں باز کے بچہ کبوتر کا — شبان بنے گرگ کو گلے کی سونپی ہی نگہبانی

ہما آسا ہی پرواز ملخ اوج سعادت پر — کری ہے مور جو کر سینہ دو دیر سلیمانی

کہلا ہی غنچہ گل باغ میں خاطر سے بلبل کی — جواب اوراق جمعیت کو سولی ہی پریشانی

جہان انصاف سے ہرگاہ اب معمور ہی اتنا — تو اسکے آگے ہوسکے عدل کی کیا کچھ فراوانی

ہزار افسوس اے دل ہم نہ تہے اس وقت دنیا میں — وگرنہ کرتے یہہ آنکھیں جمال اسکی سے نورانی

ہونے سے جدا اسکے اُس قامت سے پیدا — قیامت ہوئیگا دل حیف وہ محبوب سبحانی

ہے یہہ صورت و سیرت کرامت حقیقی کے ہوئی — بجا ہی گر کہیں اسکے تئیں ہم یوسف ثانی

معاذ اللہ یہہ کیا حرف بیموقع ہوا سرزد — جو اسکو یہہ کہیں تو ہوں مردود سلمانی

ہر اک فہم ناقص لگتا مجھکو یہہ سمجھا — کہ وہ مہر الوہیت ہی اور یہہ ماہ کنعانی

صورت اسکی ہی لاریب ہے وہ صورت ایزدی — جو معنی اسکے میں بیشک وہ ہیں معنی ربانی

بیت میں رأئی دال ہی اس گفتگو پر — کہ دیکھا جسنے اسکو دیکھی ان نے شکل یزدانی

یہ مشکل میں ہوتی جو پیدا کرتے ایسی — خدا گر یہہ نفرماتا نہیں مرا کوئی ثانی

لگی مت جل اے سودا میں دیکھا فہم کوتہ کو — کر استغفار اب اس منہہ سے ایسی کی ثنا خوانی

قصیدہ منقبت میں اسد اللہ الغالب
امیر المومنین علی ابن ابی طالب کے

اٹھہ گیا بہمن و دی کا چمنستان سے عمل
سجدۂ شکر مین ہے شاخ ثمردار ہر ایک
قوت نامیہ لیتی ہے نباتات سے عوض
واسطے خلعت نوروز کے ہر باغ کی بیچ
بخشتی ہی گل نورستہ کی رنگ آمیزی
عکس گلشن یہہ زمین پر ہے کہ جیسے آگے
تار بارش مین پروتے ہین گہر ہائے تگرگ
بار سے آب روان عکس ہجوم گل سے
جوش روئیدگی خاک سے اب دور نہین
شاخ مین گل کی نزاکت یہہ بہم پہنچی
دم عیسی سے فزون فیض ہوا ہی یہان تک
فکر رہتا ہی مجھے یہہ کہ زبان سے اپنی
حد ایام کے بیش از مدد نامیہ سے
سبز ہوتا ہی فصیحی کے سخن پر ہر بار
دست گل خوردہ و شاخ گل گلزار بہم
غنچے رنجیدہ ہین موقوف عجب فصل ہی یہہ
آوی ہی سے انکے نظر لالہ طرح کا وہ گل
یاسمن رنگ جو رکھتے ہی خزانسی مانا
چشم نرگس کے بصارت ز بس ہے دینے
اسقدر محو تماشا ہی کہ نرگس کے طرح

تیغ اردی بسے نے کیا ملک خزان مستاصل
دیکھہ کر باغ جہان مین کرم عز و جل
ڈال سے پات تلک پھول سے لیکر تا پھل
اچھے قطع لگی کرنے روش پر مخمل
پوشش جنت قلم کار بہ دستہ خیل
کار نقاش مانی ہی دوم وہ اول
تار ریشانی گو اشتی کے ہر سو بادل
لوٹنے ہی سبزے پر از بسکہ ہوا ہی بیکل
شاخ مین گاو زمین کے بہی جو ہیں کونپل
شمع سان گرمی نظارہ سے جاتی ہی پگھل
دین مین قسم جمادات سے شاید ہو خلل
کہین دعوای خدائی نکرین لات و ہبل
بچہ مرغ چمن تخم سے آتا ہے نکل
جو زبان سے سخن اب طوطی کے آتا ہی نکل
یہان نشو و نما کرنے مین ہی ضرب مثل
گل بہم پہنچے ہی عقدہ ہو گسیل حکا حل
ان گلون جہت جو گہنے کے مین سہ اسفل
چاہیے ہی لساجت کری سبزے سے بدل
غنچہ لالہ نے سرمے سے بہری ہی کجل
چشم سیارہ گلستان کی جیسے ہین کجل

اب جو گرد چمن لمعۂ خورشید سی ہے
سایۂ برگ ہی اس لطف سی ہر اک گل پر
سنگ نے رتبۂ آئینہ کیا ہی پیدا
برگ برگ چمن ایسی ہی صفا رکہتا ہے
اثر گہرائی ہوئی پہرتی ہی خیابان میں نسیم
اپنی ہی کثرت لغزش سی زمین پر باغ
فیض تاثیر ہوا یہہ ہی کہ اب حنظل سے
دانہ جس شور زمین پر نہ پہلا دہقان
کشت کرنے میں ہر اک تخم سی از فیض ہوا
سبز فام اندنون آتا ہی نظر ہر گلرو
جو ہری کو چمنستان جہان میں بس فصل
تا کجا شرح کرون میں کہ بقول عرفی
نسبت اس فصل کو ہر کیا ہی سخن نے میرے
اور میرا سخن آفاق میں تا یوم قیام
تا ابد طرز سخن کی ہی مرے رنگینی
نام تلخی نہین مجہہ نطق میں جز شیرینی
میں ہر وہ مند سخنور ہر سے ہر مصرع
ہو جہان کے شعرا کا مرے آگے سر سبز
ہے بجز فیض سخن اسکی ہی پیدا جو کا
پہنسے پہیلے سنو ہے دل جون گو تشنہ

خط گلزار کی صفحے پہ طلائی جدول
ساغر لعل میں جون بہیجے زمرد کو حل
تیغ کہسار ہوئی بسکہ ہوا سی صیقل
گل کو دیکہو تو نگہہ جا رہی سنبل پہ پہسل
پاؤن رکہتی ہی صبا صحن میں گلشن کے سنبہل
جو ثمر شاخ سی اترا سو گرا ستکے بیل
شہد ٹپکے جو لگے نشتر زنبور عسل
سبز دہان دانۂ شبنم سی ہوا ہے جنگل
گرتے گرتے پر زمین برگ ہر آتا ہے نکل
خواہ ہو شیخ پسر خواہ وہ فرزند مغل
آگیا لعل و زمرد کے یہ کہنی میں خلل
اخگر از فیض ہوا سبز شود در منقل
ہی فضا اسکی نو دو چار ہی دنیا میں فیل
رہیگا سبز ہر جمع دہر اک و نگل
جلوۂ رنگ چمن جائیگا اک آن میں ہل
اک طرف تا رگ گلستان میں ہی یکسو حنظل
مصرع سرو سے پایا ہی کسو نے بہی پہل
نہ قصیدہ نہ مخمس نہ رباعی نہ غزل
ذات پر جسکی میسر ہیں گنہ عز و جل
رو سیہ کینے سی جسکے رہی مانند زحل

بغض جسکا کرے جون مور سلیماں کو ضعیف
مور کو جب سے ملے جسکی بلونکا سایل

جا تر وصلت ہے نبی جسکو ندی عز از عرش
فرش گلزار زمین حق نے سمجھ مستعمل

شیر یزدان شہ مردان علی عالی قدر
وصی ختم رسل اور امام اول

خاک نعلین کی جسکی مدد طالع سے
پہنچے اس شمعکو جو شخص ہوا عمر ازل

وہ نظر آئے اسے دیر کی بنیا سی ہے
رہ گیا اور رہے گا جو ابد تک اجہل

مدح غایب ہے کھلے اسکے نہ مداح کا دل
رو برو مطلع ثانی سے یہ ہو عقدہ حل

مطلع ثانی

دیدہ تیری بدوئی حق سے نگہ کا ہے خلل
ایک سے دو نظر آتی ہے بحسب احول

تیری قدرت بجہان قدرت حق کی خاطر
خلق سے کیے وہم غلط کا رہین ٹھہرے مثل

مرضئ حق تیری مرضی سے ہے جون جو برزد
اس یقین میں نہ گمان کر سکے زنہار

علم تیرا نہیں کچھ علم خدا سے باہر
ہی عمل بھی وہی تیرا جو خدا کا ہے عمل

رای تیری کے موافق جو یہ لکھے نسخہ
کرے تاثیر نہ عیسی کا مداوا اکمل

سکے ہیگا یہ نہ قبضے سے کمان کے سر مو
ہو اشارہ جو ترا تیر قضا کو کہ چل

تک تری مرضی سے باہر جو کرے کام جہان
تا نہ سے کام زمانے کے وہیں جا بچل

معنی علت غائی جو نہو تو آن کا
خانۂ سر دو جہان پھر ہوں بیت مہمل

سائیں دست کرم کے تیری ہر صبح و
دولت دو جہاں سے ہو غنی عبد اقل

دین و دنیا کی ہیں اسی کہیں وہ اعلا
ہووے جو سے تری ثنا میں سبھوں سے اشغل

ہو گدا جہان بجہان تیرے گدا کے در کا
اسکے در کا وہ گدا کس سے ابل و مل

ایسی تخت نشین ہوئی تجھ سے کے جلے شمار
حد تعداد سے مستثنی ہو نہی ہو فیصل

وصف تجھ سے دو سر کا میں ہوں کیا مشت دیر
دل مجنون کا جو سیدا ئیں کر سکے صیقل

اسکے لفظ ہے یہ موجودست مبارک تیرا
کہینچ اسکی گر تو عدو پہ کری میدان مین بیت
عرض ہین ہے وہ طرف ہنوز کے لگے بہتی طول
جمع کب رہ سکین اعدا کے حواس
توام اجزا جو ہوا لبیک ہین یک دیگر
نرم اور سخت مساوی ہی کسو پر آوے
اسکو آسیب نہین صورت سمند قضا
زیر ران ہی جو تیری رخش فلک سیر نہا
شکل کیا ہو سکی بتاؤن کہ جسکی شوخی نے
اسکی ہر چوٹی کا مین حسن کہون کیا جسکے
ہر غہ و گام سی باہر ہے کچھ اوسکی رفتار
لیہ وہ ہاتھ سی آن طرح کے اگر ہو جلو دے
جست خیز اسکا بیان کیجیے گر بنش حکیم
فاش سی زمین ذرہ جو اچک جاتی عنان
منع سی نعل کی اسکے ہین اگر دورن شبیہہ
اسکی جلدی کا تو کیا ذکر ہی سبحان اللہ
تو سن وہم کو دوڑا ئی ساتھ اسکے تو ہو
خانۂ زین کب اسکا ہی کم از بیت اللہ
بنیت عقل یہہ تیری ہی کہ ہر دشت ہین سر
بیسا ننی ہر نہ کے یہہ کیا دخل کہ نکلے آواز

ہرین دین مجمع کے سوا اور نہ بلل
استقامت کا زیادہ تیکے قدم جا یگل
پڑے دریا مین جو وہ تفرقہ پرداز اگل
دیکھہ کر اسکو علم ہاتھ مین تیر یک بل
منجمد رہنی ہین انکی دہین آجا ئے خلل
خواہ پیر اوسے قرو خواہ و دو بر نبت جبل
نہ جہرے وہ نہ ہٹے وہ نہ پیر اودین بل
ہی وہ محبوب جسی کہیئے نہایت اجیل
دایرہ بیچ تصور کے نہین پڑتا ہی کل
زلف معشوق کا دیکھے سی نکلتا او بل
ہے جہلاوے کی طرح خیال مین اسکی جہپل
ہڈسکے ہنوز اسکے کوئی جز اسکی کفل
اعتقادات حکیمانہ مین آجا ئے خلل
جا ہے جون اوڑ کے زمین نیت فلک کو وہ لکہدول
کری دورے کو تمام اپنے یک آن زحل
فتنہ اسکی فرس ایسا کہ جسی کہئے اجیل
بازگشت اسکی تمام اسکے انجام ازل
کہیے معنی کی شست آئینہ ہو جب برو ازل
واسطے درد سر آہو کے گہسے صندل
گر کہیے یو ست کو منہ ہو آ سنجاوہ ین جو جل

سو ردسنگ ہو شیشہ تو غضب سی کردے
معدلت کیش تری ذات ہی ایسی شاہا
کرۂ نار تجھہ آتش سی غضب کی جل کر
مرغ زرین فلک عہد مین تیرے شاید
تار تار اسکے جو یہہ بال و پر آتے ہین نظر
ذکر و اذکار ترے حفظ کا گر آجاوے
شعلۂ شمع کی گرمی سی یقین ہے دلبر
امر سی ہی کہ تیرے یہہ جہان باشندہ وین
کہ حیا سی بچمین غنچہ سراپا کیا وصل
جب سی گل ہو تی بلبل نے قیا ریکو شنا
جوش مین ہے یہہ کیا معنی نجم لاہی شراب
رقص مین غل کجھہ اب کوئی زمین پر ہی بہر
کیونکہ آواز مغنی ہو گلے سی باہر
امر حق سی جو ملائک نے یہہ جیا ہا سو نہین
عرض دونون نے کیا یون بجناب اقدس
آخرش تجھکو ہی پایا متحمل اسکا
دشت ارزن مین جو سلما تکو بکی انجات
گرا سی کرکے بیان سمجھون تنا کی مین نے
جہہ سیا جو کوئی دیکا اسد اللہ کی سی
محرم کنہہ جو تیرا ہو کر ی تیری مدح

کوہ کو پر دو کیف دست مین ملکر جو دل
آنچ سی آگ کی تنک خس مین جو جا جل
چشم کوئی فلک کے نئی ہو دے کا مل
بو جہہ کر دانہ گیا ہی کسی اختر کو نگل
باز قدرت سی نے تری ہی بچہ سی فولاد مسل
کسی محفل مین بتقریب زبان یک پل
شب سی تا صبح قیامت نکلے سو مگس بیل
کام پہنچا ہی منا ہی کا بھی ان تنزل بہا تک
نسبت شکل جراحی سی اٹھا وے اکیل
عشق گل تب سے دھوا کر بی ہی دلدل
چشمے سی مین یہہ وزدن ہون کہ اب ایل
بیچے کوئی فلک کی بھی یہہ پاپنجے مندل
شرم ساز کے پردہ مین غنا ہی اوجہل
حلم کا بار ترے کوہ و فلک پہ ازل
بو جہہ اسمین ہی بہت ہم مینگ گرفتار کسل
جب یہہ دیکھا کہ کسی سے نہین ہی سنبھل سکتا
کچھہ ترے وصف سی نسبت نہین رکھتا یہہ عمل
خلق سمجھی گی وبا ناع اسکا ہوا ہے مختل
قلۂ شیر کو او ہی سمجھی بہ شکل
سو تو جز علم خدا علم ہی سب کا مہمل

وصف تیرے کی ہے شایان زبان تیری ہی
مدح اپنی نہ سمجھہ یہہ جو کہا ہین اس سے
عرض احوال ہی اپنا ہی مجھے اس سے غرض
سو تو وہ کیا ہی رہا ہووے جو تجھسی تحقیق
سب کا احوال ترے پیش ضمیر روشن
پر کرون کیا ہین کہ ہی آتھہ پہر دل میرا
نہ تو روزانہ مجھی اس سے خورش کا آرام
کبھی جاتی نہین وہ مجھسے جو اس ظالم نے
لا بٹھایا مجھے گہربار جہرات سکر مین

ہے تجھے تو آپ کو یا تجھہ کو صدا و ندا اجل
رتبہ تجھہ مدح کا اعلے ہی سخن یہہ اسفل
تا باخر یہہ جو موزون ہین کیا ازل
نہین بازو دو جہان تیری نظر کے اوجہل
ایک سی دونون ہین کیا ماضی کیا مستقبل
گردش چرخ سی جو ن نہ شکست عشت سا کل
نہ میری چشم مین جو اب اس سے شبانہ اک پل
کسطرح کی مری اوقات مین الی ہل چل
یان یہے جو بنے اپنی بغیر از بیر تل

اس ستمگار سی جب زور مرا کچہہ نہ چلا
شب مین لاچار کہی شکوہ مین اسکے یہہ غزل

داد کو کسکی فلک پہنچے کہا روز ازل
سامنے اسکے آتھی دست تظلم اسکا
خود یہہ ظالم ہی تظلم یہ کرے کسکے نظر
راست کیشون سی کبھی اتنی ہی اس ملکو
سات یہہ فتنی ہین کہتی ہین جسی سات فلک
مین یہہ دیکہا نہ کر از نخل حیات انسان
ہی کہین مہر و کہین کین جو اسی کی غالب
اس ستمگر کے نلون سی بعالم ہر گز
سینہ کو سنے ہی نکلتے ہی وہ مرد از رہ پر

صبح جب نکلے ہی خورشید تو لیکر مشعل
جو سر عقل ہین جس شخص کے اجا خلل
دانہ فریاد کرو آسیا ڈالے ہی دل
کر دیا سر کو اسنے نکہو بہول نہ بہل
ایک سی ایک برا ایک کے اک پر بغل
بر لیے آدمی عمل اسکا کبہو سید و اہل
ظلم اسکا ہی عجب عقدہ بالا منحل
بادی دعم مین ندیکہا مین تفاوت اک پل
گر کسی گہر مین کو ئی جا کے سجا تا ہی محل

حلقہ تا ربی یہ وہ ابھی ہی محیط عالم
فی الحقیقت ہین یہ سب آبلہ اختر سمجہہ
زیر سایے کو جو نسبت سی تری یا حیدر
کر سکے دریافت اس احوال کو اب یا مولا
یہ نکر سمجہہ یہ گوارا کہ گنبد اسکے سیے
حلہ پہنچا ہر نین نحیف اس عاصی کو
یہان معاش اپنی نہ سمجہوں جس نے ہین معا
پنجے سے حضرت ابھی کیا عرض کیا جاتا ہے
مجہکو تجہہ عذر نہین آ یعین ترا ہو بیدر غلام
مدعا اتنی عرائض کا مرے ہی یہ غرض
مری قسمت کے موافق تو معین کر دے
تا یہ پہیلا ہے جا زیر فلک کسکے حضور
لیکن اس امر مین ہے حق لطف خلقت کے
جو ہر جود و کرم تہا سو ہر روز تقسیم
طاقت طول سخن آگے نہی تک سودا کو
جا بنا ہی کرے آخر وہ دعائیہ پر
تا نلے خلعت نوروز یہ بستان جہان
برگ پیدا کری تا باغ مین اک نہال
خوشہ رو پید کی خاک سی تا پہنچے بہم
تا گرے سبزہ بر خسار گل اندام نمونہ

زیر کا جسکے نہین کچہ کوئی با زیر بدل
اسکے اندام یہ مہتاب سی لے تا بزحل
آب بیتا ہی گیا ہی بدن سکا تب نہیل
تجہسے یون عرض کرے ہے یہ ترا عبد اقل
ہند کی خاک مین اجزا ہی بدن جا دین گل
کہ اسی عمر ابد سی جو دیان آ ہے اجل
اخذ و حجر مین ہون بر و نسک سی بکرو دغل
علم میرا ہی یہ علم اور عمل ہی یہ عمل
بیل و تعزیر سی تری نہین سکتا مین نکل
سر فرو ہو نہ فرا یہان بدر اہل دول
اپنی اسرکار سی اب تا یتہلل کا بدل
دست ہمت نظر آتا ہی جہان تا یہ بفعل
کر کے جیب دریدہ قسمت سی نبہو کے اوجل
لکہہ گیا ہو دے تری نام ہی منشی ازل
تجہ کس آ ہے قوت بازوی عجز مرسل
نظم تجہہ مدح کی بہتر ز کلام اول
یا دی تا نیز اعظم شرف از برج حمل
پہوٹے تا نامیہ سی شاخ اسنجے ہین کونپل
مو ہین تا کنش دانہ کا خرمن کے موبل
تا پڑے سنبل پیچیدہ محبوب مین بل

تا رہے داغ دل سوختۂ عاشق کو / پہولتا لالہ ہو دور رہی جبتک تہ جبل

سجہ مین قطرۂ نیسان سے ہو جب تک گوہر / گٹ سکے تا وقت ترشح کے ہوا مین بادل

لب معشوق کو تا شہرہ دین شاعر بشفا / چشم نرگس کے تئین تا کرین نسبت بہ کسل

بوی گل مست کرے باغ مین تا بلبل کو / تا کرے باد سحر عقدے کو غنچے کے حل

موج ہوا آکے تا سرو کی پا مین زنجیر / جبتلک طوق رہے گردن قمریکا کل

تا لب جو پہ کرے خیمہ کو استادہ حباب / تا بچہاوے بروش سبزہ فروش مخمل

شاخ کے ہاتہہ مین ہو تا بچمن ساغر گل / گل کے جب تک رہے غنچے کی صراحی بغل

تا بمیخانہ مین بادۂ گلگون مینخوار / ساتہہ مطرب کے بجے باد نے چنگ و دہل

پہرے تا باغ مین ہر ایک روش پر سرخوش / راہ چلنے مین قدم مست کا تا جاے پہسل

ہنسنے پر تو سے ہو تا چاک گریبان بکتان / گل خورشید سے تا عشق رکہے دانہ طلل

قدر ہو عود کی تا مجمر آتش سے فزود / لطف تو تا رہے عالم مین بجوب صندل

تا سبے رہے یہ نظم بہ باب الجنت / جبتلک اتے سے مرادی مرا امید دل

نخل امید سے اپنے ہوں برومند منجب / سو محبت سے تیری جنکو نہ دہ بادین پہل

قصیدہ فی المنقبت جناب حضرت سید الشہدا حضرت امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام

ہواے خاک نہ کہینچوں گا منت دستار / کہ سرنوشت لکہی ہے مری بخط غبار

چمن زمانیکا شبنم سے بہی رہے محروم / اگر نہ رووے مرے روزگار پر شب تار

کرون ہون تیز مین دندان استہا ز صبح / زمانہ سنگ ملامت سے توڑتا ہے پہار

عجب نہین ہے کہ جاتی رہی ہو دنیا سے / زبس خوشی نے مری دل سے کہاتی ہے فرار

شراب خون جگر کی مجہے گزک لب خشک / صدای نالۂ دل ہے مجہے ترانۂ یار

رہی نہ شستیت صحبت سے بیچ کیفیت
زبانہ دل کو رہے اور عہد یار کو اب
زبسکہ دل ہے مکدر مرا زمانے سے
کہان تلک وہ کری روزگار کا شکوہ
دلا تو اپنے غم دل کو غنیمت جان
کسو سی بیان غم دل یون نہ کیا دوران
جو گوش ہوش تو رکھتا ہی تو یہ رہا ہے
تو سادہ لوحی سی اہل جہان کے تئین فہم
مین حرف جسکو شناسی زبانی منصور
عجب نہین کہ ہی ابلیس اس سبب مخفی
شب گذشتہ نپٹ دردمندی بیتاب
سنی مین ایک غزل بلبل طبیعت سے
نہ پوچھ مجھسی کدھر ہے خزان کہان ہے بہار
عجب نہین ہی کہ باد سموم ہو جاوے
نہین ہے شادی بغیر چمن مین دنیا بیچ
کہان بہار کہان ساقی اور کہان ہے شراب
فلک کے ہاتھ سی اتنی بھی دار ہجر ہے
شکستگی سی مجھے دل کی یون ہوا معلوم
ترا بھرے ہی اسکی فکر مین سبز آ ظالم
نہ کیے ہی مجھ سی خصوصاً عداوت بیچیا

نت اٹھکے سنگ سی اس سر کا توڑتا ہون حباب
شکست مین نہین دیتا ہی ایک آن قرار
بجای اشک مین انکھونسی پونچھتا ہون غبار
کہ جبکی بخت کی سوگند کھائی ہے ادبار
بدل خوشی ہے تو اہل دور مین نکر
کہ شادی مرگ کیا ہو نہ اسکو آخر کار
صدای نغمہ داؤد و نالہ دل زار
کرے ہی راستی اپنی سے سر زبان گفتار
کہ راست گو کو زمانے مین کھنچیے ہین دار
کہ تو بچے گا عبث مردم جہانسی دو چار
گذر گیا چمن فکر کی طرف ناچار
کہ دل کے لخت گرے چشم سی ہزار ہزار
کہ بلبل قفسی کو ہی گل سے کیا سروکار
نسیم گر گرے یکدم مرے چمن مین گذار
کہ چاک کرکے گریبان ہنسے نہ گل سے یار
کہان مغنی و مطرب کدھر ہی ناخن و تار
کہ خوب روئے دل کھول کر یکبار
فلک نے گوشۂ خاطر کو بھی کیا مسمار
کسی طرح بھی کسی دل کو ڈھونڈیے آزار
خیال خام تو یون دل مین ایتنے دیکھی قرار

کہ خاک کرکے اسی ہند مین بناون گا
کہ ہر خیال کو اب لگیا ہی یہ بے مغز
دکہائین گے اسی ہم مردیون کر ہین عزم
تو رو سیاہ کر اس ہند کا کوئی دم مین
جہان کی خاک کو ہی یہ شرف عجب کیا ہی
جہان کی مرگ کو کہتا ہی خضر عمر ابد
جو کچھ کہ مجھ سی شنے صدق سے تو باور کر
خدانخواستہ گر آسمان کی گردش سے
فلک سی اُسکو بلا ایک لے آکے وہان ہو وین
اگر وہ خاک دی اسکو شفا کی نیت سے
زمین وہ نور سی اس مرتبہ ہی مالامال
اسی ہی غم سی جہانمین ظہور کرتی ہی صبح
ہوا کے وصف مین اس جا گی اب لکھو یہ غزل

زبس ہوا نے طراوت کو وہان کیا ہی نثار
گر اس طرف سی ہو جاوے صبا مین کی طرف
جو نخل خشک کی تصویر کھینچے وہان نقاش
عجب نہین ہے کہ ہوان اس ہوا سے دانہ سبز
غرض مین کیا کہون یارو چمن مین قدرت سے
یقین ہی دل کا ہو اگر ساکنان جنت سے

چراغ بنگلہ وحشت خانہ ز خمار
زبس ہیرا ہی سر اسکا ہوا ہے گرفتار
مشیت ازلی بہی جو ہووے ہم پیسے برار
اسی دیار کی گلیون کا ہوجیگا غبار
کہ فخر عرش ہی گر ہووے اسکے قرب وجوار
خدا نصیب کری مجھکو زندگی اکبار
محمدی سی فرنگی ہو جو کرے انکار
قضا طبیب ہے اور مسیح ہو بیمار
جب اس دیار کے جاروب کش سی حضرت منت دار
قضا قضا ہی کرے وہ جو تنگ کر کی تکرار
کہ جسکی رات کے آگے نہین ہے دنکو قرار
ہمیشہ نتیجہ خورشید اپنے جیب یہ مار
ہر اسکا صحن رہے سبز تا بروز شمار

شرار سنگ مین ہی رشک دانہ ہائے انار
ہو سوا ے زمرد عقیق وہان زنہار
ہر ایک شاخ وہین سبز ہو کے لاوے بار
اگر زمین پہ گرے ٹوٹ سبحہ زوار
محبت ہے لطف کی اس قطعۂ زمین کی بہار
جو کوئی سیر کری اس دیار کا گلزار

رکس تماشی سے انکھونکو وہان ہو سیری
انھونکی نظر و نمین ہو گی بہشت کی کیا قدر
بہشت عرض کرین یون جناب اقدس مین
جو کربلا کے ہین ساکن انھون کو ہی یہ امر
تری تو ذات سے روشن ہی جز و کل حال
غرض کہ دیکھ کے اس جا کے مرتبے کے ہین
خبر دے اسکی مجھے اے زمین کہ تجھ مین ہے
دیا جواب زمین نے کہ اے فلک یہ بات
نہین ہے خاک وہ ہے آب روی تجلیات
اگر تجسم کو الکب کو پہنچے اسمین سے
مجھے بھی نسبت اب اس خاک سے کہان جسمین
امام مشرق و مغرب شہ زمن و زمین
زہی امام کہ جز خاک در سوا جسکے
اگر نہو قلم صنع ہاتھ مین اسکے
ہیندسان قضا اپنی حد سون سے اگر
عجب نہین ہے کہ نکلے نہ تا دم محشر
خدا نخواستہ زیر چہار عنصر مین
ابھی فنا کرے ننھ ہوا کا عنصر خاک
گر انکا حلم اٹھا وے جہا فسی رشتہ کفر
یقین ہو جان کہ میزان عدل ہین انکے

ملک کو ہو مدنا نرگس کی طرح ہو دو سوار
جنہین ہے مسکن و ماوا اسکے واسطے وہ دیار
عجب نہین کہ اسی شرم سے ہر نور شمار
سوا ہے عرش تیکھے کسی طرف کو گذار
بھلا ہی یر قدمین رکھے ہی جستجو نکا وقار
لگا زمین سی کرنے فلک یہ استغفار
ہوا ہی کس سے اس خاک کو یہ عز و وقار
نہ ہیجو مجھ سی تناسب آتو دیگر بار
نہین وہ خاک ہی کحل الجواہر ابصار
نکر سے شب تاریک بیچ نور فشار
ابو تراب کے فرزند نے کیا ہو قرار
رموز دان خدا فخر لحیہ اسرار
قبول ہو نکبھو سجدہ نماز گذار
تو لوح دفتر قدرت ہین فرد ہو بیکار
سوا مشورت انکی جنہین لکھین نکتار
زبان خامہ سی نکلے لفظ غیر استغفار
گر انکی رای بدلنا طبیعتونکا قرار
بجنبش ے یا ینکا قطرہ جا بجا مین انکے شرار
محال کیا جو سلیمانی مین نحیر بار
ہوا ہی دانہ خردل برابر کہسار

اسیلئے عدل مین ہے یہہ کہ جیو تشو یا خصو
شکوہ جیمی کی ترے بیان کرون لیکن
کہ جسکی دیکھہ کے رفعت فلک ہی جلکر زمین
نہین ستارے ہین یہہ بلکہ لوٹتا ہی اب
کرے ہی عرش اسی اپنی جبہۃ صندل
کمیت خامہ نے اپکے وصف گلگون مین
چمن مین صبح کے جسکی شبکر وسی آگے
غرض وہ گرم عنا ہوسکے جب چکتا ہی
بیان جلدی کا اوسکے کہان تلک مین کرون
حنہا براق کے راکب نے دوش پر اپنے
امیدوار ہون غیبت سی اب بلا مجھکو
کہے ہی اشہد ان لا الہ الا اللہ
تری کمان کے آگے ہی اب عدو تیرا
جہان نہ پہنچے ہی ترے خیال کا ہرکارن
ترے دیار کی جنوتی کے زور سی ناہا
اسو سلطنت اسکے بغیر مرضی کے
نمط حباب کے قالب تہی کرین دریا
بیان حلم کا ترے مین کیا کرون ہیہات
کرین مین نہ ورق اسمان کو تا ہی
کہو نہ ہو جو ترے ابر فیض کے آگے

مجال کیا ہی کہ دم مارے اژدر خونخوار
کہان خیال کو ہی پہنچنے کی وہان تک بار
اسیلئے بوجھہ سے ہی صفحۂ زمین کو قرار
اسی حسد سی انگارون پہ چرخ نیل فہا
گر اسکے فرش کا جاروب سے اوڑتی غبار
کیا ہی صفحۂ کاغذ کو تختۂ گلزار
کبھو نہ ایک قدم چل سکے نسیم بہار
نہین پہنچتی ہی برق اسکے گرد کو زنہار
فلک کو جسکی سواری کا عزم ہی دشوار
سکھائی جسکو سواری نبی سوار
حضور یا خلف الصدق حیدر کرار
عدم مین کفر سدا یاد کر تری تلوار
کبھو نہ بیٹھ سکے روز نبرد ہوکے فرار
کرے ہی وہان سی گذر ترے تیر کا سوفار
کہان زبان کو طاقت جو کیجے گفتار
جو ہو وین لاکھ سلیمان تکہ سکین زنہار
اگر یہ حوان یہ تری آتش غضب تیرا
تو ہی گواہ ہی جو مجھ پہ ہوچکا ہموار
ستم ہا اگر تری بخشش کا کیجے اظہار
کری نہ گر عرق انفعال ابر بہار

پھرا جو لیس تسلیم حرص جود لیے تیرے ‏ — نہیں ہے اسکے تئیں درد املاء کی قرار

نگاہ فیض تری کیمیا اثر ایسی — اگر وہ ہو گرہ خاک کی طرف اکبار

نکلے کان سے فولاد تا ابد ہمہ زر — عجب نہیں ہے بغیر از طلائے دست افشار

شہا ہمیشہ ترے بندگان عالی کے — حباب میں بھی سو دار کھے ہے عرض جہار

جہار عرض سے اب عرض اولین ہے یہ — کہ ہند ہیچ پریشان نہو یہ مشت غبار

صف نعال میں اپنی بلا کے دو ہے جا کہ — کہ نور شعر ثنت اسکے بنی ہو شمع مزار

سوائے خاک در اپنی اسے تو لا مولا — دوم ہے یہ کہ کسی در سے نت نہ ہووے سرو کار

سوم ہے یہ کہ سراپا ہے جو ہر ذاتی — در ہے ہمیشہ تہی دست ہے بر نگ چنار

چہارم اینکہ بہ دوستان بہر دو جہان — قبول ہو وین بحق آئمہ اطہار

رہیں فلک پہ مہ و مہر جب تلک قائم — ہمیشہ دیکھے اسی طرح چشم لیل و نہار

ہوا ہیں کے قدم سے لگا رہے اقبال — جدا نہو سر اعدا سے خنجل ادبار

قصیدہ منقبت میں حضرت امام محمد مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے

سنکر خدا سے کیوں نہ حکیموں کی ہو زبان — جب شہر سے مرے ہو ملا اسقدر جہان

ممکن نہیں کہ اب سخن غیر کو سنے — راہ اسقدر جو پہنچے وہ تا گوش سامعان

نام اور ہے کے واسطے جا بند کر تلاش — جا کہ کسیکے نام کو اس عہد میں کہان

گو بھاین کہے تو ریختہ ایران میں فارسی — جا ہے جگہ شہر ہے کو سو تو ہیاں تو نہان

عالم کے السنہ پہ مرا اسقدر ہے شعر — گویا ورق بیاض کا ہر منہ میں ہے زبان

معنے سنا کہ تجھکو مرے ایک شعر پہ — دزدیکا اپنے معنی کی ہی وہم بدگمان

ہے بدا تفاق تو ارد ہو ہر سخن — لفظوں کا اپنے غم کہ ہو ہی کسے انکا گمان

تو زشت کو پہنا و کسی رنگ کا لباس
از راہ دوستی ہین کہون تجھسی ایک بات
زنہار ہمسری کا مرے تو نکر خیال
ایسی نہین بندی سے سخنکی مرے ہوا
اسکو یقین تو جان کہ حیران ہے اب تلک
منشی نہ فلک مری تحریر دیکہہ کر
پاوی مرے قلم سے وہ فی الفور یہ جواب
حک کردہ سطر ہی وہ ترے ہاتہہ کی لکہی
دفتر سے فن شعر کے تجھکو ہے کیا خبر
روشن جہان ہی نظم طبیعی کی میری شمع
جون گل سر بہار کوئی جاکے شوق باغ
مضمون تازہ یون چنین فکر سی مجھے
رنگینی سخن ہے مری اس قدر کہ گل
موج نسیم گل کی جو زنجیر پا ہو شہ
سعدی کی روح پاک کی خاطر ہے سیرگاہ
ہر سطر اسکی معنی رنگین سے شاخ گل
نام اپنی سے جو مرے کوئی شعر کو پڑھے
اسکا یہ شعر ہی کہ قلم جسکے روز و شب
جسکو جناب حق سے یہ نسبت کہ جس طرح
حاضر حرم مین دل کی وہ مانند ذات حق

خو کو نہین اسکو جا نہین جز پہلوی بتان
طبع شریف پر جو نہ آوی ترے گران
ہوگا غریب مضحکہ نزدیک شاعران
کہیلنے کا جسکے زیر فلک دل کو ہو گمان
عیسی سے معالجہ نفخ آسمان
سمجھے بغیر گر غلطی کا کرے گمان
چپ رہ کہ دون تجھے غلطی تری سے نشان
کہتے ہین جسکو اہل زمین نام کہکشان
تو جلد آسمان کا محرر حساب دان
پروانہ دبان ہی طایر روح سخنوران
لاتا ہی بہر گوشہ دستار دوستان
پہنچا وی ہے ہمیشہ طبیعت کا باغبان
عاشق ہی میری نظم بیان کا یہ گلستان
شوق سخن مرا اسی لاوی کشان کشان
دیوان کا ہر ورق ہی مرے یہ بوستان
سمجھا کرے ہی بلبل طبع سخنوران
بولے فصاحت اسکا نہین لب و دہان
ایسی جناب کی ہی ثنا مین گہر فشان
نظم سخن مین لفظ و معانی مین توامان
غایب ز چشم خلق دلے ہی جہان نہان

مطلع لکھہ اور ای قلم اب لایق حضور

ای وہ کہ کار جن و بشر تجھسی ہے روان
تجھ خاک پا سی فیض جو اکسیر کو ہنو
شاہا علو مرتبہ تیرا جو کچھ کہ ہے
اپنی نگاہ چشم کو قاصد جو کر کے وہم
پائی نگہہ مین اول منزل ہو آبلہ
قربان مین خاندان کے تیری شاہ ویر پناہ
جبرئیل کی جگہہ وہ نہین جس مقام مین
جو امر کارخانۂ ایزد مین ہو ترا
ناقوس کے واسطے ہو جرس مرسلون کا دل
اس مرتبے کا سرمہ ہی اس کا رہ کے گرد
پہنچے فلک کو موج گہر ابر فیض سے
ہیبت سی تیرے عدل کی شاہا بزیر چرخ
آتا ہی جس گھڑی کہ تمازت پہ آفتاب
نشو و نما نکوہ کرے جسطرح سی گیاہ
آتش کو آب سی یہہ ترے عہد مین ہے قدر
سوزن ہو چاک دامن معلی کی واسطے
اس دہر پر سنگ کے خلایق مین گر ترا
دل پر مرے نقش ہے کہ بحر محیط کا

تا دو جہان صلہ دے تجھی شاہ خسروان

تیری وہ ذات جس سے دو عالم ہو کامران
مس کو طلا کر سکین اس سے مہوسان
جز عالم الغیب بشر پر ہی وہ نہان
بھجوائے طول راہ کے گر نیکو امتحان
پہنچے نہ وہان تلک ہی تیری منزلت جہان
جس عزت و شرف سے کہ تیرا ہی خاندان
نیتین سی دیا ہی تجھے حق نے عز و شان
کیا تاب عقل کل جو کرے اسمین امتحان
نکلے جو تجھہ قدم کی زیارت کو کاروان
جسکے لئے ہو چشم ملایک کی سرمہ دان
تیرے گرے جو قطرہ بدریائی بیکران
خلقت کو اب زمانہ ہی اس امن کا مکان
بال عقاب ہی سر گنجشک سایبان
سرکوب یون ہوی ہے جہان مین ہی ناتوان
جون لعل آبداری سی قیمت نگین گران
وہ خار جسکو حفظ ترا ہو نگاہبان
ہووے نہ بار حلم تو ای شاہ انس و جان
لطف اولٹ دے موج کو کشتی خاک دان

جو گر تو خلق و حلم و حیا سی اگر ہو — ہو ور ہو نہ تری نگاہ بر اعمال عاصیان
تجھہ آتش غضب سے شرارے کے سامنے — بارود کا سی تو دہ زمین اور آسمان
کھینچا قضا نے تسمۂ سنگ فشان جب — شمشیر تری چرخ چڑہا بہر دشمنان
اسکی پرسش کری ملک الموت خیال جب — بے اختیار ہو کے پکارے کہ الامان
شمشیر تو یہہ کچھہ ہی کہ جسکو کیا ہی عرض — گلگون ترا سو ہی بجان پری وشان
رکھتا ہی یہہ قدم کہ نہ پہنچے رکاب تک — باد بہار ہو سی کو تا آمد خزان
لطلان نہی ہو آگے سی جھکے فنا نہ جب — وہ تیغ ہو یہہ اسپ ہو اور تجہہ سا ہو جوان
جین جن کے سنگ ریزی ترے گاہ جلوہ — طایر ہین جتنے سدرہ نشین عرش آشیان
وہان کر کے فرش انکھو نکو اپنی دو منتظر — تیری قدم کے رہتی ہین یا صاحب الزمان
سو واسجز دعا کے ترے کیا ثنا کرے — الکن ہے اس مقام ہین جبرئیل کی زبان
یارب ترا ظہور شتابی ہو نا بدہر — روشن ترے جمال سی ہو چشم مومنان

مرثیہ حضرت قاسم ابن حسن کا

کیا کرون شادی قاسم کا مین احوال رقم — واسطے دیکھنے کے آرسی مصحف جس دم
بیاہ کی رات رکھا تخت پہ نوشہ نے قدم — گائی تقدیر و قضا نے یہ بدھاوا باہم

قاسما مرگ جوانانہ مبارک باشد
جلوۂ شمع بہ پروانہ مبارک باشد

ہوئی ہی بزم جہانکو الم افزا یہہ نشاط — دولہا ہم لو ہو مین دیکھے ہین یہہ رنگین بہت برات
ای شہادت بصفا جلد گرہ کیوں نہ کھلے بات — جام شربت سی بہر اور رکہہ کی یہہ ڈالی ہاتھ

ساقی وشتہ دریا نہ مبارک باشد

بتو علطیدن مستانہ مبارک باشد

لاکے ای مالیان رنگی چمن سی پہلوار　　گوندہو نوشہ کے لئی آج گل زخم کے ہار
تارکنہٹے بکا کر وسہرے کے لوہو کی دہار　　گاؤ دروازی پہ تم باندہ سکے یہ بندنوار

غم این خانہ بہر خانہ مبارک باشد
دروکاشانہ بکاشانہ مبارک باشد

ہی عجب جشن کہ جسمین ہو یہہ اسباب سرور　　سینہ ہر ایک کہڑا کوٹے ہی دف کے دستور
غم بجاتا ہی یہہ ناخن زن دل ہو طنبور　　اجل آرقص مین کانی تو یہہ نوشہ کے حضور

غم جان تو بجانانہ مبارک باشد
یہ بخویش وچہ بیگانہ مبارک باشد

کیڑے بیوتنی جو بہتن نے کے لئی بیاہ کی رات　　کیا گہری تہی کہ وہ نوشہ کی ہوئی ہی قطع حیات
یون بدا بہتا کہ سئی جائین کفن وزر کے ہات　　نے پہنے تو کہا موت نے کر لیا ہات

بقدت خلعت شاہانہ مبارک باشد
بکفت جود کریمانہ مبارک باشد

یاسر دلہن کی تہیا یا تہا اسی لاکی جہان　　دیکہہ کر خصلت دوران فی سبز بن وہ مکان
یون لگی کہنے کہ اٹہہ جلد ہو تو بیٹہہ یہان　　عیش دایم کے لئی تیری جگہ دو دمیان

حجلہ ات گور غریبانہ مبارک باشد
تاقیامت بتو این خانہ مبارک باشد

تیری نوبات کا ای لاڈلی کہیلے جینا　　دیکہہ دیکہہ اور بنی کے تئین سر کا دہنا
دم بدم غم کے انگارون پہ جگر کا بہنا　　تس پہ ہر ایک کے منہہ سی یہہ سنہا بانی

بدلت حسرت جانانہ مبارک باشد

آشنائی ز تو بیگانہ مبارک باشد

جا بجا کہانی کا اس شادی مین ہے نادانی — جز کباب دل بریان نہین یہان مہمانی

چلو بھر مانگے بہی لوٹتے جو کسی سے پانی — کہتی ہے بیاہ کے یون ساتھی آ بہمائی

نا دو نوشین غم جانانہ مبارک باشد

بنوا این خوردن شکرانہ مبارک باشد

آخر کار کہون کیا مین زمانیکی کہوٹ — دیکہہ اس چہرے کو جیہ بدر سے رکہتا تہا ہوٹ

سبگہڑی ہجر ابد غور کیا سہرا توڑ — اٹہہ چلا کہہ کے یہی سے دل صدیک جالگی چہوٹ

بہر زلف تو ہمین شانہ مبارک باشد

زینت و زیب عروسانہ مبارک باشد

بیہودہ شادی ہی کہ محشر تئین جسکا ماتم — نیچے اس سقف نیلی کے کریگا عالم

ہے یہی موجب آمرزش نوع آدم — مہربان مرثیہ تو نے جو کہا اس غم

بدل عاقل و دیوانہ مبارک باشد

جیو لنشہر و جیہ بویرانہ مبارک باشد

نہ مرثیون مین اکثر سودا تخلص اپنا مہربان کرتا ہی تاکہ نواب بلے اور نام ظاہر نہو۔ ۱۲

قصیدہ مدح مین نواب وزیر الممالک شجاع الدولہ بہادر کے

اشجار کا بستان جہانکے ہی عجب رنگ — جلتا ہی چنار اسسے رخ گل سے ہی جو ر بگ

بے مہری شاہ گلستان مین کہون کیا — پہل وے انہین جو نخل اسی باغ مین ہین سنگ

جتنا ہی انہین نخل و حسد اس سے ہی افزود — چشم انکی ہی جون غنچہ دل انکی ہی تنگ

ہے خام طبع کو مدح جبشم سے ان کے
اظہار کرین کو دسی دیے چشم مین سرمہ
آبہرتے ہوئی انکے دل و دیدہ کی اطراف
مہماتسی گرفت اٹہتے ہون یہہ ماحضر اوپر
ہے انسی غلط جا جنی صہبا سے ترحم
انبیا مین توقع نہین انسان کو کسو سے
کیا شہہ مرا اور کیا لب و لہجہ کہ ہی اسکا
اس بحر مین وہ نام بزرگ آدمی سو کیونکر
ان بیتون کے تو سر مصرع پہ نظر کر
تسمہ جو بیان کیجئے اوصاف کا اسکے
الطاف و کرم کا جو شمار اسکے کرون مین
انصاف یہہ اب عہد مین اسکے ہی کہ دریا
دیکھانے مین یہہ حوصلہ جز اسکے لب کا
لعل اسکے تئین بخشی کنکر سی ہین کمتر
بازو کا اسی زور شہ ہند کے کہتے
آمد کی خبر اسکی جو ہو وی طرف روم
از رعب کری میدان مین تو کیا تاب کہ اعدا
لکہنے صفت شجاعت مین قلم مطلع ثانی
رستم کو خبر ہو کہ ترا اسپہ ہے آہنگ

با دوسے کی مروت کی طلب و سو تنک
وہان اٹہہ کے لگے دوڑنے میتہا مو جہان لنگ
نت مہر و وفا عار رکہین شرم و حیا ننگ
دل مرغ کے سینہ پہ گویا باز کا ہی چنگ
شیشے کا انہون کے ہی تہکانا حلر سنگ
جہت اسکے وزیراب سی ہند کا اورنگ
ہون نام مفصل نہین آداب کا یہہ و ہنگ
جلو مین سمندر نہین آتا ہی کسی رنگ
جو اسم شریف اسکے سمجہنے کا ہی ارتنگ
جو خوبی ہی دنیا مین لگے اسکے ہے سنگ
عاری رہون امواج کو کن کر یلنگ
لا یا نہ لبون تک کوئی غیر از خرچ و رنگ
وسعت بہی زمانے کی حضور اسکے ہی تنگ
ہمت کا جہان ہیچ بہلا کسکی ہی یہ ونگ
ہیبت بہ جہان اسکے بہر صاحب اورنگ
دہشت سی لرزتی ہی رہے مملکت زنگ
دکہلا ئی نہ پشت اپنی مرد رہ معرکہ جنگ
دل ہو ح سبی غایب کی مرا اسپ ہے تہنگ
انگ
جیوے بہی جو یہہ سنکے تو کہایا نہ لگے

بل چیونٹی کا پادی نو لری جینے کا وتان
طایر کے جو تو صید یہ بیسے تیر و کمان تا تہہ
حربے سی یہہ وحشت ترے سا وحشت کی وگلیز
ہاتہہ اُسکے ہین دیگر کبھو شمشیر برہنہ
جار آینہ گردون ہو اگر تن یہ عدو کے
عرصہ ترے کبھو رکی جو سر بٹ کا نہ آئین
کیجہہ برق سی تر بھی بی تڑپی ابر سیہ مین
جسوقت بتر زین کو رکہہ تیکے ہین آپنے
آہن کا کہین گڑہ ہو تو دروازہ یہ اُسکے
ہموزن ترے حلم کے ہی دو قرے تیرا
خاطر یہہ خلایق کی ہی تجہکو کہ سوئے باغ
دل تجہسے ہو میلا کسی طور کا یہہ کیا دخل
کہنچا ہی زبس سر بہ فلک عدل سے تیرے
آتش سے ہیون آب مین انصاف سی تیرے
تجہہ چشم کی ہی نرگس شہلا چمنستان
دل ہیر نہ کیا شیوہ احسان نے تیرا
بس جو کوئی تجہسا ہو تو ناآشکی ہو
جس مرتبے مین تجہکو سمجہتا ہو ممدوح
کتنے سخن واقعی مین عرض کے مین
سودا نہ چل اب اُسکے کہ یہہ جا ہے ادب کے

نہین تب تجہے دیکہہ کے عرصہ ہو زمین تنگ
ارجن کے وہ بین جہرے سی پرواز کری رنگ
بیچ جائی اگر جانسی کہا کر تری سرجنگ
ایک آینہ دکہلاؤ تو بہاگے وہ ددو فرسنگ
آگے تری شمشیر کے ہی بہیڑ کا جو رنگ
پائی فرس باد سحر کرنے لگے لنگ
تہاجو کہون سو نہین رکہتا ہی وہ شرنگ
اُس رخش فلک سیر کا تو آن لگے تنگ
قالب تہی سنتی ہی کرین حسن ہموزن سرسنگ
کہسار تو دونون مین نہین ایک کے ہم سنگ
بیلے رخصت بلبل نکرے سیر کا آہنگ
آئینے تلک عہد مین تیرے نہ لگے زنگ
میزان کی طرف دیکہہ کہ ذرہ نہین پاسنگ
آئینے مین جس شکل ہو عکس رخ گلرنگ
پاتا ہون مروت کے نین اُس مین بصد رنگ
خالی ہو گئے ڈر عدن سی حسن و گلرنگ
ہرگز نہ اُسی بانیو کب مجہہ مین نہین ڈہنگ
یہہ مدح تو دہان عار ہے مداح سے ہو ننگ
خواہ اُنکو گہر سمجہے اب خواہ انہین سنگ
کر قطع سخن کا تو دعا یہہ آہنگ

بیضے مین تری قوت شمشیر سے برسے
لگے شام سی تا روم رہی روم سی تا زنگ

پرواز ہما جب سے ہوئی اوج سعادت
شہباز کا طالع کے تری اشبہ رہی جنگ

قصیدہ مدح مین نواب سیف الدولہ کے

برج حمل مین بیٹھہ کے خاور کا تاجدار
کہنچے ہے اب خزان پہ صف لشکر بہار

کہتے ہین یون زبانی پیک صبا یہہ حکم
پہنچا حضور سی طرف باغ روزگار

مرکب جو شاخسار کے ہین ان پہ اب شتاب
پہنچین سوار ہو کے جوانان برگ و بار

ہین بخشی و وزیر جو مریخ و آفتاب
انکو یہہ امر ہی کہ امیران نامدار

منہہ کہول دو خزاین گل اشرفی کے تم
پکڑو قلم کو ہاتہہ رکہو پیادہ و سوار

جیرے لگا کے شرح نگہداشت اب کرو
تعداد یو جتنے ہو تو بجید و بے شمار

کردو یہہ حکم تیر فلک کو کہ اسے دبیر
ہووے محررونکا تغافل اگر شعار

اہل قلم جو دفتر بخشیگری کے مین
انسی کہین برای تعقید یہہ بار بار

گلگون لالہ گر کہین بیداغ رہ گیا
جیرین لگے بہت سر متصدی کا غنچہ وار

لینا ہی کام مجہکو جوانان باغ سے
پہر پہر سیر گلون کے تئین دو و زر عیار

ابلاغ حالت ان کو ہوی اس امر کا
تا بہہ سکے تلا کے وہ اپنے ہی بہشکار

معمول سی زیادہ مقید ہوا ہے سال
جسطرح چاہئے کرین اس موج کا شکار

بس اہلکار لالۂ خودرو سی یون کہے
رنگین شتاب مستک ہیلان کو سار

دو گلے ہزار رنگ کے پہنا دین ابر کو
موج ہوا تلک ہو زرہ پوش ایک بار

تقسیم کر دین فرقۂ غنچہ مین جا تبر
وین قود بیتے گر رسالۂ گل ہوا سبزہ جو

یہہ دیتے ہیں کہ جار تہر سے گلشن کی صحن باغ
جار آہنہ کو سنج کے رہی مستعد کار

داروو گو کی پیر مغان سکیدے بیچ
سند و قین بدے شیشونکی بہر بہر کے بہیجے
جتنے ہین یے نواز جہان بیچ اب کرین
عزم اگر نہین تو اسی آن دیکہہ لو

ترکش لگا کے دینی کو نصیحت بہار
لازم ہی تجہکو پی کے شراب طرب کا جام
اک گل زمین نہین کہ جہان آب تیغ سے
غصے سی بلکہ گر کئی مرتے ہین یہہ کہ موج
بن خود ایک دم نہین رہتا سر حباب
اندام جو گیا زیر آب عکس تاک سے
جاتا ہی خیمہ انکی جو روئیدگی یہ وہم
نکلے ہین باندہ باندہ کمر ہو کے مشتعل
رنجک بہی بہر مشق اوڑایا کرے ہی برق
آواز توپ و رہکلہ رعد رو دشت
تہا جسقدر کہ سبزہ خوابیدہ یہہ صدا
کر یار خیمہ بہی اسی کا ہوا ہین بے
آسودگان خواب عدم بہی ہی عنقریب
کرتے ہین طایران چمن اب یہہ زمزمہ
طاوس نام وہ جو ہین اس نو چلے نقیب

رکہی نہ اب سوای کمر گلبنہ زینہار
اگر شتاب صحن چمن مین کرین گنار
بیشہ رہ کرنا کے بجانے کا اختیار
پایا ہی امر مطلع تازہ سی نے اشتہار

گلگون یہ اپنے ترک ہزارا ہوا سوار
گر مرد ہی تو سیر گلستان کر ایک بار
کرتا ہو وے کہینچ کے شمشیر آبدار
گرد اسکے نال رخش کے ہی مار پیچ سے جب
تو اسے ربی ہے منہہ یہ جیلم سنگ آشکار
یکتر سبہی ہی دیکہون ہون کیا گل یا سیم کا
ہوتا ہی اس یقین کا دل مین دیتن گذار
لیکر پہر پرے بانون کے سر پہ سے باندہ
گولی بہی ڈہالتا ہی سحاب تگرگ بار
کرتی ہو نہ سپہر سی جا اس طرف گذار
سنکر زمین سی جہتک اٹہا ہو کے بیقرار
گہنال کی طرح سی جنگہار ہی بار بار
اٹہہ کرکے خاندان سی کرین محشر آشکار
یارب یہہ اسکے سال قیامت سے یا بہار
کرتے ہین یہہ صدا کہ جوانان لالہ زار

باہم سی دستہ دستہ جدا ہو کھڑے رہو
میدان صاف کرتی ہی چاروں باد تند
صد برگ و جعفری و گل اشرفی نے اب
سنمکہ صف فشون خزان آوری جگہ کھڑی
استادہ ہی جد ہر علف سبزہ خاک پر
بہالا ہی اور برچھی ہی بلم ہے اور سنبل
سر آن مین ترانہ بلبل کے واسطے
از سایہ ہای بید مولہ ہر طرف
ترک صبا کبھی ہے مرا تیر باز گشت
خالی سمجھ کے ہاتھ کو اپنے سر اکدم
دامن کو باندہ باندہ ہوئے مستعد جو سرو
اب ہو کہ طعن کرین ہم کو بلبلان
نرگس کو باوجود سی بیمار شدید
للکارتی ہی یون کہ دو بہنیان ہو جو کوئی
کمر کہ کے سرو رخت سی یون سنگسر کا نخل
لیکن تو دیکھو کہ خدا دہ گہڑی کرے
گرے کے سرو رخت کو غصے نے اندرون
دل مین غرض ہر ایک کے ہین کیا بیان کرون
نکلین بجاے دانہ شرر کچھ عجب نہین
القصہ از جنگ صبا شنی ہین متحدم

جلدی سی باندہ کر کمر کینہ استوار
تا وقت کار دامن گل سی نہ الجھے خار
کمیر شے با سنے کر کے یہہ باہم کیا قرار
ہو کر او تاری کیجئے میدان کا رزار
یا نیک حسطرف کو زمین پر چلے ہی دوبار
خنجر ہے اور تیغ ہی جد ہر بنے اور کٹار
سی اندفون یہہ شعر تجلی کا روبکار
دار د زمین کمان سیہ تو ز در کنار
ہو نیت ہر حریف تو نکلے جگر کے پار
مانگے ہی برگ بید سی خنجر تو بہر حبار
قمری یا سر اک سی کہنی ہی یون نعرہ بار
لڑ بو قدم تو گاڑ سکے یاران طرحدار
اسیر حبس مین آنکے وہ ناتوان وزار
ٹا ... نے تو دیکھون آنکے سر عصا کا وار
کہتا ہی گرچہ ہاتھ مین نشتر ہے بار بار
کتنون کے سر مین توڑ ڈون ہون تیز تیر بار
کچھ آگ سی لگا دیتے ہیے کیجو تو عتاب
پایا ہی آتش غضب و کین نے یہہ قرار
جو تیج اگر انار کو سینے مین بے فشار
پوچھا یہ سن تو کسنے خاور کا تاجدار

قبل خزان یہ سنتے اب کہ جس نے
اب تو اس سے آج تلک کچھ نہیں ہوا
یہ سنکے دیکھ دیکھ مرے منہہ کو یون کہا
دین نبی مین ہے تو ابھی باندہ کر کمر
اب جرم کو خزان کے جو پوچھے تو سن خلق
تک چشم منصفی سے تو اعمال اسکے دیکھ
نانا کو جسکے پوچھو تو راکب براق کا
بدخواہ دولت ایسے کا ہووے جو کوئی شخص
آخر وہ اس گھرانے کا بندہ ہے زر خرید
اب یہ خاندان ہے کہ پشت سے فلک
رکھے جہان کا داغ غلامی جبین پہ
اثبات کچھ یہ جرم نہیں اسکا اب تلک
یکبار طعن کر کرے طوطی یزید پر
لیکن یہ دیکھیو کوئی دشمن نہ ہو بجز کفش
لشکر غرض یہ بیک صبا سے یون کہا
کہنے لگا کہ مجھسے تعجب ہے یہ سخن
یہ رمز اب تلک نہیں سمجھا ہزار حیف
یعنے وہ سیف دولہ بہادر کہ جسکی تیغ
جب مین سنا زبان صبا سے یہ نام پاک

کی جسے موج قاہرہ اپنی کہ بے شمار
ہان امر سلطنت کا نرالا ہے اختیار
سنتا ہے اے عزیز تو کافر کہ دین دار
گلدستہ کی طرح سے تو ہو جائے ترک کار
بعد از یزید کے ہے خزان سے گناہگار
کیسے کی ہے وہ گلشن دنیا سے دور جا
وادا جو دیکھ مشرق و مغرب کا شہسوار
اور سیر نصف کشتی کرے خاور کا تاجدار
پس کیون نہ وہ کرے جسے اپنا ہوا اقتدار
کرتا ہے جس جگہ کی غلامی کا افتخار
ہان ہے کے دل مین جسکی اطاعت کا خار
اپنا تو اعتقاد ہے اتنی گناہ گار
ہے اختیار ہو سکے کہے اسے صد ہزار
گلشن سے اسکو کھینچ نکالین گے کر کے خوار
ہے کون تک بتا تو مجھے وہ بزرگوار
اتنا تو ہو سکے عاقل فرزانہ و ہوشیار
ہے یہ وہ جسکے خوان کرم کا ہے ریزہ خوار
کرتی رہے سراسر اعدا پہ کا رزار
و ہین پڑھا یہ مطلع رنگین و آبدار

دیوے نہ تیرے نام سی گلشن مین گر بہار
پھولون کو آب و رنگ کا لیا ہو نا گوار

تیرے سخا کی یاد سوا خاک پر نہال
پہلاوے باغبان تو ثمر دیوے شاخسار

ناخن بغیر غنچون کی گانٹھین نکہل سکین
تیری سخا جو باد سحر سی نہووے یار

مینحانۂ جہان مین کرم سی ترے نہین
کوئی شکستہ حال بجز توبہ و خمار

برساتا ابر اسحاب کرم یہان نہین اگر آب
ہوتا ہی رنگ آتش یاقوت آبدار

جو کچھ کہا مین اسکو خوش آئی نہ سمجھیو
یہان ارث ہی شجاع و سخی ہونیکا شعار

وا وا تیرے کا دست کرم کیا بیان کرون
سایل کو نان و حلوہ اور اونٹو کی قطار

رکھیو اب آگے مطلع تازہ یہ گوش جان
خورشید کی تمنا کوئی کرتا ہی ذرہ وار

موج گہر سی بہر اودہر کرے گذار
گر اپنے ابر فیض سی اتنا کہے بہار

اور اسکی یو جہتے ہو شجاعت سین بہت رکھو
ارزد سکے جیر سے جو تیرے رحمت وہ یہان شتر خوار

یکدم جو اسکی تیغ کی برش زراہ سہو
دل مین اگر خیال کرے ابر اپنے تئین کوہسار

اجزا جو منجمد ہین جمادات کے سب
پا جاوین جون حواس حیوان پل مین بیشمار

جس تو دیوے پر کہ تر قضا کا اگر نہو
خالی کو اپنی اسمین سے بہوڑ سی دہ و دونسار

تیرے بہی تیر و تیغ کی ہیبت سی یہان تلک
تا وحش و طیر نے کی سلیح یونسی اختیار

ذرات کو نا سی نہین بہنے جو زرہ
ہر ایک کرگدن کے بدن پر سپر سی چار

ارجن کبہی کمان کو تیری دیکہہ بہیم سے
اپنے تئین تو کہنچا اسکا ہی سخت کار

جس سمت رخ کرین گے تو میدان اپنے شمع
گر زند کی عزیز تو نہیا تو کر فرار

روئین تن اسکے آگے لیس دشمن ہون
لے شرق تا بغرب اگر باندھ کر قطار

سوفار تیر بوسے کو سینے پہ اٹکلے ہیں
بچکان کو ر کہکے جا و کمین بچیلے کی نسبت یار

دل پر رے یقین ہی کہ سید امین جسکی
کھو پر کرے اس آن مین ستم کا گاو سر
رستے کا جو بھی بر زد و غا کے روز
تیلا ہر ایک پانی سی ہوکر ترے حضور
ہو جسم سی علیحدہ پاوے سر عدو
قسمت کی ایک بول اٹھی یون ایسا
یون سر عدو کے سینے کو اسمین بر
وصف سپر تو کیا کرون جسکا ہر ایک سول
کلگون کے تیری وصف مین کیا کیا سنا کرو
اس حصر مین کر رہے وہ اسطرح خیال
رانون مین بہ شک جو تیر سطح آب
مشرق کی سرزمین سے مغرب کی سمت کو
اس عرصے مین پہرا کہ شاید یہ پنچھی پائی
بر مین ہون ہیتر ذکا عدو کے ترے غلام
ڈبے اسی تو اشیہ تو جانا وہ ہون ہے
رتبے کو تری جاہ کے مین کیا بیان کرون
ہوتا نہ رنگ اطلس گردون جسکا
شہتیر کہکشان کے مینت بھی ہوا جب
تھے مہر و مہ بھی خوف سے گچہ باد بنکو
لیکن مگر خطوط شعاعی کو اسمین سے

للکارے تو بلون کے مین لیہج کر لتار
بیت الخلا کو یاد کرے سام نار بار
ہو جائین تیری سامنے آپسمین کر قرار
ڈالے ہر ایک اپنی سپر کو حباب وار
تیزی ہی ترے یہ گر جبن رزم مین قرار
لایا ہی کسکے مین قدم سی یہہ سرو بار
جون سیخ مین کباب کے تکون کو بادہ خوار
ہو جای روز رزم عدو کے گلے کا ہار
گرد اسکے کہینچے جب گل رنگ حنا حصار
تڑپے ہی جون نسیم چمن ہو کے بیقرار
ٹوٹے حباب سے تلے اگر نہ زینہار
اس برق وش کو پہینک دے گر ہوئے تو سوار
گر پہینکنے مین نعل سی اسکے جہڑین شرار
سید ان کے زور تجہسے جو ہو جاوے دو چار
اڑ جائے باد تند کے آگے سی جون غبار
جسکے ہین نہ وہم فلک کے سکے حصار
خیمے کو آستنے ترے تہا یہہ جا بہ دار
دو کرتے چیر کر تو نہ تے وہ استوار
سر مند ہین بر ہون کے اتنی کہ بیشمار
ٹوٹے طنابین سو کتنا یہہ پود تار

سرکار عالم فلکی مین تو کچھہ نہین — میخون کے واسطے ہین زمین پر کچھہ بسار

قالین کا اُسکے فرش کے اتنا ہی عرض و طول — صد فصل گل ہو کے جسکی نمونہ وار

جتنا ہی سطح روی زمین اسپہ گر اُسے — جس فصل گل بچھاؤ تو ہو موسم بہار

جب آن تو قدم رکھے اُسپر برائے جشن — کہل جاے دیکھتے ہی تجھے چشم روزگار

اور ہوئیگا بہی یون ہی تو خاطر کو جمع رکھہ — صدقے سے جنح تن کے بتایید کردگار

سودا کرے ہی عرض کہ تیرے خزانہ سے — پہر پہر سبز نے لینا ہی مجھکو زر عیار

بالفعل اس قصیدے کا باعث یہہ صلہ ہی — اُسکے تئین خطاب دیے زرینہ بہار

کیسے مین دو ستون کے تیرے شکل ماہ تہو — ہو سیم و زر بر آن مین کیا لیل و کیا نہار

ہاتہی کے ساتہہ ساتہہ یہہ کہتا چلے عدو — مفلس ہون کچھہ دلا مجھے نواب نامدار

قصیدہ تعریف مین وزیر الممالک نواب آصف الدولہ بہادر کے

گر فلک اب یہہ مہربان ہووے — جون تگرگ ابر درفشان ہووے

دخل کیا ہی کہ اسکے چینے کا — کسی انسان پر گمان ہووے

خلق کو اسقدر ہی استغنا — نہین ممکن کہ وہ بیان ہووے

رہرو آگے اگر پڑا ہو گہر — دور ہو کر سے گرزان ہووے

در بکنجنے پر نہین اب رسم — کنجی و قفل و پاسبان ہووے

متمول یہہ خلق ہے جسکے — قاصر اب کہنے مین زبان ہووے

جو گدا روز و شب کہ سایل تہا — چاہیے رشک خسروان ہووے

کبہو دیکھا نہ یون کہ زر سے قدر — اسقدر زیر آسمان ہووے

رہ نوردون کی نظرون مین اکثر — زر بر از گرد کاروان ہووے

در و دروازہ یون ہی اب کس کا — کہ نہ دربان میل و میلبان ہووے
کون ہے جسکے تازی و تر کی — نہ پھڑکتا سا زیر ران ہووے
نہین ہرین کیسکے اب وہ لباس — کہ نہ قیمت مین جو گران ہووے
نہ کوئی باندہی جب تلک ہتیار — نہ طلایا نہ تہہ نشان ہووے
خوان نعمت نہین ہے ایک کا یون — جسپہ تا سو نہ میہمان ہووے
عیش و عشرت سی ہے سدا وسانی — پیر ہو کوئی یا جوان ہووے
ہے جو کچھ جسکے نے ہے اُسکی عطا — آصف الدولہ اور جہان ہووے
بلکہ کر جسکو خلق ہووے ہے — تو ہو اور عمر جاودان ہووے
پرورش کسکو یون ضعیفون کی — تجھ سوا زیر آسمان ہووے
در دولت سرا تلک تیرے — آدمی لشبہ تو پہلوان ہووے
کم بغل جو نظر پڑے تیری — وہ بخیل تونگران ہووے
بے غذا تو محال ہے یہہ سخن — حکما کا غلط گمان ہووے
جس جگہ ہی مگر ملا خالی — تیری بخشش سے بحر و کان ہووے
کین گردون سے عمر بہر رہا دور — جسپہ ایک دم تو مہربان ہووے
چیز بے قدر کو جو دے تو قدر — قدر دانون مین ارمغان ہووے
کیا عجب ہے تری مروت کا — جس جگہ ذکر اور بیان ہووے
لعل و یاقوت کی طرح اُس جا — آب و آتش کے تن مین جان ہووے
دہر مین حسن خلق سے تیرے — خلق رطب اللسان جہان ہووے
ہووے مذکور خلق کی تیرے — دہن خلق عطر دان ہووے
جاسی بجا ترے قلمرو مین — کب توانا سے ناتوان ہووے

ذرہ خاک کی حفاظت کو — باد تند آسکے پاسبان ہووے
سنگ اس عہد مین ہو وہان پانی — شیشہ گر کی جہان دکان ہووے
آگے تجھ تیغ کے عدو کا اگر — دل پہاڑ آہن استخوان ہووے
کاٹ اسکا سپہ گری اسکی — روز میدان کے امتحان ہووے
کوسی اسکا نہو جو رونے کو — دیدہ زخم خون چکان ہووے
تیر تیرا نگاہ چشم قضا — اسکو دیدار دشمنان ہووے
بادپیما ترا تعالی اللہ — جلوہ گر آکے وہ جہان ہووے
تیر پران دیکھ کر تڑپہ اسکی — خلق کو اسپہ یہہ گمان ہووے
کیا عجب ہے کہ برق کا شعلہ — اسکے تیغے کے درمیان ہووے
صرصر اسکے قدم کو پہر نہ لگے — تنگ کشادہ اسکی گر عنان ہووے
جہد کرنے کا دل مین ہو جو خیال — مجہسے آگے تو کیا بیان ہووے
اس جگہ تک جہان مین جسکا بعد — دور از وہم انس و جان ہووے
لاکھ بار ایک پل کے عرصہ مین — پہنچے جس جا سی پہر یہہ وہان ہووے
فوج کا تیری کرسکے نہ شمار — گر عطارد حساب دان ہووے
کثرت اسکی سی جب تو ہوے سوار — بلکہ پر گرد آسمان ہووے
آنکھین مل مل یہہ مہر ہوے نور — جیسے شیشہ بہ تابدان ہووے
دود ہو یہہ بلند توپون کا — آتش انگیز جب وہان ہووے
سقف حمام جس طرح ٹپکے — قطرہ زن چشم اختران ہووے
انکی آواز سی بدنشت کوہ تہ — زلزلہ یہہ جہان تہان ہووے
تکعف دست جسطرح سیماب — حالت کوہ یون عیان ہووے

وہی ہے جو حق نے تجھکو حشمت دیا ہے — فہم وہان تک رسا کہان ہووے

تیرے خیمے کی ایک ہو جو طناب — نصف اسکے نہ کہکشان ہووے

بیچھے اس بارگہ مین جب مسند — رشک صد تخت خسروان ہووے

خانین اسکی ہر ایک پا انداز — بہتر از باغ و بوستان ہووے

دیکھیئے تب تجھے کہ تو جس دم — بیٹھ کر اسپ حکمران ہووے

تو رسر گردی جتنے ہیں اُن مین — کوئی نواب کوئی خان ہووے

دست بستہ مطیع فرمان کا — رو برو زیر سایبان ہووے

تجھ سا آفاق مین ہو جب ممدوح — اور سودا سا مدح خوان ہووے

نہین شایان کہ عرض مطلب کی — اسکی ہر بار بر زبان ہووے

اب دعا وہ کرون ہون سنکے جسکو — آمین آمین بہ حافران ہووے

شادی و عیش و خورمی ہر روز — آگے تجھہ ورسی تو امان ہووے

جاہ و دولت کا تیری تا بہ ابد — حق تعالی نگاہ بان ہووے

قصیدہ تعریف مین بسنت خان کی نو

بکل حرص نام شخصے سودا یہ مہربان ہو — بولا نصیب تیرے سب دولت جہان

گر اشرفی روپی کی خواہش ہو تیرے لیکن — ظاہر ترے یہ ہر جا گنجینہ نہان ہو

لعل و گہر کی ہووے تجھکو اگر تمنا — مصرف کبھی ہیچ ترے اشیائی بحر و کان

عمدہ تو اسقدر ہو سرکار ہیچ تیرے — مور و ملخ سے زیادہ خیل بلا زبان

جاہ و جلال یہان تک دیوے تجھے زمانہ — جب ہو تری سواری صد فیل پیر نشان

گر ملک چاہتا ہی تو تخت ہیچ تیرے — ہندوستان سے لیکر اور تا با صفہان

آگے تو کیا انہون نے ین دل چاہتا ہی تیرے — قبضے مین لے زمین سی اور تا بآسمان

سنکر یہہ حرف بولا ہوداکہ قدر و رتبہ
یہہ تو برے ہین اتنے آفاق مین کہ جنکو
عمدہ تو وہ کوئی ہے نزدیک فہم جسکی
نام انکو سے بہتر دنیا مین کیا نشان ہے
لعل و گہر جو پوچھو شہر مین اور ریا فی
ملکون کی سرزمین سے حاصل ہوئی آخر
ارض و سما کا ہونا قبضے مین ہیچ اپنے
جو کچھہ کہا ہے تو نے مجھکو بہت مبارک
دیکھے سے جسکا جلوہ پاکیزہ طینتونکی
جو مرتبہ جہان مین ہے نیازیون کا
یہہ وضع لاڈبالی کہتا ہے وہ کہ ہرگز
بلبل کو گاہ سنکر انعام بوستان ہو
لاکہون وے جسجگہہ مین وہ گرگ یوحرید
جس قدر و مرتبے مین ہے بے نیاز ہی اسکی
رخصت ندیوے خاطر یہان کو تنگہ کو
گر معدلت یہ آوے وہ گلشن جہان مین
مشت حباب جو ہے مرغ ہوا نہ چھوٹے
جب ناتوان کے اسکو منظور پرورش ہو
میدان مین جب کہڑا ہو استاد سے یہ اپنی
منہ موڑ لیکن اسکے نین نرگی فا کا

کیا اشرفی روپی کا نزولیت کا فلان
کیسے سے دور رکیجے کام اپنا تب روان ہو
اہل کمال آگے دنیا مین عزو نشان ہو
یہہ بہی کوئی نشان ہے جو فیل برار
رتبہ نہ انکو بیش ارباب ہمتان ہین
دو مشت خاک جسمین الکمت سیتحوان
ہے دعوئی خدائی کیونکر محیطی گمان
مین اور مرے سر پر مرا سنت جا
انکہون کو امن ہو وے جی کیتین مرا یان
سمجہے ہے وہ جو کوئی اسکا مراد حدان
اشعار مین غزل کے ممکن نہین بیان ہو
پہولون کی بو سے گاہے گلشن مین نظر کرا
بکتا ہو یک نگہہ پر یوسف تو گران ہو
پروا و اغتنا کی قدرت کہان وہان
عالم کا گو کہ اسمین برباد جان و مان ہو
انکہون مین باغبان کی بلبل کا آشیان ہو
شبنم کے دانو مین سے دانے کا گر زیان ہو
ہو وہ اسکے سائے نیچے آوے تو پہلوان
حلقہ بگوش اسکے ہر چند وہان کمان ہو
تہنے وہ خاک و خون مین اٹھتے جدا جہان ہو

خورشید اسکی خو کا ذرہ جو ہو عتاب
جوہر تو کیا تبادن شمشیر کا ہین اُسکے
کرتا ہون ذکر جس سے اُسکا دہ یون کہی ہی
سنکر وہ شخص بولا ہم ہی ملینگے اُس سے
یہہ حرف اُسکے مُنہہ سی نکلا تو سُنکے ہو دل
کہہ دل ہین گاہ جیمین گہہ جشم مین ہی ایسے
ہووے بہی گر معین اُسکا مکان تو کسکے
مجلس کے دُار سے وہان یہہ دور ہی اگر وار
طاقت ہی یہہ کہ باہم خفا رہون مخاطب
ایسا ہون ایک مین مین جا کر حضور اُسکے

صحن چمن مین گلگون گر تیری رہ گزر ہو
تک چہیڑ لے روش پر گر اسکو آنکہو تک
انداز چہیڑنیکا یہہ کچہہ ہی جو کہا مین
ان سر عشوون سی تڑپنی تنگی سی اُسکے ادیر
کہتا ہی وہ جو دیکہی اُسپر سوار اسکو
شان و شکوہ تیری تہی کی کیا تہو ہمسر
ہے سر بلند اتنا یہہ تو عجب نہین ہے
مستک یہ رنگ اسکے اسطرح جلوہ گر ہی
دانتون کے بیچ اُسکے ہی جسقدر ہوید ا

بیت سے وہ تن بدن وہ جون مہر بارہ ان ہو
جسکی پرسش اُسی سی دانا کو امتحان ہو
جب رہ کے کیسے دلکو یون کہین ایمان ہو
یا سود ہووے اسمین یا جان کا زیان ہو
کہنے لگا غلط ہی اے یار یہہ گمان ہو
ملنا ہو تب معین اُسکا اگر امکان ہو
وہان پہنچنے کا نادان دل کے یقین گمان ہو
پروانہ نے اجازت نزدیک شمعدان ہو
سر آگے کو دہن مین جون غنچہ زبان ہو
مطلع اگر پڑہون یہہ دل اُسکا شادمان ہو

ہر گل پیادہ ہو کر وہان طرف گلستان ہو
جس جسطرف تو پلٹے اُس اُسطرف روان ہو
تک وہم ڈالنے کا دل کے جو درمیان ہو
عرصہ یہہ شش جہت کا دام کبوتران ہو
یارب ہمیشہ جلمین یہہ سب یہہ جوان ہو
جیرخ بجا ہی اُسکی گر چرخ آسمان ہو
آنکس یہ ماہ نو کے گردنت فیلبان ہو
گوشام لا کہہ ہووے یہہ لطف کہان ہو
وصف رخا مست اسکا کیجی تو کیا بیان ہو

اس ذات سی تو ہم اس ذات بلکہ گذری
ابر سیہ ٹپکتا آدمی ہے جس طرح سی
اس قد و قامت اوپر یہہ جیسی گر اُسکی
پایل بھول سایہ کیا کیا کہوں مین خوبی
لگجا اگ تک مہاوت جہڑ تو یون چلے ہی
ہاتھی مین یہہ جیلا و ایک ہو سوے اُسکے
رسلیے خدا جہان مین اُسکو ہمت دیکر
جو وقت تہان پر سی کہوے اوسی مہاوت
دیو بیکے بخش مجھکو ناحق کہین صلہ مین
اور دیکھئے تو سے خطرہ یہہ اُسکے دلکا
اوسنے جو مرتبہ ہی ہمت تیر کیا اُسکو
ابر ہم سی تیرے گر بخشش گہر بر
خورشید دست سائل ہو جاے آسمان پر
لیکن نہ سمجھیو یہہ اس گفتگو سی ہرگز
کسواسطے کہ مجھکو تنا ہی جانے ہے
سو تو زیادہ اس سی تیرا کرم ہے مجھپر
اتنی ہی آرزو ہی کچھ یہہ عمر ہو جو باقی
لگ جائیکے سر میرا دروازے تیرے اگر
تا مہر و مہ فلک پر باب بہت درخشان

پہنچی نہ ایکدن تا مین تا سبب درمیان ہو
مستی مین حسن اُسکے چلنے کا یون عیان ہو
زنجیر پا بجا ہی گر زلف مہوشان ہو
اصلا کہین جو اُسمین شوخی ہو بالکل یکان ہو
عاشق کے وصل کی شب جس طرح سی روان ہو
تشبیہہ یا ہے جس سے رفتار جو سقدان ہو
تشبیہ یہہ مسلم کب نزد شاعران ہو
ہمت سی تیری اُسکو خطرہ یہہ ہمزبان ہو
یا رب حضور جاؤن تو وہان طرح خوان
ہمت سی تیری کیونکر اُسکو نہ یہہ گمان ہو
پہنچے نہ وہم حاتم جینک نہ نزد بان ہو
یکقطرہ جو شش باری تو بحر بیکران ہو
تیرا علو ہمت جسوقت زر فشان ہو
منظور مجھکو تیری ہمت کا امتحان ہو
حاجت ہو ایک تن پر کہا بیکو ہم نان ہو
کفران نعمت اوپر قادر نہ یہہ زبان ہو
معروف جہان مین اسکا تیرے قدم کے پہلو
پہنچے جو تیرے در پر و سنگ آستان ہو
یہہ آستان بدولت مسجود دو جہان ہو

قصیدہ مدح مین شاہ عالم بادشاہ غازیکی

ہے اشتہار تجہسی مرا ایفلک جناب / رخشندگی ذرہ ہی از فیض آفتاب

اک تخم ہون مین خاک نشین زمین شور / نشو و نما دے مجکو کرم کا ترے سحاب

ہے یہہ جہان مین مژدہ دولت ترا کہ یہان / ناکام بخت آن کے ہوتا ہی کامیاب

قطرہ تجہہ ابر فیض سے پہنچے جو سوے بحر / جا وے رگڑتی چرخ کو موج گہر خوش آب

دریا کو سیر کشتی سی تیری ہو یہہ شرف / لاوے عجب نہین جو ہما بیضہ حباب

روشن دلونکو گر ہو مسجود در ترا / رکہے نشان سجدہ جبین پر نہ آفتاب

معراج وہ نبی کی جو ہی عرش کے پرے / معراج امت اسمین جو اس جا ہو باریاب

یہہ عدل ہی ترا کہ قوی کو ضعیف پہ / کرنے سے اب تعدی کے اتنا ہی اجتناب

کنجشک کے چلے نہ وہ تیر آشیان تلک / پر گیرے مین لگائے جسکے پر عقاب

ہیبت سے کانپتی ہے مینا ہی اب اسقدر / ہو جاے کیا عجب عرق بید گر شراب

پہنچا نہ تیرے عہد مبارک مین اک روز / از دست محتسب کوئی تا پائی احتساب

سامان تیرہ روزی ہے بہر سر عدو / تیری وہ تیغ قبضہ ہی جسکا سیاہ تاب

کیا تاب ہے عدو کی جو ٹہرے ترے حضور / سنکر نہیب قہر کو تیرے گہہ عتاب

سر پر ترے پرت کوہ کا یون اڑ چلے اگر جو / کہل جاے باد تند سی شیرازہ کتاب

حربا نہ لو قرینہ نہین تجہہ کمان کا / ترکش کا جہٹ خطوط شعاعی نہین جو آ

اسس رخش برق وش کے سر تن صفت مین نہا / مین نے کیا ہی مطلع روشن یہہ انتخاب

رانو نہین اسکی صورت سیماب اضطراب / چالاک تر خیال سی اور وہم سی شتاب

گلگون بہی اسکو لئے تو ہی یہہ سخن بجا — آئی ہی بو باس جسکے عرق سی بہ از گلاب

تک رہ عنان کشیدہ تو اسپر لگے خرام — سی آرزو صبا کو کہ لوٹے بہ رکاب

بخشی ہی جو تجھکو حق نے جو انمین سلطنت — شیب زمانہ کو یہہ ہوئی جوش آتش شباب

نزدیک شام کچھ یہہ شفق ہو لیتا نہین — کرتا ہی چرخ پیر حنا باندہ کر خضاب

اس بارگہ کو کیون نہ فلک مرتبت کہون — جسکی بلند کاہکشان سی ہی طناب

استادہ ہونے مین یہہ ہی کچھ اسکی عظم شان — اٹھتا ہی جس طرح شفقی رنگ سی سحاب

رفعت سر ایک چوبکی برتر خیال سے — کوئی ہین قطرہ وہم کے آدمی نے یہہ کیا حساب

جوبی مین بادریشونکی اسکے مین کیا کہون — جون معجزہ نبی سے ہو وجہہ بابتاب

اس اس رونش کی قالی گلگون ہے انجمن — دیکھی نہو کبھی ہو موسم گل نے کبھی بخواب

برج حمل کی طرح سے ہے اسکے بیچ تخت — تو اسمین یون شرف کہ ہو جون گہر مین آفتاب

سودا اگر ہے ختم دعائیہ پر سخن — اس جا نہین ہے طول سخن مقتضای باب

اس تخت پر بسند اقبال بیٹھ کر — کرتا رہے تو شادی نوروز احتساب

قصیدہ مدح مین وزیر الممالک نواب آصف الدولہ بہادر کی

سودا پہ جب جنون نے کیا خواب و خور حرام — لائی گہر اسکے طبیب سی عقل جسکا نام

احوال اسکا دیکھ کے کہنے لگا طبیب — اب فصد و مسہل اسکے لئے ہے مفید تام

کہنے لگا سن اسکو وہ دیوانہ در جواب — مجمین لہو کہان یہہ ترا ہے خیال خام

جو کچھ کہ میرے تن مین لہو تہا سو اسکنے کل — عامل نے خیرآباد کے پیکر کیا تمام

مسہل طلب کرے ہے غذا کی زیادتی — سو مجکو ماہ عید بہی گذرا ہے صیام

کیا سودا اس علاج سے کہہ اسکے ماسوا — تا اپنی مین دوا کرون اسکے قرض و وام

تب آن نے یون کہا کہ بتا ہے نہین علاج — اس درد سے تو پاوے شفا تا ہو شادکام

اسکے حضور عرض یہہ کر جسکے سایہ تن

سُنتے ہی یہہ نوید قصیدہ برائے نذر

ای رہ کہ تیرے عدل کی نسبت سخا ہے عام

دیتا ہی تیرے عصر مین آ ے عادلان زمان

کیا کیا کیا ہی خوبیون سے حق نے تجکو خلق

مذکور حلم کا مین کرون یا بیان خلق

تیرا ہی بار حلم سی الصاحب وقار

آوے نسیم اگر چمن خلق سی ترے

تجہہ نعرہ غضب کی یہہ صولت اگر سنبر

زہرہ ہوا آب سینے مین ہیبت سے شیر کا

اشجع تو اسقدر ہی کہ میدان مین روز جنگ

غالب ہی کرین وہ قلم اسکی دیکھکر

تیغ سخا ہی ایسی حسب ہملک دل

سائل کے گہر مین کب تری بخشش سمائے

باغ جہان مین آج تو وہ نخل سبز ہے

تیرا ہی اب برو زمین سے فلک جناب

پیدا ہوا اس سائے مین اسکے ہما کا ہو

مین رخش باد پا ترے شکل کیا کہون

اُٹھی غبار سم سے نہ دیکھا کہ جب عنان

پہنچا نہ اسکا سایہ بہی اُسکے قدم تلک

ہو ضعیف پیل سی اپنا انتقام

لیکر اب اس جناب مین حاضر ہوا غلام

نوشیروان یہ عدل کا گویا ہے اہتمام

زخم جگر کو سودۂ الماس التیام

اپنا ہی روزگار کے ای فخر و احترام

یا مین تری شجاعت و ہمت سی الکلام

کشتی خاکدان کا جو پانی پہ ہے قیام

خوشبو جہانیونکا ابد تک رہی مشام

فیصل ہون برو بحر کے باشندگان تمام

تڑپی نہنگ پیاس سی ماہی ہو جون مدام

کیا تاب روبرو ہو مین تیرے رستم و سام

تصویر تری تیغ کی کہینچے جو بے نیام

پاتے ہین کڈ ہے عمونکے یک ساعت انہدام

جب اُسکے گہر کا تا فلک نعم یہ پشت بام

پہنچے ہی چار فصل ثمر تجہسی روم و شام

بے قفل و بے کلید در فیض ہے مدام

تجہہ مزرع کرم سی چگنے دانہ گر حمام

بچہ تو حور کا ہی ولیکن فرس ہے نام

اُٹھ چلے جو فاش زمین سی زین لگا لگام

تا اُسکی تو نے گرد مین عنقا کو لیا نہ تہام

اعدای بد خصال کی بینیہ کے سلے
ہو ذکر فتح کو کنان ترے اقبال پیش تیر
تو وہ وزیر ہند کہ حیران ہو زمین
کچھ کم نہین جہان مین سلیمان سے تری جاہ
مطبخ کا ایک خرچ ترے کیا بیان کرون
فیض اسکا اسقدر ہی جو اسکی بین نذر و حیر
رتبہ ترا ہی وہ جو کری قصد ادہر کو وہم
ذرہ کرے ہی خاک کا اسکی فلک نثار
تجھ سی کی کوئی مدح ونتا مجھ سے ہو سکے
اس نظم سی غرض ہی مجھے غرض دعا
اپنی تری جناب سی اتنی ہی عرض
منت رکھہ رہا ہے مجھ پہ کہ عمال کے تئین
انصاف سے کرے وہ ہو عطا اس جناب سے
دیہات جو ہین مصرف مطبخ کے انمین سے
ای گنج بخش خلق مرا ہی جو مدعا
ہو دا اس اب خوش کھائی دیہے
تا مند حیلک بفلک ہو دین مہر و ماہ
دنیا ہو اور تو ہو الہی بحور می

اس برق و غل کی بیت پہ تیر ہو خیام
نصرت کرے جلو تری اور فتح اہتمام
شاہان عصر دیکھ کے تیرا یہ احتشام
گو السنہ پہ آصف دولہ ہی تیرا نام
اس ذکر کو کفاف نہو صد زبان بکام
خوان کرم پہ بیٹھے وہ دے بین صلائے کام
پہنچے نہ ماندگی سی بیک کوچ دو مقام
خسر گل زمین پہ سیر کری یا ہی تو خرام
مین کیا ہون کیا زبان مری اور کیا مرا کلام
مقصد مرا قلیل ہی پہنچے بالالتزام
کس کس کا ملتجی ہون کہا کر ترا غلام
تیری سلامتی مین کرون مجرد و سلام
اور ون کی بین سماجت و منت کرون مدام
اس نقد کے عوض ہو مجھی صحنک طعام
کرنا رہا حضور ترے کسقدر ہی کام
اس نظم کا تو مدعا ئیہ اختتام
تا جلوہ گر ہین بجہان صبح اور شام
تیرے نصیب جام سے عیش ہو مدام

قصیدہ مدح مین عالمگیر ثانی کی

رکہی ہمیشہ تری تیغ کار کفر تباہ
فلک پہ سبعہ سیارہ تا قیام جہان
لبان پر تو خورشید آسمان تیرے رستے
سجود در سے تری بہرہ ور ہوں اہل زمین
بسان رشتی کے دانون تسبیح کے ہود
ہینہ نام پاک کو کہتے ہین جسکو عالمگیر
بجا ہی تجکو سلیمان جلال گر کہئے
علو مرتبہ ترا نظر کرے جو کوئی
نتہا نسخ ترا آفتاب کو پہنچا
نہین تکلف ہیہ فلک سیر کا تری تیغ
کرے جب نکلے تو عزم پشت پر اسکی
جدھر کو تو ہو جلو ریز ہیر ترا آگے
جہان پناہ تری درگہہ عدالت مین
جلے جو شام کو پروانہ بزم مین تیری
ترا رسنگ سی خانا کو جو پہنچے ضرر
رم بھی اتنا ہی ترا ہی خلق کے اوپر
امید عفو ترا اتنا ہے ضامن ہو
جو مشت فیض تو کہوے کسی پہ مثل صدیق
کری سے عرض ہیہ سودا خیر اقدس میں
تجہہ آستان یہ ورلے است دستی ملا تعلی

بحق اشہدان لا الہ الا اللہ
پہر اکرین تری مرضی شریف کے ہمراہ
تری چراغ سی روشن ہمیشہ مشعل ماہ
رہی رکوع مین تا قامت سپہر دو تاہ
تری ولا کو رہی اسطرح دلون مین راہ
خدا ہمیشہ رکہی زیب و زینت افواہ
کری وزیر کا تیرے خطاب آصف جاہ
رہی فلک بہی کو اسکی برنگ شمع نگاہ
سر آسمان نے پہنکی ہی آسمان پہ کلاہ
بغل مین عماشیہ اپنے جلا کری ہے ماہ
رکاب داب کے اقبال ہووے بسم اللہ
ظفر جو ظفر تو ہووے تو فتح پیش نگاہ
کسیکو دیوے اذیت کوئی معاذ اللہ
تو صبح شمع کے آتا ہی سر پہ روز سیاہ
لے آوی کھینچ کے دیوان مین کوہ کو برکاہ
کرے وہ غور سی خالق ہے جسکے ہی آگاہ
کوئی نکر سکے ہرگز کسیطرح کا گناہ
تو ہوچ آب گہر سے وہ نکلے کر کے شتاہ
زمانہ چاہیے تہا مجہکو رکہے بحال تباہ
ہوا ہی آن کے حاضر ہیہ بندہ درگاہ

پس اب جہان مین کوئی جو خوش تصنیف ہو
امید جیسی بر آئی ہو اپنی خاطر خواہ

کیا مین فرض کرے اُس سے زیر بال ہما
جنہین حصول ہو حشمت جمشید کی سی شوکت و جاہ

بر آئی ہو اوج سعادت سے جیسے کیا نسبت
وہ پہنچی فلک ہمانک ہین تا بفضل الہ

غرض کرون ہون دعائیہ پہ مین ختم سخن
اب کی ترقی ہے طول کلام ہو کوتاہ

الہی تا ہو جہان تو ہو اور دنیا ہو
جہان کی خوبی ہے تو اپنی بانیو نکی نگاہ

قصیدہ شہر آشوب

اب سامنے میرے جو کوئی پیر و جوان ہے
دعوی نکرے یہہ کہ مرے منہہ مین زبان ہے

مین حضرت سودا کو سنا بولتے یارو
اللہ ہی اللہ ہی کیا نظم بیان ہے

اتنا مین کیا عرض کہ فرمائیے حضرت
آرام سے کٹنے کی کوئی طرح بھی یان ہے

سنکر یہہ لگے کہنے کہ خاموش ہی چاہ
اس امر مین قاصر تو فرشتو نکی زبان ہے

کیا کیا مین بتاؤن کہ زمانے مین کئی شغل
ہر وجہ معاش اپنی سو جسکا یہہ بیان ہے

گھوڑا لے اگر نوکری کرتے ہین کسو کی
تنخواہ کا پھر عالم بالا یہ مکان ہے

گذرے ہے سدا یون علفہ و دانہ کی خاطر
شمشیر جو گھر مین تو سپر بنئے کے یہان ہے

ثابت ہے جو دگلا تو نہین ہے زیر تحتین جال
تیر و نہین ہے گھر تو بجلیہ کمان ہے

کہتا ہی نفر غری کو صراف سے جا کر
بی بی نے تو کنبہ کہا یا فاقہ سے یان ہے

یہہ شکل دیا مجہہ تو ہوئی عید وگرنہ
شوال بھی پھر ماہ مبارک رمضان ہے

اس نہج سے جب چھ ٹکے چھتیس مہینے
تنخواہ کا پھر نقشا اس شکل سے یہان ہے

لیتے ہین بیاین روپیہی وہ ہو دو ماہہ
تک ہو قبض در قلعہ کی جنہین تو ان ہے

قاضی کی جو مسجد ہے کہ پابندہ ہے اُسکے شمین
بیٹھا ہوا اس شکل سے ہر پیر و جوان ہے

ملا جو اذان دیتے تو منہہ موند کے سکا
کہتے ہین کہ خاموش مسلمان کہان ہے

بولا جو خطیب اسمین تو ناری اسی اک عمل
رہنگے ہی گدہا آٹھہ پہر گہرمین خدا کے
اور وہ جو ہین کم زور سو دہان آنکے بیٹھے
اٹھہ اٹھہ کے دکہاتے ہین اٹھہ تہ جال اپنا
یون بہی نہ ملا کچہہ تو سر اک پالکی آگے
کوئی سر پہ کہی خاک گریبان کو کر چاک
ہندو و مسلمانکا پہر اوس پالکی اوپر
یہہ مسخرگی دیکہہ کے خانصاحب ارتہی
گر ہوجیو جا کر کسی عمدے کے مصاحب
وہ جاگے جو راتونکو تو بیٹھے ہین دو زانو
بے وقت خبر رسی اسکی جو اپنے نہ ہو ہوش
گہڑیال کی نسبت سے ہوئی گنتے ہین گہڑیان
خمیازے پہ خمیازہ ہی اور حیرت اپر حیرت
صیغے پہ ظبابت بہلا آدمی نوکر
صحبت یہہ اُٹہے اگر آفاقیت جینک
دیتی ہین منگا تیر و کمان ہاتہہ مین اُسکے
اور ماحضر اوپر جو وہ نواب کو دیکہے
مطبوخ پہ خربوزہ ہی اور خربزہ پہ دودہ
یہہ بہی تو نہین ہے کہ اسی پر ہو قنسلے
استمین جو کہہ سر دایما بست مین والکے

ہاتہہ آگیا واعظ تو بہیڑ اور وہان ہے
نہ ذکر نہ صلوات نہ سجدہ نہ اذان ہے
رہتی ہے کہ جو پیچے کی یہہ سر ایک دکان ہے
دربار رہا اس عہد مین جو خورد و کلان ہے
اس بیچ سے رسالے کا رسالا ہی روان ہے
کوئی روٹے ہی سر پیٹ کوئی نالہ کنان ہے
ارتہی کا تو ہم پہ جنازے کا گمان ہے
کرتا ہی جو وہان عرض تو سنتا نہ یہان ہے
اسکی تو اذیت نری ہی آفت جان ہے
کتنا ہی اگر اپنے تئین خواب گران ہے
سو کیا کہون تجہسے کہ مصیبت کا بیان ہے
اور ریح خلا رود و مین جون اپنے دوان ہے
منہہ صورت سوفار کمر شکل کمان ہے
سو دو سو روپئے کا جو کسی عمدے کے یہان ہے
آوی تو وہ اس بخشونت نگران ہے
ٹہنڈی ہوا آنیکا گر اس وقت گمان ہے
کہانا تو یہہ کہاتے ہین پر اُسکو خفقان ہے
ہی دودہ پہ محیلی تس اوپر گاوزبان ہے
ان سب پہ تفنن کے لئے بیسنی نان ہے
گر بو علی سینا ہی تو وہ سحر مدان ہے

رکھتے ہیں غرض مرض سے کر اسکو سپاہی
سوداگری کیجے تو ہے اسمیں یہ مشقت
ہر صبح یہ خطرہ ہے کہ لے کیجے منزل
لیجا جو کسی عمدہ کی سرکار میں دے جنس
قیمت جو چکانے میں سو اسطرح سے تا لت
جب مال مشخص ہوا مرضی کے موافق
پروانہ لکھا کر گئے عامل کنے جس وقت
اودھر سے پھر آئے تو کہا جنس جو لیجاؤ
آخر کو جو دیکھو تو نہ پیسے ہیں نہ وہ جنس
ناچار ہو پھر جمع ہوئے ملکے آگے
دو بیل کی جا کر جو کہیں کیجے کھیتی
ہیں خشکی و غرقی کے تفکر میں شب و روز
گر خان و خوانین کی نے کو سہی وکالت
ہر عمدہ کے دروازہ پہ رہتے ہیں یہ بیٹھا
ہر گھر میں وہ جاتا ہے کہ میں مو ارسا چھوٹون
دیوان کے بخشی کے بیوتات کے حاضر
ہے بات پلٹتا ہی رہے صبح سے تا شام
لاوے جو کچہری سے وہ داموں کا سیاہا
ہوتا ہے یہ بیٹھے ہی وہ بالشوں میں خرچ
دیتے وہ غرض جیسے اڑا کر سو ہی رو دو تو

گر نوکری سمجھو یہ طبابت کی کہاں ہے
دکھن میں نکلے وہ جو خرید صفہان ہے
سرشام ہر دل وسوسہ سود و زیان ہے
یہ درد جو سنئے تو عجب طرفہ بیان ہے
سمجھیں ہیں فروشندہ یہ پر زر دیکا گمان ہے
پھر منہو کی جاگیر کے عامل تیر زبان ہے
کہتا ہے وہ پیسا ابھی مجھ پاس کہاں ہے
دیوان و بیوتات یہ کہتے ہیں گراں ہے
ہر اک متصدی سے میاں اور نشاں ہے
جو پالکی نکلے ہے تو فریاد و فغاں ہے
اور منہ بھی موافق نہیں کرتے تو سماں ہے
نے چین ہے دل کو نہ ہے جی کو امان ہے
اسکا تو بیان کیا کروں تجھ سے عیان ہے
پوچھے ہے اجی میرزا جی نواب کہاں ہے
ہر کوچے میں جون آب چکا یوں وہ دوان ہے
مانند کنہیا کی جہان دیکھو تہاں ہے
پیپل کے پتوے کی طرح منہ میں زبان ہے
لگتے وہ سے موکل کہ یہ کیا خوب کلان ہے
اور زر کے اجارے کا بھی اردو میں نشان ہے
گھر جا کے پکارے ہے جو کوئی لالہ کہاں ہے

جس وقت سنا یہہ دو مین آواز بدل کر
پھر ہو جو ہو کل سی کہین راہ مین بیٹھا غم
عرفی یہہ ہوا میم سیا ہے یہ کیا جیم
کاہیکی غرض عرفی وہ اور کہاں سیاہ
انصاف جو کیجے تو نہین اسکی بھی تقصیر
شاعر جو سنی جاتی ہین مستغنی الاحوال
مشتاق ملاقات انہون کا کس و ناکس
گر عید کا مسجد مین پڑہین جا کے دوگانہ
تاریخ تولد کی رہی آٹھہ پھر فکر
اسقاط حمل ہو تو کہین مرثیہ ایسا
ملائی اگر کیجے تو ملا کی سے یہہ قدر
اور ماحضر آخوند کا اب کیا مین بتاؤن
ذلکو تو وہ بیچارہ پڑھایا کری لڑکے
تس پر یہہ ستم ہی کہ نہالی تلے اسکی
بھاگے یہہ عمل کر کے جو شیطان کا لشکر
اب کیجے انصاف کہ جسکی ہو یہہ اوقات
جس روز سی کاتب کا لکھال مین تب سر
وہ بیت کے سیکڑوں لکھنے کا ہی محتاج
یہہ بھی مین تکلف ہی سی کہتا ہون وگرنہ
اچھا ہو جو ہوتا کا زمانہ مین نہ شسر

ایسی کہا گہر مین سی گستن جند کی یہان ہی
استاد کا جاگیر کے یہہ انسی بیان ہی
پروانہ مین تم پر ہون تصدق مری جان ہی
کہید ہر کا وہ پروانہ وہ جاگیر کہان ہی
سب ماحصل ان باتون کا اک پرچہ نان ہی
دیکھے جو کوئی فکر و تردد کو تو یہان ہی
ملنا انہین انسی جو فلان ابن فلان ہی
نیت قطعہ تہنیت خان زمان ہی
اگر رحم مین بیگم کے سنین نطفہ نمان ہی
پھر کوئی نہ پوچھی میان سنکی کہان ہی
ہون دو رنیے اسکے جو کوئی مشتوی جی ان
تک کاشہ دال عدس و جو کی دو نان ہی
شب خرچ لگے گہر کا اگر بندہ دران ہی
لڑکون کی شرارت سی سدا خار نہان ہی
دیوالی کو لے ہاتھہ تعقب مین دوان ہی
آرام جو چاہی وہ کرے وقت کہان ہی
ہر صفحہ کاغذ پہ قلم اشک فشان ہی
خوبی مین خط اب جسکا یہ از خط بتان ہی
آفاق مین ان چیزون کی اب قدر کہان ہی
خطاط کی اتنی ہی رہے قدر جو یہان ہی

ہر یہ ہو سوا پانچ سے لنڈری مین جاکر
دمڑی کو کتابت لکھین دھیلے کو قبالہ
چاہی جو کوئی شیخ جی پھر فراغت
دینا ہی قوم خر سے کوئی شملے کو نسبت
اور اسکو جو دیکھے کوئی وہ پھر معیشت
پوچھے ہی مریدون سے یہ سر پیچ کو اٹھا کر
تحقیق ہوا عرس تو کرڈاری کو لنگی
ڈھونک جو لگی بجنے تو وہان سبکو ہوا وجد
بیتابی ہوئی شیخ جو تنک وجد مین اگر
گر نال سے پڑتا ہی قدم تو سبھی ہنس ہنس
اور ماحصل اس رنج و مشقت کا جو پوچھو
سب شیخ ہیچ کر جو کوئی ہو متوکل
اور بیٹھ کے ہی دل کو خرافات کا یقین
پھر جو حرم کے جب لڑکے لگے بھوکھ سے مرنے
جب نزاع خدا سے لگائے کوئی لو اب
مضمون یہی رقعی کا کچھ دیجے اسکو
بالغرض اگر آپ ہون ہی ہفت ہزاری
تنک دیکھیے نہ منصور علیخان جو احوال
آرام سے کتنے کا سنا تمہے کچھ احوال
دنیا مین تو آسودگی رکھتی ہی فقط نام

یاقوت لگارہے جو پکارڈ ہے قرآن سے ہے
بیٹھے ہوئے وہان میر علی جو کے جہان سے ہے
چھتتے ہی تو شعرا کا وہ مطعون زبان سے ہے
گنبد سے کوئی پگڑی کو تشبیہ کنان سے ہے
اس فکر و تردد سے مین ہر ایک زبان سے ہے
ہی آج کدہر عرس کی شب رفو رکہان سے ہے
لے خیل مریدان سگئے وہ بزم جہان سے ہے
کوئی کودی ہے کوئی لوٹے ہے کوئی نعرہ زنان سے ہے
سرگوشیون مین پھر بد اصولی کا بیان سے ہے
کہتے ہین کوئی حال ہی یہ رقص زنان سے ہے
ڈالا ہوا وہان دال نخود قلیہ و نان سے ہے
جو رد تو یہ سمجھے کہ نکھٹو یہ میان سے ہے
یشی کو جیتون ہونے کا بابا کے گمان سے ہے
سرخان و خوانین کے ہمراہ روان سے ہے
تب اسکی سفارش مین بہی ایک زبان سے ہے
مداح اماموں کا ہی اور مرثیہ خوان سے ہے
تم اسکو بہی مت سمجھیو راحت جان سے ہے
جہاں تک یہ کرگ بجلی ہی اور شر روان سے ہے
جمعیت خاطر کوئی مفقود ہو کہان سے ہے
عنقا سے ہین یہ کہتے ہین کوئی اسکا نشان سے ہے

سو اس پہ یقین کسی کے دلکو نہین ہے | یہہ بات بہی گوئندہ ہی کا محض گمان ہی
یہان فکر معیشت سی تو وہان غصۂ حشر | آسودگی حرفیست نہ یہان ہی نہ وہان ہی

قصیدہ گہوڑیکی ہجومین

ہی چرخ جبسی ابلق ایام پر سوار | رکہتا نہین ہی دست عنان کا یک قرار
جتنی طویلی بیچ کئی دن کی بات ہی | ہرگز عراقی و عربی کا نہ تہا شمار
اب دیکہتا ہون مین کہ زمانیکی ہاتہ سی | موچی سی کفش پاکو گٹہاتی ہین وہ ادہار
تہا ولی نہ در سی عالم خراب ہی | خست نی اکثرون سی اٹہایا ننگ و عار
ہین گہی چنانچہ ایک ہماری بہی مہربان | یاد ہی سزا جو انکا کوئی نام ہی بہار
نوکر ہین سو روپیکی دیانت کی راہ سی | گہوڑا رکہین ہین ایک سو اتنا ذلیل و خوار
نی دانہ و نہ کاہ نہ تیمار نی سئیس | رکہتا ہو جیسی اسپ گلی طفل شیرخوار
ناطاقتی مین اسکی کہان تک کرون بیان | فاقون کا اسکی اب مین کہان تک کرون شمار
مانند نقش نعل زمین سی بجز فنا | ہرگز نہ اٹہہ سکی وہ اگر بیٹہی ایکبار
اس تیکو ہو کہ سی پہنچا ہی اسکا حال | کرتا ہی راکب اسکا جو بازار مین گذار
قصاب پوچہتا ہی مجہی کب کروگی یاد | امیدوار ہم بہی ہین کہتی ہین یون چمار
حسد فسی اس قصائی کی کہونٹی بندہو | گذری ہی اس نمط اسی بر لیل و بر نہار
ہر رات اخترون کی تئین دانہ بوجہ کر | دیکہی ہی آسمان کی طرف ہو کی بیقرار
خط شعاع کو وہ سمجہہ دستۂ گیاہ | ہر دم زمین پہ آپ کو ٹیکی ہی بار بار
تنکا اگر کہین پڑا دیکہی ہی گہاس کا | جوگی کمو آنکہین موندکی دہیانی شہسوار
دیکہی ہی جب وہ توبڑہ دہانکی طرف | کہودی ہی اپنی سم سی کوئین تا بپا زمار
فاقون سی منہ ہلانی کی طاقت نہین رہی | گہوڑی کو دیکہتا ہی تو پادی ہی تار بار

تھا اسقدر ضعیف کہ اُڑ جائے باد سے
نے استخوان نہ گوشت نہ کچھہ اُسکے پیٹ مین
پیدا ہوئی ہے تپ اُگن باد اسقدر
گذرے وہ جسطرف تو کبھو اسطرف نسیم
سمجھا نہ جاوے یہہ کہ وہ ابلق ہی یا سرنگ
ہر زخم پر زبسکہ بھنکتی ہین مکھیان
یہہ حال اُسکا دیکھہ غرض یون کہے ہے خلق
لیجاوے جو رہا مرے یا ہو کہین یہہ گم
تہا نہ اُسکے غم سے ہے دل تنگ زین
القصہ ایکدن تو مجہی کام تہا ضرور
رہتی تہے گہر کے پاس قضا را وہ آشنا
خدمت مین جنکی اُنکی کیا جاکے التماس
فرمایا تب اُنہون نے کہ اے مہربان مرے
لیکن کسو کے چڑہنے کے لائق نہین یہہ اسپ
صورت کا جسکی دیکھنا ہی گو خر کو ننگ
بد رنگ جیسی لید ہی بدبو ہے جون پیشاب
مانند منچہو کی لگدزن ہی تہان پر
حشری نہی اسقدر کہ بحشر اُسکی نشست
اتنا وہ سست تکون ہے کہ سب اُٹھ گئے ہین آنت
سے سر اسقدر کہ جو تلا و کی اُسکا سن

سمجہین کہ اسکے تہان کی ہووے تن استوار
و ہوسکے ہی دم کو نبجہ کہ جون کمان کو تار
ہرگز دروغ اسکو تو مت جان زینہار
باد سموم ہووے وہین گر کرے گذار
خارشت سی زبسکہ ہی مجروح بیشمار
کہتے ہین اُسکے رنگ کو کسی ابر غبار
خنگل سی ہو دیکھے تو چہرا اسکو کرد کار
اسس تین بات سی گو نہی بہی دو اسکا
خچگیر کا بہی سینہ جو دیکھو تو ہی فگار
آیا یہہ ذل مین جاوے گہوڑے یہ ہو سوار
مشہور تہا جنہون سے کئی وہ بہت نابکار
گہوڑا مجہے سواری کو اپنا دو مستعار
ایسی ہزار گہوڑے کرون تم پہ مین نثار
یہہ واقعی ہے اسکو نجانو گے انکسار
سیرت سی جسکے ملک نت ہی سگ خشمگین کو عار
بد ہین یہہ کہ اسطبل اوجڑ کر ہی بار بار
لاجنب وہ زمین سی جون منخ استوار
دجال اپنے منہہ کو سیہ کرکے ہو سوار
جتنے یہہ بسکہ ٹہوکر ونکی نت سر ہی مار
اول وہ لنگ رنگ ہوا بان کرنے شمار

لیکن مجہے زرو ہی تواریخ یاد ہے
کہ وہ تہا اسقدر کہ اگر اسکے نعل کا
ہے مجکو یہہ یقین کہ وہ تیغ روز جنگ
مانند اسپ خانۂ شطرنج اپنے پاؤن
اکدن گیا تہا مانگنے یہہ گہوڑا برات مین
سبز ہی جہلا سیاہ و سپید ہی سو اسپند
پہنچا غرض عروس کے گہر تک وہ نوجوان
تہا تو اسقدر ہی وہ جو کچھ کہ تہا شتاب
دہلی تک آن پہنچا تہا جس دن کہ پر پٹہا
مدت سی گوڑ ہون کو اڑایا ہی گہر بیٹہ
ناچار ہو کے تب تو بندہایا مین اپنے زین
جس شکل سی سوار تہا اس روز سبزہ مین
چابک تہی وہ دونو ہاتہہ مین پکڑی تہی باگ بہی
آگے تو تو بڑہ اسی دکہلا دہی تہا سیس
ہرگز وہ اسلحہ بہی سنبہالا نا تہا ہمراہ
اسس مضحکے کو دیکہہ ہوئی جمع خاص و عام
سبہے اسی لگا کہ نا سو وہی یہہ ہروان
مین آگے کیا کہون کہ ہر اک اسکی شکل دیکہہ
کہتا تہا کوئی ہی کہ کوہی نہین ہے اب
کہتا تہا کوئی مجہسی ہوا انجسے کیا گناہ

شیطان اسی پہ نکلا تہا جنت سی ہو سوار
ہو ہاگلا کے تیغ بناوے کوئی لوہار
رستم کے ہاتہہ سی نہ چلے وقت کارزار
جز دست غیر کے نہین چلتا ہی زینہار
دولہا جو بیاہنی کو چلا اسپہ ہو سوار
تہا سرو سا جو قد سو ہوا شاخ باردار
شیخو خبیث کے درجی سے کہ اسطرف گذار
لیکن اک اور دن کی حقیقت کہون مین یار
مجہسے کہا نقیب نے اکری وقت کار
ہو کر سوار اب کرو میدان مین کارزار
ہتیار باندہ کر کے ہوا اسپہ پر سوار
دشمن کو بہی خدا نکرے یون ذلیل و خوار
نکلنا تک سی یا شتنی کی مری پاون تنے نگار
پیچہے نقیب ہانکے تہا وہ تہی کہا ر مار
ہلتا نہ تہا زمین سی ماتند کوہسار
اکثر مدبرون مین سے کہتے تہی یون پکار
یا باد بان باندہ لیون کے دو اختیار
تیغ زبان سے کاٹ کے کرتا تہا گل نثار
کہتا تہا کوئی ہوگا ولایت کا یہہ حمار
کتوال نے گدہی پہ بہجی کیون کیا سوار

کہنے لگا پہرا اسی مجمع مین ایک شخص
سمجہون ہو نہین تو یہہ کہ سپاہی بہیس ہین
اُس مجمع مین تہا ہی کہ ناگاہ ایک اور
دہوبی کمہار کے گدہی اُسدن ہوئی تہی گم
سرا کنے اُسکو اپنے گدہی کا خیال کر
دریای کشمکش ہوا اُس آن موج زن
بدنصیبی اُسکی دیکہکے کر خرس کا خیال
رکہتا تہا آگے کوئی سپاری کو منہ کہیچ
گئتے بہی بہونکتے تہی کہڑی اُسکے گرد و پیش
کہتا تہا کوئی سمجہکہ مجکو بہی لے چڑہا
اُسوقت مینے اپنے نصیبون پہ کر نظر
جہگڑون مین دہوبہونسی کہ لڑکونکو دولت جواب
مارے دعا ہوئی مری اُسوقت مستجاب
دست دعا اُٹہاکے مین تہی ہر وقت پرور جنگ
پہلے ہی گولی چہوٹتی اُس گہوڑیکو لگے
یہہ کہکے مین خدا اسی ہوا مستعد جنگ
گہوڑا تہا سکہ لاغریت و ضعیف و خشک
جاتا تہا مین ذبح کے خبث سکو جو نفع
جب دیکہا مین کہ جنگ کی یون ہیان سند ہی نکل
دیر و حرم کا دیانسی کرتا ہوا اُس شہر کی طرف

مرکب یہہ گدہا نہ یہہ الب لنا نجار
ڈاین چلی ہی سیر کو سو چرخ پر سوار
نتنے کو آسمان نے کیا مجہسی آ دو چار
اُس ماجرے کو سن کیا دونون نے وہان گذار
پکڑے تہا دہوبی کان تو کہنیچے تہا کمہار
تہا عنقریب وہ پئے خفت کہ اک کنار
لڑکے بہی وہان تہے جمع تماشی کو بیشمار
ہوا اسکے تن سی کوئی اُدہا رہتا بار
ساتہہ اُس سمند خرس کا کے ہو چشم چار
ڈونگا لگا تجہی مین پی تو چند و اُتولہ
کہنے لگا خدا سی یہہ رو رو کے زار زار
کتون سی یا لڑون کہ مردن بنانیت مار
وہان سی پہر ہمط کیا جنگاہ تک گذار
کہنے لگا جناب الہی مین یون پکار
ایسا لگے نہ تیر کہ ہووے نہ تن سی پار
اتنی مین مرتبا بہی ہوا مجہسی آ دو چار
کرتا تہا یون خفیف مجہی وقت کار زار
دوڑدن تہا اپنے پاؤن سی جو لفظ
لے جو تیونکو ہاتہہ مین گہوڑا بغل مین مار
القصہ مینی آن کے گہر مین لیا قرار

گہوڑی مریلی شکل یہہ جسنے ہو دیکہی — اسیر ہی دل مین آوی نواب ہوجی سوار
سنکر تب آستی مینے یہہ قصہ دیا جواب — اتنا بہی جہوٹ بولنا کیا ہی ضرور یار
گفتن ہمین بس است کہ اسپ ابن الوقت — سمجہوگا اپنے دل مین اگر ہو مین ہوشیار
سودا نے تب قصیدہ کہا سن یہہ ماجرا — سی نام اس قصیدہ کا تضحیک روزگار

قصیدہ مدح مین وزیر الممالک نواب آصف الدولہ بہادر کی

تیرے سائے تلے ہی نو وہ بہنت — لپٹہ کرے دیو و دد سے لڑنت
نام سن بیل کوہ پیکر کے — بہہ چلے جو ہی شیر ہوکر دنت
سحر صولت کے سامنے تیرے — سامری بہول جاے اپنی پڑہنت
تکلے کی طرح بل نکل جاوے — تیرے آگے جو وہ کرے اکڑنت
دیکہہ میدان مین تجہکو روز نبرد — ٹہہ پہ رادن سبہی بہول جاوے لبنت
تہتک یا اگر سنے تیری — داب کر دم کہسک چلے ہنونت
آوے بالفرض سامنے تیرے — رو رہیچا کے ہو ریا ساونت
تن کا اُنکے زرہ مین ہو یہ حال — مرغ کی دام مین ہو جون پہڑکنت
شعلہ پیرا اگر ہو تیری تیغ — کاہ سے کوہ تک ہو سب بہنمنت
فرق پر جب عدو کے وہ بیٹہے — زہ فلک بولے اور ملک احسنت
گرے تجہ تیر کا جہان پیکان — قوت بازو سے تیری سرکنت
تا نہ سوفار تک نہ پہنچے کبہو — کرے ہر عصر و باان کوئی جو کہد
زہرہ برق آب ہو جاوے — تیرے توسن کی گردشنی گرگنت
وہم آتا ہی اس پری وش کا — مشرق سے تا بمغرب یک دینت
بیٹہ عدل مین تیرے ہر ہوش — سامنے شیر کے رہے جو دنت

کوئی کیسا ہی ہو قوی اس سے
وہ بہی روباہ جس کو ہو خارشت
حلم کا بار گر نہو تیرے سے
دست زر بخش کا ترے خورشید
آگے سایل کے تو کرے بزمین
جلوہ منظر دنین اس طرح وہ کوے
ختم سودا دعا پہ کرتا ہے
رہے نواب آصف الدولہ
حال یون اسکے عدو کا ہو
مہر کے جون حمل مین آنے سے

نہین دل کو ضعیف کے دلبنت
سمجہے ہی شیر کو ہے کیا نشیمنت
ارض شکل سما رہے بنجنت
ڈہونڈہی پہر عمر تو بہای دانت
اشرفی اور روپے کی یون بکہرت
جون فلک پر ہو تارون کی چہکنت
وصف کا ترے کون پاوے انت
دل سی تیرے خوشی کو نت لگنت
جاہ و دولت کی تیری دیکہہ برسنت
شب کو آفاق مین لگے ہی گہنت

قصیدہ مدح مین نواب غازالدین خان عماد الملک کی

صبح ہوتے جو گئی آج مری آنکہہ جہپک
پوچہا مین کون ہے بولی کہ مین ہون غافل
ہی خوشی نام مرا ہون مین عزیز دل ہا
کہول آغوش دل اوسے مجہے جلدی تا دان
سنکے یہہ مژدہ جان بخش جو مین لی انکہہ
انکہین ملکر کے جو دیکہو تو ہی آگیا دلکشا
حسن تیا کرے سی ماہ شب چاردہم
چہرے مین ایسی ہی گرمی کہ تشنہ ور جسم

دی وہین آکے خوشی نے در دل پر دستک
نہ لگے شوق مین جلکے کبہو تپ کی ترلک
زندگانی کی حلاوت جہان مین مجہہ تک
پہر خدا جانے یہہ دن کب مجہی دکہلای فلک
ان شعر نور کیسی مجکو نظر آئی جہلک
سر سے لے غرق جواہر مین وہ پاؤن تلک
یک بیک دیکہے تو تجہید ہی تہا بہی چک
یاد کرتی ہی رہے وہ اس تر گکانکی چہنک

جعد وہ مہر کہ لپٹنے مین ہو جسکے ہر لہر
جبین ایسی کہ جگر ماہ کا ہو جاوے داغ
قتل کر دیکھے یہ جو ہر بھوون شمشیر کے بیچ
دست وہ تیز کہ عالم مین ہین جسکی بتاع
فتنہ اس چشم کا ایسا کہ مژہ سے جو بچو دل
زلفین یون بکھری ہو من چہرے پہ مانگین ہیں
ناگنی بیچ مین آ جسکے نہ مانگے پانی
حسن کا نکے آویزے ہون وہ لطف کہ جون
سحر خوبی کی گویا مچھلی ہے قلاب کے بیچ
نظر آیا نہ دہن جسکو تنگی سے سبب
مسی آلودہ لب اخگر تہی تہ خاکستر
سلک گوہر کی صفا دام کے ان دانتونکے
عارض اسکے گویا تختے تہی مصری ڈلو کے
وصف مین اسکی ملاحت کے پڑے ہون نمک

رنگ رخسار سے شرمندہ ہو گلگونہ کی
ڈھیلے پیچ اسکے نے گردن کا بڑہایا ہے حسن
ساعد و شست خجستہ کی ایسی حرکات
دیکھے جو اسکی کچھ انکو یہ تعجب ہوا ہے
یا وہ معجون مسی کی نہن و بیان ایسی

پھر دیا دیسے کو عشاق کے رنگ ہی ایک
اسکی تشبیہ سے جب اسکو تجاوز ہی فلک
اسکی ابرو سے مشابہ نہ بنا دین جب تک
چشم وہ نرگس کہ ہو قوم جنون کا ادنی
متصل جو نکتے پا کر دیا کرلی تہی ایک
جسطرح ایک کھلونے پہ شہی دو بالک
کھیل جاوے وہ دہن کا لا جوڑ اسکی پلک
منتعد قطرہ شبنم کہ برستے گلسے ٹپک
تہہ کے حلقے مین جو دیکھی کوئی تھنے کی
منخرین ایسی سے گوان نے برا ستی عینک
کہ ہوا ہے وہ سخن کر نمین حا قی تہی عشنک
برق دریوزہ گری ہو چ تبسم کی چمک
زنخ ان دو نونمن یون جیسی تمکدا الحق
جسکے آگے زرکی مطلع خورشید نمک

آگے غبغب کے خجالت زدہ ہو سیکی در
جلوہ گر شمع ہو جیسے تہ دامان فانوس
شاخ مین گلکے یون لٹکنے سی جون آلی
تنبو یہہ تانکے تہان کام کا اتر
آدمی ہجا نمن چہرے سی جنہین

پیاری پیاری وہ لگیں نظروں میں ایسی نگاہ
تیغ یہہ قصد رکھی ڈال دے تو ہاتھہ اُن پر
ناف کے گھنگرو اسکے جو کیا مینے قیاس
نرگسی چشم کوئی ہوگا کہ جسکی یہہ آنکہہ
کمر اُسکی مین ندیکھی جو کرون اُسکا وصف
آگے تو یہہ نہین سکتا ہین کچھہ اُسکی تعریف
بس مین زانو نکو کہون کیا کہ وہ مین آئینے
آوے جس بزم مین اُس ساق بلورین کا ذکر
پشت پا جینے روئی لیلی سی مجنونکا دل
وقت نظارہ مری جب نگہہ دیدہ غور
فندق پا لگی کہنے کہ ندیکھا ہوگا
قامت ایسا ہی کہ ہنگام خرام اُسکے اگر
قدم اس دھج سی رکہے ہی وہ کہ سر عالم کا
کج و واکج چلے اسطرح وہ اٹھکھیلی سے
زرق و برق ایسا ہی پوشاک مین اُسکی جسم
جیسے ہی سج بنی گلے بیچ حمایل گل کی
کیفی یہان تک یہہ انداز سخن مین اسکے
بات اس لطف سی کہتے تہی دہن سے اسکے
غرض اس شکل سی آئی جو نظر وہ کافر
تا کہ اُس شوخ نے مجھسے یہہ کہا اے سودا

یہی چاہی کہ کبھو پا سے انکی نہ سرک
لگ گئے دل مین یہہ آجاوے کہین ہاتھ اک جہک
دلنشین یون ہوا میرے کہ بلا شبہہ و شک
لگ کے چھاتی سی صفائے سینہ آئینے کی دہلک
تھی وہ اک آہو سی دنبالہ لئے جیسے لپک
یون حیا کہتی ہی مجھسے کہ اسے باندہ نہ بک
اُسسی بہی چھوٹے نہ آنکھہ اپنی اگر جا ہلک
جلوہ شمع کا پامال حسد ہووے نمک
خون فرہاد سدا شیرین سی جاوے ٹپک
سر سے لے اس قد رعنا کی پاؤن تلک
سرو کی بیخ سی پہولا گل اور رنگ ابک
آگے آجاے قیامت تو یہہ بولے کہ سرک
موجب شورش خلخال ہو پاؤن کی جہنک
موج دریا ہی اسی دیکھے تو رسے ٹھٹک
کوندہ بجلی کی کہون یا کہ مین شعلے کی چمک
اُتنی ہی عطر کی بو ویسی ہی تہی ندی کی مہک
کسیکو منت کہہ اٹھنا کسیکو دو دو پلک
بادہ جون ساغر لبریز سی جاتا ہے چھلک
کہا مین اُسکی طرف دیکھہ کے اللہ منعک
اب تو شیشہ مین اندوہ کا تہہ رہے تنک

نہ ترے گھر مین کبھو ناچ مین ہوتے دیکھا
یہہ بہی کوئی طور ہی رہنے کا زمین پر یاران
آدمی کے تئین کچھ گرمی صحبت ہی شرط
گو ترا وضع زمانے سے ہے دل افسردہ
ایسے مہمان کی تو لازم ہے کہ خاطر ہو عزیز
بزم آراستہ بلوائے کر ارباب نشاط
آج وہ دن ہے کہ جس گھر مین تو دیکھی شمیم
یہان تلک شیخ و برہمن ہین طرب کے معروف
تار طنبور ہین رشتہ زنار فقط
بادہ گویا تہہ سے اب شیخ کے نہ ہووے ملا
محتسب چلے ہے مست رہگذر کرکا ندہا
سُنکے مین نے یہہ کہا اُس سے کہ ابہی کیا جشن
ہے سبب کیونکہ مین اندوہ کی الفت چہوڑون
وجہ کچھ ہووے تو کر مجہسے تو اُسکا اظہار
کرکے دریافت یہہ اُسنے کہا مجہسے کہ بگڑ
آج اس شخص کی ہے سالگرہ کی شادی
یعنی نواب سلیمان فر و نام آصف جاہ
جسکے آگے کوئی تہہ پا رہی کیا دخل
عدل یہہ عصر مین اسکے ہے کہ ہر ایک طبیب
کرنے دیوے نہ رفو چاک کتانکو انصاف

نہ سر ہی در پہ کسی آئے ملکہا وج کی کمک
یہہ بہی کوئی طرز ہی جینے کی تری زیر فلک
وہ بہی انسان ہے دنیا مین جو اتنا ہو غمناک
پر ہم آئے ہین ترے گھر مین ادہر دیکہہ تنک
بادہ بہر شیشے مین رکہہ لائے تمکو اکسیر
پاس بیٹھے ہمین سبکو جہکا آپ بہی نہ جہک
کہین ہوتی ہی بہگت اور کہین ہے اولک
دیر مین بجتی ہی مردنگ حرم مین ڈہولک
لگے سر سانچ مین تسبیح کے بہی دانونتک
پر یہہ راضی ہے کہ گیسون آئے جو چہڑکے تو چہڑے
منہجہہ آئے چلا قاضی کے آگے نذر کر
خیر ہی بات سمجہہ کر کے کہہ نہ بہک
کسطرح دوستی غم کرون دل سے منفک
کچہہ سبب ہو تو بیان کر کہ سنون مین بہی تنک
شمع مین ترے یہہ مژدہ نہین پہنچا اب تک
کہ بصورت ہے وہ انسان پہ سیرت ملک
عہد مین جسکے ہے عفو بزرگ کو جہک
نہی باندہی ہوئی پاتا ہے تو لڑکو دک
شعلے کی تپ کو بہی تہرید لگی خار و خسک
تا نہ زستی سکے بیٹے ماہ نہ کہو نے پیچک

برابر انکی ہی مروت کو عزا ای تو لنگ
اسطرح سمجھی ہے فرزند موجون نے پالک

عہد مین اسکے منا ہی کو ہی دلت اٹھی
کشمکش می یہ نت اتھہ تنگ سیدا زیر تک

ہمت اسکی یہ نظر کیجے تو ایک آنکے بیچ
دل سی تر پہنچے ہی دو صد بار یہ مطلع لب تک

تجھسے ممنون نہ قطرہ ہے زمین پر برائی
بار احسان سی تیرے ہی دو تا پشت فلک

ہو گہر بار تجھ آگے جو سحاب نیسان
برق ہو کر تبسم اسی مارے چمک

آگے تجھ دست کرم کے صدف پر گوہر
بنتی اسکی ہی جیسے کہ نکلے بشدت جھلک

چل سکے ہی نہ کسی امر مین تدبیر حکیم
مہر کی رای سی تیرے وہ نہ ہے تا دنک

دست دوران سی ہو الیہ کا رشتہ کا
نعرہ قہر کی ہیبت سی تیرے ہی جا جھلک

بیل دنیا نہین تجھ بیل کا ات کو کام
حول قوت سی ترے جا بک اسکو گمک

حلم ترے کے جو موزون فلک ہو تجھ سے
ڈال دیوے زرہ سہو کو ہی تو بلک

صدمہ پایا کمر گاو زمین کو پہنچے
تا ختن ہر چند وہ کھنچے او نہ نکلے کھلک

تجکو للکارے میدان مین صف مردانگی
سا منی آئے تری کون تہی اے مرد تک

وہ جوان کو ہا کہ انکھے سی ترے رستم بہی
گاو سر بار بغل جا وے بے یا دون کہمک

اور ٹہرے بہی کو ہی آن تو حق دیے
دست و بازو مین ترے قوت و قدرت یہان تک

اسکے مرکب ہے ملا کر وہن مرکب اپنا
ہاتھ تیکے مین دے اور زمین جا نیستے اجل

مارے جب زور سی دہ چرخ زمین کو اوسکے
کمر دائرہ خاک مین آجای لچک

کوہ سر ایک وجہل جاکے زمین پر
تو ڈا کر او سے سیا جو رکری پشت بہ تک

کیون نہ کمو سس لمن الملک کو مارے بر دم
جب تری تیغ مین ہو جوہر برش بہال

کہینچ کر اپنی کمر سے جو تو مارے اگر تہا
شکل نقارہ کی جو رہی دو حصہ ہو فلک

نہ چلے خامہ اب آگے نہ سیاہی ہو رواں
جز نکلے اُسیر جو تری طبع مین گذرتی ہے خیال
گاہ آجاتی نظر گاہ نظر سے غایب
روبرو سے اگر آئینے کے اس گلگونکو
اتنی عرصے مین پہر آوے تو اسے دور کر
شوکت و شان کہون کیا مین سراپا ہی کی
وصف مین اسکی نزر کیلئے پڑہون اک مطلع

اسکی گجگاہ کی اللہ رے چہرے پہ لٹک
بیٹہنے مین وہ کوہ اٹہنے مین ابر سیاہ
تنجر طور کا ہی چہرے پہ اسکے جلوہ
جہول پر اسکے ستارونکا کہون مین کیا حسن
لیکے خرطوم مین زنجیر پہر آوے وہ اگر
لیلی نے ہاتہ لگائے ہین سیہ خیمے سے
روز میدان مین آکے دیکہو دلاور اپنا
سامنے اسکے وہ جہوتی سی پہاڑونکی لڑی
چرخی کیا چیز ہے لاوے وہ حسن خاطر
جائے وہ توڑ کے جون شیر اسکی جہر کو
اسقدر ہی وہ سکر و کر کبہو چلتے مین
لے نکالے اسقدر سے کا ہی چلاو اب جیسے

باد پا کا ترے کچہہ وصف لکہے جب تلک
فاش ہے زمین سے تک پہنچی اب پاکی چلک
پہر ہوا ہیچ وہ شبرنگ ہی جگنو کی دمک
پہنیک وہی چیز ہے جو تو ترق سے غرب تلک
عکس آئینے سے بہی ہوتے نہ پاوے منفک
چرخ پر جون مہ نو ہاتہی پہ یون اسکے کلجک
گوش و دم سے جو سخن اس متوجہ ہوتنک

کہکشان جون شب یلدا مین نمایان بفلک
عرش رفعت ہین ہے اسپر جلنے مین جرخ اتہک
رنگیت بزم کے لئی جسکہر اسکی مستک
تاری جسطرح رہین رات اندہیری مین جہتک
اسکے دانتونکو یہہ سمجہی جو کوئی زیر رک
ملنے کو مجنون سے شش سلسلہ پاکی جہنک
سرکے وہانسی نکہانسے کہ زمین جاتی سرک
داغ مین سو توپ جو نکمر تہ ہمسک اتک
یان بجلی کی کڑک کا کبہو پہنچی اسکی تک
پاؤن کہجلانے لگے سونڈ مین لیکر یونک
پاونکی اسکے دل مور کو پہنچے نہ دمک
مہر مین ابر کے آتے ہو سائے کی ڈہلک

اُسکے ہو موج پہ بھی دیکھنے کیتی ہی حلق
کرسی عرش پہ ہی صورت انسان فلک

خیمۂ جاہ کا تیرے مین کرون کیا مذکور
ہوئے استاد جہان تیرے جلو کی سلک

آسمان کو نکرین اُسکے تلے بیجو پہ
کہ نہیت کہنے سی ہیہ اور نہایت کو جھک

الله الله ترے مطبخ کا تجمل جسکا
طبق زر و گہر ہین سی ہے ترا خوان خنک

کافی دربان زبیرہ کو محصول ہو کربان کا
حاصل ہند سی پورا نہ پڑے اُسمین نمک

چرخ و کہسار کو مصرف سی دیا مُٹھی دان
آپ کو پائے کے مشابہ یہ پیاز و ادرک

اُسکے مصرف کے جو دیکھا ہو بس اُسمین سی
اپنے مداح کو بھی کردنے مقرر محنک

تو بہی تک دل مین کر اب عرض مدیکا انصاف
جاؤن کس در پہ کبھو پہنچے اگر دو تک

جبہہ سائی ہی پر کہہ بیان رسانے کے لئے
آستان کا ہی ترے سنگ نہ از سنگ محک

ختم کر اب تو دعا پہ یہ سودا ہیہ کلام
آمین کہنے کو گئے باب اجابت پہ ملک

یا الہی ہیہ جو تیرا ہی چراغ دولت
تا ابد اُس سے منور رہے قندیل فلک

تا قیامت رہی مسجود خلایق وہ جگہہ
مسند جاہ کی تیری بچھے جسپر توشک

جو ترا دوست ہو اب آئینۂ گیتی پر
اُسکی مثال کبھو ہونے نپاوی منفک

کاتب دست قضا شکل عدو کی تیرے
صفحۂ ہستی سی جون حرف غلط کردے حک

قصیدہ تعریف مین وزیر الممالک نواب شجاع الدولہ بہادر

خوبی مرے دل مین نہین تشنہ بجز تیرا ناز
تر ہے خو کی تری پہنچی ہی آتش پہ گداز

گرد شمع و سران انکھونکے بلاگردان ہے
بخت برگشتہ کا مژگان کی تصدق انداز

جنت لب پہ سخن ہمسر دشے چشمۂ خضر
دم عیسی اسکے لئے موج تبسم دمساز

ہی سر و سر مین تجہ زلف کے سودا کی ہوا
یا نیز لنحر اسے سلسلۂ عمر دراز

ندر ہنگام ادا ایک جہانکا دل و دین
نیو ریگی گانٹھہ کاکب سے تم کہلے یہ عقدہ
رخصت آفت ہو تقدیر سے جبتک کہ تری
گاہ نرگس نظر آوے ہی گئے آہو کہ ترے عکس
کینہ جوئی کا تو کیا ذکر ہی سبحان اللہ
تو جو کہتا ہی نہین دل کو تری صبر و شکیب
عہد مین حسنکے ترے جو ہیمبر ہو کوئی
کون دن وہ تھی کہ جب تب سے نظارے کو
سو وہ صحبت ہی یہہ بالعکس کہ نہ دیتے ابھی تو
بالوا آہ سی پر ترے یہ جہان رات کو جو
ایک طالع کی تو اپنے نہ کہون ورنہ
امتحان میری وفا تا بکجا کیجے گا
یون خم تیغ جفا سی ہون تری سر سجود
و نہی سنتا نہین فریاد کو میری ورنہ
لگی تو کہہ نہین سکتا مین درانداز جن
ال و زر تھا سو دیا عشق مین ترے برباد
سطرح سی یہہ ستم جائیگا انصاف اسکا
ربین داور ہی خلق ہی ات جسکی جناب
یعنی موسوم بنواب شجاع الدولہ
سا ببان اسکی عدالت کا زبان زد نہ

ناز کے وقت گریبان دو عالم ہی نیاز
ہووینگی کوئی گرہ زیر کی یہان محرم راز
کرنے گوشہ ابرو کے اشارے سی ساز
انکھڑیان ہین تری ظالم کہ کوئی شعبدہ باز
مہربانیکا تری جور فلک یا انداز
اس سخن سے تو نہین انصاف نسی دور دراز
معجزات اسکی ہین ہی صبر ترا اعجاز
ترے آئین مین پریشان نظریکا تھا جواز
مجھسے ہر روز بنا ز اور ہی نسبت بہ نیاز
ایسے ہی چشم خلایق سی رہ دور دراز
اٹھکے جب دیکھئے نادیدہ مہتاب ناز
صف عشاق مین سب جانتی ہین اے طناز
آگے محراب کے جسطرح سے ہو پیش نماز
آہ کی طرح مین ہو جاؤن سراپا آواز
کسلئے مین کہون کچھہ تجھسے کہی کچھہ غماز
نقد جان پر نہین راضی جو کرون اسکو نیاز
استخوان کو مرے جور ترا تو ترے ساز
اور اپنا کے جہان مین ہی سبہو نسی ممتاز
ذات پر جسکی زمانے کو ہی فخر و ناز
سحر ہی صولت عدل اسکی نہین کرا عجاز

بازو پہ جنگ کی کھینچے جو مصور تصویر
رعب شمشیر سے پرواز کرے صورت باز

پیش خسرو نامہ آتش کو بجز خاموشی
نہ یہہ طاقت کہ زبان اپنی کرے شعلہ دراز

عدل جسکا یہہ ہو لازم ہے کہ آب اسکے حضور
ہاؤں اس مطلع ثانی کے نہیں کرنیکو نیاز

وہ نہو قطرہ بسواے بجز سخا کے ممتاز
گر ترا دست کرم ابر سے ہووے ناساز

ہمت عالی نے تیری جہان انسان کو
ہاتھ پھیلانے سے باہم کے رکھا ہے تک باز

سیر چشمی سے اب اتنی کہ کسی باغ کے بیچ
شاخ ماتا نہ پڑے نخل کے با دست دراز

یہہ مسلم ہی کہہ دمہ بہ کہ آفاق کے بیچ
زندگی بخش مسیحا کا ہے لا انک اعجاز

لیکن انجام کو پہنچا ہے تو کار شفا
مفلسی کے جو مرض کا ہی کسیکو آغاز

عہد میں یا نے شجاعوں کے وہ اشجع ہے تو
کہ تھوڑا یہ ہی بچہ دل کے شجاعت کو ناز

نعرہ قہر کو تیرے جو سنیں روئیں تن
استخوان انکی طرح شمع کی ہوجائیں گداز

شعلہ سر ارادہ تری تیغ سے جبکی ہیبت
کوہ کی تیغ تلک رکھنی ہے چلنے سے باز

لاکھہ پانی سے بجھائی ہے وہ آتش لیکن
شعلہ برق سے اب تک ہے زبان اسکی دراز

اطلس ہفت فلک گر ہو عدو کا جامہ
کٹے اسطرح وہ آتش کہ چھری سے ہے پیاز

کام صحت سے نہیں اسکے جراحت کو مگر
عیسی کا روبہ بہی لاوے تو لاوے بہی اعجاز

ورنہ جراح کے کب بخیہ و مرہم کے ساتھ
ناخن نشتر اجل کے ہو بہتے ہے نساز

حاکم انداز ہے وہ تو کہ کمان کا قبضہ
ہاتھ اپنے میں لیا جیسکہ ہی جون چنگل باز

چشم نے دہر کی دیکھا تو ابن برکز
طایر روح سوا تیر کو کرتے پرواز

زیر ران ہے وہ ترے رخش صراحی گردن
شور قلقل سے ہے از بسکہ صراحی کی آواز

جلد سر اسکی صفا سے ہے یہہ کچھ کیفیت
دیکھ کر جسکے میں جھک رہیں صد آئینہ ساز

بو ہی خوش بنا د سحر بال سی اسلئے کہ شفق
خوش سے نا بدم ایسے شکلے ہین گل ابر جو کی
اچیلا اسٹ سی بوٹری ہی ہین ہیہ اہلی ابلستر
یوزی ہیہ اسکی بہ از غنچہ و سوسن جیسے
سو لدا اسکا ہی شکر بحد کہ وہ رکہتا ہے
اس سیکر و کو جو پہنچے تو روے دریا پر
خندق و قلعہ نہو اسکی قدرت کے پاس
ترک اسکی ہین کہوں کیا سی جو کچہہ سرشت
اڑکے پہنچا جہان اسکے لگا یو گی گرد
کیا کرون وصف ترے بیل فلک سیکر کا
یون ہیہات لگی ہی اس سنگ رنگتی کجکب
حسن ہین سیاہ قلم کی ہی وہ تصویر اسی
اسطرح دانتو ہین جرطوم ہے اسکے جیسے
بابل ایک عجب کیا ہی توقت رفتار
بے نکان ترے سی دریا ہین وہ صورتے
اسقدر ہی وہ دلاور کہ بروز ہیجا
لاکہہ گر توپ دغی اسکے قیمار بچے وہ
غرض اس نظم سی تو یہہ نہ سمجھو ممدوح
خلعت وست ایکہہ ترے نہ لگے کچہہ خبر
تو نے جو کردیا معلوم تری قسمت میں تیغ

لیلے جا لی ہی سوے لطف بیان کہربار
حد جہین جسکے حلوے کا نہو پلہ انداز
رشک سی دل ہو جنہین دیکہہ جگار نکا
کسی گلرو کا لگے کب دہن خندہ طراز
نہیں ہین غمزہ خوبان عرب کا انداز
ٹوٹے ہرگز نہ حباب اسکے نر سرنگ و ناز
جون ہوا او سکو مساوی ہے نشیب اور فراز
باج دے جسکے تین صاعقہ کی بہی آواز
طایر وہم کو پہنچائی نہ وہان تک پرواز
تا بلند اپنی زبان سی سخن ہوا آغاز
ماہ نو جون شفق شام ہین ہو جلوہ طراز
خامہ صنعت حق کی نظر آوی پرداز
موسم کے ہون گو ماہ دن اور رات دراز
سایہ اپنے کو رہے ہمسر اپنی سی باز
رشک کہاتے ہین جسی دیکہہ سواران حجاز
استقامت کری اسکی جگر کوہ گداز
ہیبت سے لیتی کی طنین اسکی و غاہین آواز
کہ طمع پر ترے ترا حلی ہو عرض نیاز
نہ وہ ہین اسلئے تجہہ پاس کرون دراز
سکین شیرین کو ہی قوالتی سے مر سیاز

بھر تو ستش مجھی ملتا ہی وہ جام حسن کا | واسن الو وسے حرص سی رہتا ہے باز
مجھکو کچھ کام نہین تو مجھے جون جام رکھ | ہین ہون بندہ ترا اور تو ہے مرا بندہ نواز
مطلب اپنی یہہ جو سودا ہی ترا اسیر غلام | اور کیا ہووے کہ جز یہہ کہ دعا بعد نماز
تیرے اعدا ہین نظر و غش رہا نیکے ذلیل | حق دو عالم مین رکھے تجھکو سدا با اعزاز

شد مخمسات شد

بیچارہ گران اسورونکا تھا مین بیچارا | کہ جنکو وحشت مین اور کوہ پھر دن بارا
نہ عشق لیلی دستیر ہی ہو نہین آورا | صبا بلطف بگو آن غزال رعنا را
شد کہ سر بکوہ و بیابان تو دادۂ ما را شد

اثر یہ نا ہے کہ اپنے سی اعتقاد گل غد | جو تو سنی تو برآوے مری مراد اے گل
پی نصیب جو تو نے کیا نہ یاد اے گل | غرور حسن اجازت مگر نداد اے گل
شد کہ پرسشی نکنی عندلیب شیدا را شد

مجھے تو زور ہی ساقی کی یہہ ادا بہاتی | کہ پہلے جام کی مئی خاک پر چھڑکواتی
جو پوچھا مین تو کہا سن یہہ مجھسے سوداتی | جو با حبیب نشستی و بادہ پیمائی
شد بیاد آر محبان بادہ پیما را شد

فریب مجکو دیئے اپنے خط و خال اوپر | کہ دیکھ کر مین زبانیکو منہہ کیا اندر
جو چاہی تو کہ گرفتار ہوں مین ترپر | بحسن خلق توان کرد صید اہل نظر
شد بدام و دانہ نگیرند مرغ دانا را شد

ترا سا حسن نہین جگمین یہہ تو لاریب | وے ہمین نہین معلوم سر عالم غیب
جو فکر قبح مین اب سر تو لاسی سو جیب | جز این قدر نتوان یافت در جمال تو عیب
شد کہ خال مہر و وفا نیست روی زیبا را شد

سبون سے لگر د جو آس کو جوان جلا ر کیا — چمن چمن مین پڑا شور ہر طرف غوغا
ہر ایک مرغ سے ہو یا غیاغ وی بہہ دعا — شکر فروش کہ عمرش دراز باد چرا

که تفقدے نکند طوطی شکر خا را

نصیب کرے سعادت کا تیرے بریمن رخت — جو دیوین جام جم اور کیقباد کا تخت
کتا ستگا نکی طرف سے نزرکہہ تو دلکو سخت — بشکر صحبت احباب و آشنائی بخت

که بیاد آر غریبان دشت پیما را

الہی ربط محبت کرے خدا اپنی بنت — بتان کی تا نکرے خلق کو جدا اتنی نیت
کرے گی ہستی کو آنکی نو بیوفائی بت — ندانم از چہ سبب رنگ آشنائی نیست

سہی قدان سیہ چشم ماہ سیما را

کھلے مجھی یہ ہنر از نہفتہ حافظ — کہ سنکے دونون ہوئے شعر نگفتہ حافظ
غرض عجب ہے یہہ دُر نا سفتہ حافظ — بر آسمان چہ عجب گر زگفتہ حافظ

سماع زہرہ برقص آورد مسیحا را

کہا مین آج یہہ سودا کیون ترے دل — بہرے بے جا کہن نوکر ہو کے لگو اول
لگا وہ کہنے تب اسکا جواب مین دو بول — اگر سمجھو ہن تو سمجھو گا تو [illegible]

بتا کہ نوکری کا ہی [illegible] باتول

سپاہی رکھتے ہین کو امرا دولتمند — سو آمد انکی تو جاگیر سے کی ہی بند
کیا ہی ملک کو مدت سے سرکشون نے پسند — جو ایک شخص ہے باقی سو [illegible] کا خاوند

[illegible] تصرف مین موجداری کا مول

قوی ہین ملک مین ہر جا امیر ہین ضعیف — [illegible] کہان جز ہمین [illegible] انہون سے حرف

نہ کچھہ ربیع مین حاصل نہ درمیان خریف | جو عامل اب ہین محالات پر سو ہو بہتر
کہ جسطرح کسی حاکم کے گہر گنوار ہوا اول

بس انکا ملک مین گا رنسق جو یون ہو تباہ | کہ ہو وہ زر نہ ہو زراعت مین تو نہ دین پرکاہ
جگہہ وہ کونسی نوکر رہین جہان سپاہ | کہان سے آئین پیادے کہین جنین نگاہ
کہ در بدر ہوا رجو پیچہے چلین وہ باندہ کے غول

رہی فقط عربی باجے پر انہون کی شان | جو جا ہوا اُسکو نہ بجواوین یہہ تو کہا امکان
پر انکو فکر ہی تخفیف خرچ کی ہر آن | رہی نگاہ مال اگر ملک کا یہی تو ندان
کہ گلے مین ڈالے کہارون کے پالکی مین ڈول

انہین ہی اپنی امارت سے اب یہی منظور | کہ ہون ور مورچہل اور ایک کا تبی سمور
نہ رسم صلح کی سمجہین نہ جنگ کا دستور | جو انہین فائدہ وان پہنچے پڑے وہ انسے دور
کہ قماش انکی طبیعت کا سب طرحکا تول

امیر اب جو ہین مرزا انہونکا ہی یہہ حال | ہو گہر مین خانہ نشین دیکھہ کر زمانیکی چال
بچہی ہے سوزنی خوجہ کہڑا ہے جیلے پر رومال | حضور بیٹہے ہین اک دو ندیم اہل کمال
کہ دوسری ہے سامنے اک پیکدان و اک بطول

جو کوئی ملنے کو آنکے انہو کے گہر آیا | ملے یہہ انسے گر اپنا دماغ خوش پایا
جو ذکر سلطنت اسمین وہ درمیان لایا | انہون نے پہیر لئے ادہر سے منہہ یہہ بابل
کہ خدا کی واسطے بہائی کچہہ اور باتین بول

جو مصلحت کے لئے جمع ہون صغیر و کبیر | تو ملک و مال کی فکر اسطرح کرین ہین مشیر
وطن بہیجنے کی بحثی کو سوجہے تدبیر | کہا یہہ آنکے دیوان خاص بیچ وزیر
کہ کرتا سانڈنی کے بانسون یہ روپئے کے ہین جول

حجل ہو ہو نہ سمائی زمین بہشت بہائی
کئے دے مشورے گھیں ہیں جو ہن سو پائی

تمام عمر ہی ترہبر ملک بینا کا ٹی
ندان گرا بٹے ملکر گہر اینٹ کا ماٹی

تد پہرا پنے زعم مین ہر اک برآ خود بہلول تد

بڑے جو کام انہیں تب نکل کے کہائی سے
رکہیں وہ فوج جو ہوتے پہرے لڑائی سے

پیادہ ہی سو دڑے سنڈاتے نائی سے
سوار گر پڑے سوتے مین چار پائی سے

تد کرے جو خواب مین گہوڑا کسیکے نیچ الول تد

تد صرف خاص مین آمد نہ خالصہ جاری
سپاہی تا منصدی سبہونکو بیکاری

اب آگے دفتر تن کی مین کیا کہون خواری
سوال دستخطی بہار کر کے بیناری

تد کسیکو آنو لے دے باندہ کر کسیکو کٹول تد

سبہ جتنے نقدی و جاگیر کے تہی منصبدار
تلاش کر کے دیلتے اُنہون نے کی نا چار

ندان قرض مین بنیو نکے دے سپر تلوار
گہرون سی اب جو نکلتے ہین باندہ کر ہتیار

تد بغل کے بیچ مین سونتا ہی ہاتہ مین کچکول تد

کرون معاش کا حضرت کی جسکی کیا ہین بیان
کہ توشت خانہ ہی اُنکا ہے اب تیجے کی دکان

نکل تنور کے منہہ سی کہی ہی گاو زبان
بکی ہون تب مین کہ جب کا ہی جلد بیکار

تد سکے ہی تیسرے فاقہ مین کور یوکے ہول تد

کہین جو ہو دی سی جا کر دوا کی حالات
جواب دے سی کہ ہین اونت تو بشتونکی دوات

ہوا یہ جیٹھی ہی بیلون کی اور ہتین برات
جو جیجرین ہین انہون نے پیا ہی اب حیات

تد تمہارے کہا نیکو دانا کہو تو دیجے تول تد

ٹی جو گہوڑے ہین اصطبل سین کیا مکان
کہ ہو وسے گہاس کے تیٹے کا اُنکے اگے نشان

سو کی ٹوٹی ہی ننگری کسو کا جہر گیا کان
طویلا اُسکو کہون یا کہین نیچ سرکا نہان

اسی خیال مین رہتی ہی عقل ڈانواں ڈول

اور اب جو زعم مین آقا کے فیل خانہ ہے
جو ہتنی اندہلی ہی اشمین تو ہاتہی کا نام

نہ تہور جہاڑ لیکا رات کاٹنے ٹہکانا ہے
سر ایک بہوکہہ سی سو ئی عدم روانہ ہے

اب اسکو خواہ تو بایل سمجہہ لی خواہ بجہول

کرے ہی بہوکہہ سی شاگرد پیشہ اب جو معاش
کہین پلاؤ تو باورچی ڈہان پکاوین آش

کرین قناتون مین دربان بیٹہے پردہ فاش
تلی سی کہینچ لے مسند کو آنکر فراش

اگر کہین کہ متا اٹہہ کے چاندنی کا جہول

یہہ حال و مال محل کی ہی اندرون صورت
نہ خوان ڈہوبنیکا کشمیر لی مین باتی

نہ اٹہہ کے ہلنے کی ہرگز رہی ہی تن مین طاقت
نجابت بہوکہہ سی درباریون منہہ کی نہیہ گت

کہ توڑ سی ہتنی کی جس طرح بیٹہہ جائین کہول

سجا رکہی ہی سلاطینون نے یہہ نوبت ڈہاڑ
کوئی تو گہر سی نکل آئی ہی گریبان پہاڑ

کوئی در لیپنی یہ آدمی ڈہانے بارہ کواڑ
کوئی کہی ہی جو ہم ایسی چہاتی ہین پہاڑ

تو چاہئی کہ ہمین سبکو زہر دیجئے گہول

غرض یہاں ہی اس گفتگو سی یہہ میرا
کہ بی زری نے جب ایسا گہیر آنکر گہیرا

کرے تلاش معیشت کو کوئی بہتیرا
نہین ہی فایدہ تا وہ بچہوڑ کر ڈیرا

کرے نہ عزم سوئی اصفہان و استنبول

جو نوکری ہی کہین زیر چرخ نیلی فام
تو جاگیرداد کا اسکی ہی یہ گنہ سالم

و یا کا حسب سی دار الخلافہ مین ہنگام
گہرون کی ضبطی کا رسم اور قدر رواج

اوپر کسیکا دکہا سر اور سر سی ورد ہی قول

سو کیا وہ نوکری کہ تھی ہو جسمین ملے ہی بیٹھ کے روٹی پور اور ادھی رات
جو چاہو تن کو ڈھپے ہمین تو آگے نتیجی بات اور اتنی بھی کہ جب پہری روز ہو جو دات

تو یا بچو باندھی ہتیار اور چھٹی لیطول تھ

وہ نوکر اب جسی آقا سراں پہچانے جو پوچھو اُنسی کہ تم کچھ روپے لگے پانے
کہے ہی سیانس کو بہر کر سوے آٹھ آنے روپیے کی شکل تو مدت دیکھی ہنین خدا جانے

تہ کہ اسن زمانے مین جیتا بنے ہی یادہ گول تہ

غرض کہ جب تہین ملتا ہو یا وہ پہر بہی حوٹ یہہ نوکری وہ کرے جسکو ہوے خبط و جنون
نہ سمجہو کہ انہین جب یہ گہر کے لئے فنون نہ آئے سیکہہ تو یہہ باندہنی لگے مضمون

تہ زمانہ دیکہہ کے ہتیار ہمی لائے بہول تہ

سنین جو شہر کے ویرانیکا کرون آغاز تو اُسکو سن کے کرین ہوش جغد کی پرواز
نہین وہ گہر کہ ہو جسمین شغال کی آواز کوئی جو شام کو مسجد مین آکے پہر نماز

تہ تو وہان چراغ نہین ہے بجز چراغ غول تہ

کسیکے یہان نرہا اسیا سی تا ایاغ ہزار گہر مین کہین ایک گہر جلے ہی چراغ
سو کیا چراغ وہ گہر ہی گہر دن کے فراغ اور انکا تو نہین سر سمت لگتی ہین اولاغ

خود جہان بہار مین سنتے تہی ہٹہہ کرنہٹول تہ

خراب ہین وہ عمارات کیا کہون تجہہ پاس کہ جنکے دیکہے سی جاتی رہتی ہو کہہ اور ہواس
اور اب جو دیکہو تو ان زندگی ہی سی اوداس بجاے گل چمنون مین کمر کمر ہی گہاس

تہ کہون ستون پڑا ہی کہین درپہی مرغول تہ

کہین ہی سیر یہ بنگلہ کے گرد بہات کہ لب جہانکی تہی پہنا ریونکے آبحیات
اور ان درختونکی وسے چہانکے گئے گمت نہ وے درخت ہین اب وہان نہ آدمی کی ذات

نہ کوئی نہین مرے پڑے ہین نہ رسیمان ہے نہ دول نہ

یہہ باغ کیا گئی کسکی نظر نہین معلوم
نہ جانے کسنے رکھا یہان قدم وہ کون تہا شوم

جہان نہر سرو و صنوبر آسکے بہی تہ قوم
پڑی ہی زاغ و زغن سے اب اس چمن پہ ہجوم

نہ گلون کے ساتہہ جہان بلبلین کرین تہین کلول نہ

جہان آباد نہ تہی کب اس ستم کے قابل تہا
مگر کبہو کسی عاشق کا یہہ نگر دل تہا نہ

سو یون مٹا دیا گویا کہ نقش باطل تہا
عجب طرح کا یہہ بحر جہان پہ ساحل تہا

نہ کہ جسکی خاک سے لیتی تہی خلق موتی رول نہ

دیا بہی وہان نہین روشن تہی جسجگہہ فانوس
پڑے ہین کہنڈر وہ نہین آئینہ جانکے مانوس

گر و مرد و دل پہ از امید ہو گئے مایوس
گہرون سے یون نجیا کے نکل گئے ناموس

نہ ملی نہ ڈولی انہین ہے جو صاحب چونڈول نہ

نجیب زادیونکا ہی یہہ اندنون معمول نہ
وہ برقع سر پہ ہے جسکا قدم تلک ہے طول

ہے ایک گود مین لڑکا گلاب کا سا پہول
اور آگے حسن طلب کا ہر ایک سے یہہ اصول

نہ کہ خاک پاک کی تسبیح ہے جو لیجئے مول نہ

غرض مین کیا کہون یارو کہ دیکہہ کر یہہ قہر
گرو مرتبہ خاطر مین گذری ہی یہہ لہر

جو تنگ بہی اس دل اپنے کو دیوے گردش دہر
تو بیٹہہ کر کہین یہہ روئیے کہ مردم شہر

نہ گہرون سے پانی کو باہر کرین جہکول جہکول نہ

بس اب خموش ہو سودا کہ آگے تاب نہین
وہ دل نہین ہے کہ اس غم سے جو کباب نہین

کسیکی چشم نہو گی کہ وہ پر آب نہین
سوائے اسکے تری بات کا جواب نہین

نہ کہ یہہ زمانہ ہی اک طرحکا زیادہ نبول نہ

مخمس

وہ مہر وہ وفا وہ عنایات ہو گئی   وہ مہربانگی وہ مدارات ہو گئی
صحبت وہ رفتہ رفتہ یہہ ہیہات ہو گئی   جہڑکی تو دونون سے مساوات ہو گئی
گالی کبھو ندی تہی سو اب بات ہو گئی

کہنا یہہ آن آن مرے گہر سی تو نکل   دشنام دینے شترا محل خراہ بیمحل
حرمت مین سب طرح سی غرض آچکا خلل   باتی ہی مار کہانا اب آ سکے سو آج کل
تشن تو گئے تم اسی بہی کہ اوقات ہو گئی

رسوا ے خلق و خوار جہان اب مین ہو چکا   بے شرم و بے حیا مجہی آفاق نے کہا
ہرگز نہین ہے پند و نصیحت سے فایدا   ایتو مین چہوڑنے کا نہین اسکو ناصحا
ہونی جو کچہہ تہی قبلۂ حاجات ہو گئی

رکہنا بچشم خلق مجہے خار تا کجا   رہنا ہمیشہ در پئے آزار تا کجا
نت اٹہہ کے جور و ظلم جفا کار تا کجا   بس اب ستم سی درگذر اے یار تا کجا
اعمال دل مرے کی مکافات ہو گئی

وعدہ بہی تہا یہی کہ مین آؤنگا ون ڈھلے   لیکن نہ بعد شام کے پیش از دو جلے
اے آفتاب رہ کے تک آنا زمین تلے   پیغام بہنے دیر لگائی تو بیٹے دلے
دھڑکے ہی دل کہ یہہ نہ کہے رات ہو گئی

مسجد مین واعظون کے تئین بک گئی ہی تڑ   زاہد نے ٹہونکا شیخ کو گیگڑ ہی اتار کر
قاضی نے محکمے مین مچایا ہے شور و شر   مستی سے اسکی نگاہ کی نے محتسب خبر
دنیا تمام بزم خرابات ہو گئی

شکوہ جو بزرگی کا تری آسمان کو ہے   پیدا ابہا سے برہمن ہو سو زبان کرون

مریا و وضع سے تری جا کر گریبان کردن   ملنا ترا اہر ایک سے ہر بین کیا بیان کردن

ٹ عالم سے مجھکو ترک ملاقات ہوگئی ٹ

ملنے سے تو ہر ایک کے جہوٹی قسم نکہا   کل ہی جو میرے ساتھ تو باز آ گیا بگیا

ہر ایک نے سُنا کے مجھے شعر یہہ پڑہا   یارو وہ شرم سے جو نہ بولا تو کیا ہوا

ٹ نظروں میں سو طرح کی حکایات ہوگئی ٹ

فریاد کرکے جس سے کروں داد میں طلب   اس پر دے میں طلب وہ کرے تجھکو یا غضب

حاضر ہو دوسرا بہی تو معلوم ہووے تب   سودا کسیکو وہ تو سناوے نہ بے سبب

ٹ کیا جانئے کہ تجھسے ہی کیا بات ہوگئی ٹ

ٹ واسوخت ٹ

یا الٰہی میں کہوں کس سے یہہ اپنا احوال

یارب اس شوخ سے تو اسدل شیدا کو نکال

تجھ سوا غیر سے میں کیونکے کہوں یہ اپنا حال

ٹ ساز آباد خدایا دل ویرانے را ٹ

کیونکے ہر دل میں نہ ہر ایک آن تجھے تہتا تہا

اسقدر مست ہو تو نادان تجھے کہتا تہا

درد فرقت نہیں آسان تجھے کہتا تہا

ٹ انچہ کردی تو دلا با خود و جانان مکن ٹ

تجھکو اس شوخ سے تہا نہ سرا تہا پالا

ہائے کم آنکھوں سے دوانے تو نظر آگہ تہا لا

زلف خوبانکی مرے دلکو ہوئی ہے جنجال

کاش یا موت ہو یا دور ہو یہ سر سے وبال

تیری ہی ذات سے میرا بھی ہے یہ دم اکل

ٹ یادہ مہربان مسیح مسلمانے را ٹ

بیوفاؤں سے نہ دل بان تجھے کہتا تہا

دیکھ ہوگا تو پشیمان تجھے کہتا تہا

کیوں تو لیتا ہی مری جان تجھے کہتا تہا

ٹ کس نکردست چنین کار کہ با دشمن ٹ

مفت میں مجکو بھی لیجا کے بلا میں ڈالا

کیوں نہ ہے دل کہ تو بہلا مینے ترا کیا تہا لا

کیون ہوا ہی تو مری جان کلپ لینے والا
نظ کردہ خود بگوئیم وچہ تقریر کنیم
کیا کرے دل بھی بڑا ہی یہہ محبت کا فسون
اس غم درد ملا ہیچ کہان تک مین رون
اب نہین تاب زبان کو جو مین خاموش رہون
نظ شرح این آتش جانسوز نگفتن تا کے
یار تجہہ زلف کے سودا مین پریشان ہے دل
داغ ہجران سے تری رشک چراغان ہے دل
کس قدر اپنے کئے سے یہہ پشیمان ہے دل
نظ حال دل خستہ تو چہ شنیدن دارد
سچ کہو کسنے تمہاری ہی لگائی ہی لگن
ہوگئے اور تنک ہی مین تجہہ اتنے ہی تبن
دل مرا ٹوٹ گیا تجہسے اب ای عہد شکن
نظ دل کہ طومار وفا بود بہ بحزدن برا
پہلے تو دل کو مرے تمنے لیا کس عنوان
مین نے معلوم کیا ہی غرض اسکی جان
سیجئے یہہ بھی دل اپنے مین بڑے ای ارمان
نظ تو نہ دانی کہ غم عاشق مرارت باشد
واہ وا ایسی ہی دیکھی ہے وفا تجہسے یار
غیر کے واسطے جو مجہہ پہ ہوا تجہسے بیار

ہائے رے ہائے مین دشمن کو بغل مین پایا
این زمان چارہ نداریم چہ تدبیر کنیم نظ
کب تلک دل کسی مین اسکا وشن بیجا کو کرون
آتش غم سے طرح شمع کی رو رو کے جلون
کیونکے احوال دل اس شوخ سے جا کر کہون
سوختم سوختم این راز نہفتن تا کے نظ
تیرے دیدار کا جون آئینہ حیران ہے دل
گاہ پروانہ وگہ شمع شبستان ہے دل
کیا کہون تجہسے بہت بے سر و سامان ہے دل
بیخود است آنقدر آئینہ کہ دیدن دارد نظ
کیا ہوا کسکو ٹہگا کسکا لیا تہہ مین ست
کیا ہوئے تمنے جو ہم ساتہہ کئے تہی وعدے
حیف صد حیف کہ قدر اسکی نہ تو جانے سجن
پارہ کردند نہ بستہ تبان مضمون را نظ
اب جہڑکتے ہو سمجہے دیکہہ کے تم ہو تمہین تابان
دلکو لیکر کے کہا چاہتے ہو میری جان
لیک ہوتا نہین تجہہ تمسی لیا مین یہہ جان
گر تو دخال بران خاک گذارت باشد نظ
کوئی یہہ طرز ادا سیکہہ لے آ تجہسے یار
مین تو لاچار ہون سمجہے گا خدا تجہسے یار

ہین عبث غیر کا شکوہ یہہ کیا تجہسے یار
فرد گر بظاہر بکسے خلق نکوخواہی کرد
شیشۂ دلکو مرے سنگ ستم سی توڑا
جو کچھہ ہمسے ساتہہ کیا تمنے نہین وہ تہوڑا
خوبرویون کا جہان بیچ نہین ہے توڑا
فرد سیہ ہم جا دگر دل بدل آرائے دگر
صحبت بدین تمہین آٹھہ پہر صحبت ہے
دیکھہ کر طرز تمہاری یہہ مجہے حیرت ہے
واہ وا جائے امردکو یون ہین رحمت ہے
فرد گر چنین است کہ دایم بملامت باشید
چشم بد دور میان خوب نکالے ہین ڈہنگ
بیٹھہ کر خندو ہمین سیکہو ہو بجاتا منہہ چنگ
چہوڑ دو یہہ طور میان تم نکرو مجکو تنگ
فرد من اگر کشتۂ تو ام باعث بدنامی تست
اسقدر یار برے کام اوپر مت تن دے
مت بلا کر تو رقیبون سے کسب ہین خندے
کیا برے ہونگے تجہے شفقت ہین تمسے بندے
فرد عاشقی ہمچو منت نیست خدا میداند
اسقدر چشم مروت کو اٹہا مت اکبار
خوبرویونمین سے تجہے نے بنانا سبح دا

دیکھہ لینا تہا جو کچھہ دیکھہ لیا تجہسے یار
شوخ باما توجہ کردی کہ با وخواہی کرد فرد
دل نے میرے بہی شتہاب تیری طرف سے موڑا
بس کرو بس کرو زیادہ نکرو مکتوڑا
شعر وحشی کا دل اپنے پہ یہہ ہین لکھہ چہوڑا
چشم خود فرش کنم زیر کف پای دگر فرد
غیر کے ساتہہ شب و روز تمہین جلوت ہے
گر ہو تم آدمی زادے تو یہہ کیا غیرت ہے
ایسی برداشت کی اب کسکو میان طاقت ہے
ما بخیریم و شما نیز سلامت باشید فرد
جا بجوڑ دو ہمین قدح بہر لگے پینے بنگ
اسقدر آپ سی اپنے تمنے اٹہایا ننگ
عبث اب جائے کسی ساتہہ کرونگا مین جنگ
موجب شہرت بیباکی و خودکامی تست فرد
ہان میرا بہی کہا بات مری سن من سن
کرکے بدنام تجہے جاوینگے ہمہ شب و تن
ایک بو سے کے کیے نہو سے شرمندے
یا کہ باز ہم بہ کس طور دگر امید اند فرد
کچھہ تو آ دل مین سمجہہ اپنے مگر اے الفاقہ
ورنہ خوبان مین نکر تا تہا کوئی تجکو شمار

بلکہ پھرتا تہا تو ہر ایک کے گھر سو سو بار
شد این زمان جامی تو در دیدہ‌ام شدہ است

تمسے امید یہی تہی کہ یہ بیداد کرو
جرم کیا ہمسے ہوا پہلے تو ارشاد کرو
خاکساری مری ناحق تو نہ برباد کرو
شد یاد باد انکہ سر کوی تو ام منزل بود

کیون رے ستمگر تجہے یاد ہی وہ اگلی چاہ
کہنہ تو اب کون ثبات کیا مجہہ پہ گناہ
بلکہ کہتا ہی رقیبون سے نہ دو اسکو راہ
خدا یاد باد انکہ بہ بیت رہ بیگانہ بود

باندہنا پیچ تپے جیرے کا سکہایا ہمنے
رکہہ کے جمدھر کو تجہے ٹیکہا بنایا ہمنے
شوخی و نازکی طرز رونکو جتایا ہمنے
شد این نگویم کہ من از دست تو گشتم دل فگار

اسکو کہتے ہین جو نیکان دغا باز بدنام
ہوگا معلوم تمکو گے جو خط انکا کلام
پہر تو رسوا کرینگے ملکے تمہین خاص و عام
شد زمان هند نبیر کہ از کردہ پشیمان باشی

کاش کے تجہسے بر مہر کے رشتے کو توڑین
کب تلک اس غمسے نشان سینہ کو اپنے پھوڑین

اپنی مجلس مین نہ دیتا کوئی تجکو بار
روی زیبای تو از دیدۂ ما گم شدہ است شد

دل ہمارا کسکو کرتا اور ونکو دلشاد کرو
تب ہمین بندگی اپنی سے تم آزاد کرو
کچہہ تو احسان اگلی بہی اسوقت کو میان یاد کرو
سر زبان بود مرا آن جہ تر ادر دل بود شد

ایکدن میری جدائی کا تجہے تہا جون ماہ
ہرگز احوال پہ میرے نہین کرتا تو نگاہ
اسقدر ہمسے تو بیزار ہے سبحان اللہ
گر تو شمع رخ تو جز من پروانہ نبود شد

تنگ جامی کو ترے ہجر مین کہایا ہمنے
اکڑ چلنے کو تجہے ست بتایا ہمنے
ہاتہہ سے اپنے غرض تمکو گنوایا ہمنے
کردۂ خویش مثل ہست کہ می آید پیش شد

کہ میان میٹہی محبت کے ترے ہم مین علام
سب چلے جائینگے آخر یہہ تمہین کر بدنام
دیکہہ اب بہی سمجہہ آیا ہر نگر اتنا کام
جمع با جمع نباشند پریشان باشی شد

نت تو ای یار چلے دل کے پہپولے پہوٹین
ہم ترستے ہی رہین غیر مزے لوٹین

کب تلک زہر کے لہو تو نکو بہلا سم کہون
؎ اینقدر زندگی خویش مرا دشوار است

کیا کوئی تجھسا ارے یار نہ تہا دنیا مین
کیا کسو کو کسی سے پیار نہ تہا دنیا مین
عشق سے کسکو سروکار نہ تہا دنیا مین
؎ ہیچکس ہمچو من از دست کسے زار نشد

دل مرا سیر نمط تنگ ستم سے جور
اے میان دیکھہ نہ بہولیگا خدا کو یہ غرور
ہاتہہ تیرے کہان جاؤن پڑا ہون مجبور
؎ آنکہ رخسار ترا رنگ گل نسرین داد

مت گنوا دلکو مرے پہیر نہ تو یا دے گا
کف افسوس کو ملتا ہی تو رہ جاویگا
کیا بہلا جانا ہی میرا تجھے اب بہاویگا
؎ میروم از در تو باز بتو رو نکنم

اسقدر کسلئے بیزار ہے مجھسے ارے تو
مجکو محروم نرکہہ لذت دیدار سے تو
حسن پہ یہ بات میان اپنے گرفتار سے تو
؎ تنگیے جانب سوداگہہ نگاہے کہ تست

مار ہی ڈال بلا سے جو بلا سے چہوٹین
؎ گر تنا حق نکشی حق تو بر من بار است

کیا کوئی اور طرح دار نہ تہا دنیا مین
کیا کہین کوئی گرفتار نہ تہا دنیا مین
یہہ ستم اور یہ رفتار نہ تہا دنیا مین
؎ خوار و رسوا سے سر کوچہ و بازار نشد

تو ہی آنکھون مین تری یار رہین ہون منظور
کیا کہون ہاے زمین سخت فلک ہے گا دور
دیکھہ بیتاب مجھے حسن سے مت ہو مغرور
؎ صبر و آرام تو اندر من مسکین داد

یہہ دل اب ہے بار گیا ہاتہہ نہ پہیر اویگا
کیا کہون تجھسے ارے دیکھہ نہ تجتا ویگا
آخر اس دل کو مرے اور ہی پرچاویگا
؎ گر درت قبلہ شود سجدہ بان سو نکنم

مت چہپا منہہ تو بھجن اپنے خریدار سے تو
چشم پوشی نکر اس عاشق بیمار سے تو
دیکھہ اید ہر ہی کبہو ایک نظر پیار سے تو
؎ بلکہ از لطف باو نیم نگاہے کہ تست

؎ مثنوی حکیم محمد غوث کی ہجو مین ؎

صدر کے بازار مین ہے اک دبنگ
شکل شیطان کی او رعونت نام
ہے متوطن وہ لعین روم کا
جب سی طبابت مین دنیا وہ الاغ
مملکت ہند مین اب گھر بہ گھر
اسکے قلم کا مین کرون کیا بیان
خامہ نہین خنجر بران ہے وہ
نسخہ نہ لکھتا کبھو وہ بد سرشت
جیسے مریضون کو وہ دیوے ہے دوا
بو نہین ظالم مین کہین درد کی
کشتن خلق اسکا غرض کام ہے
مرنے مین اوسکے زلیس اب دو ورن
طرفہ تر اس سے بہی کہون ایک بات
ہو کے کسلمند جو وہ بے حیا
مژدہ شفا ہو تو دی وہ تابوت گر
دے مین وہائی وہ بصد قیل وقال
اپنی دوا آپ تو ظالم نہ کر
خوب جو کرتا ہے تو آپہی دوا
روز ہی ہے خاطر ہو مری یا کہ جمع
کیا کرون تشخیص کا اسکی بیان

عار اطبا و طبابت کا ننگ
جگ مین ہلاکو کا ہے قایم مقام
بستی مین رکہتا ہے اثر لوم کا
روم سی تا شام ہوا بے چراغ
ہے ملک الموت سے مشہور تر
تیغ اجل جسکی ہے رطب اللسان
قاتل ہندو و مسلمان ہے وہ
بہرتی نہ انسان سے دوزخ بہشت
کام مین ہے مرگ معطل شفا
جان کا دشمن ہے زن و مرد کی
مرگ و قضا مفت مین بدنام ہے
کہاتے ہین قرض اسکے اوپر گور کن
ہنستی ہی شن شن کے جسی کائنات
اپنے تئین آپ کرے ہے دوا
گہرتے ہین آن کے سب اسکا گہر
انہین سے ہر ایک کرے ہی سوال
مرے کس و کو کی طرف کر نظر
اور کوئی آپ سا مجہکو بتا
بہیجون تری گور پہ کل اور شمع
منہ مین ہوئی جاتی ہے ساکت زبان

نزلے سے ایک شخص کو تھا دردِ سر
دیکھ کے نبض اُن نے بعد فکر و غور
نسخہ دیا لکھ کے بجنسہ بن بسر
جا کے جو نسخہ دیا عطار کو
کیا تجھے آزار ہے اے نوجوان
میں تو نہیں جانتا کچھ ہے اے حبیب
سُنتے ہی یہ دل کو لگی اُسکے چوٹ
ہائے یہ کس بھڑوے کا ایجاد ہے
کہہ کے یہ عطار سے ہو بیقرار
شکل کا اُسکی تو مجھے دے پتا
سُنکے یہ عطار سے بولا جوان
شکل سے اُسکی کسے تشبیہ دوں
رنگ و رو میں اسکا ہے مثل قیر
سُنتے ہی عطار نے یہ رنگ و بو
یہ وہی سفاک ہے تخم حرام
غوث نہیں ظالم بدخو ہے وہ
ایک دن لے یار میں دوکان پر
کہنے لگا دیکھ کے اک آشنا
تجکو وہ اور اُسکو تو مطلوب ہے
دیکھا کہ یہ بات رکھے ہے حصول

لائی قضا اُسکو میں اُسکے گھر
دِق کے سوا کچھ نہ کی تشخیص اور
صبح سے لے شام تلک غور کر
پڑھ کے لگا کہنے وہ بیمار کو
اُن نے کہا اُس سے کہ آہ و فغان
ہے مجھے مدقوق کہے ہے طبیب
کہنے لگا اپنی وہ داڑھی کھسوٹ
نسخے میں معجون زر اُستاد ہے
کہنے لگا اُس سے کہ سنتا ہے یار
کون ہے وہ جن نے کی ایسی خطا
کیا میں بتاؤں تجھے اے مہربان
ہے وہ سگ و خوک سے بدتر زبون
جیسے کہ جلاب کا دستِ اخیر
کہنے لگا ہائے میاں ہو نہ ہو
صبح جو تب اُٹھ کے گیا قتل عام
کہہ نہ طبیب اُسکو بلا کو ہے وہ
آیا جو ہر ایک کو مفلس نظر
میل تجھے غوث سے دلوں میں ملا
دونوں ہوا السمین ملو خوب سے
ہم نے کہا چلئے میاں نے قبول

جب چلے الیسمین ہو دو تو ہم
جا کے جو دیکھی ہین وہ وحشت سرا
کتنے ہی بیمار نے اور ایک گہر
آن کے بیٹہا وہ ستمگار جب
جھپٹتے ہی اک شخص کی دیکھی جو نبض
کچہہ نہین کرنیکا نحز اسکے سود
اور غذا اسکو یہہ بتلائی موت
صاحب بحیش کو بتایا کنول
لکھہ دیا مجنون کو نشتر نشتر
پوچھا جو اُسنے کہ غذا کیا کہی
یہہ کہا اُسکو جیسے تہی آتشک
کہنے لگا دیکھہ کے ایک اور کو
بیٹہہ کے پہر پاس وہ اک ڈولیکے
دیکھہ چکا نبض کو جب بے تمیز
درد کمر اسکو ہی یاد ردسر
کرکے پہر آخر کو مقرر صرع
اور جو کہا نکلی سلکی اسکو لو
کہنے لگی سُنکے یہہ کیا پہر اے
لقوہ و فالج ایسے یہہ پیر زال
اُسنے کہا تو نے نہ اے زشت رو

مرگ چلی پیچھے سے گنتی قدم
دل پہ کہلی نعتی دار الشفا
سو بہی تو وہ گور سے تہا تنگ تر
گرد ہوئے اسکے یہہ بیمار سب
کہنے لگا نحکو بشدت ہے قبض
لکھہ دیا نسخے مین سعوف الیہود
ناشتس کی رونی سے تو کہا ساگ نوت
واسطے ہیضے کے لکھا اسغول
کہہ دیا مستسقی سے جا فصد کر
ساتہہ گلتہی کے کہا کہا دہی
موضع مخصوص پہ چہڑکو نمک
زخم کو دنبل کے کرانا رفو
نبض کہا دیکھون مین لایا تہہ دے
خادمہ سی اُسکے کہا اے کنیز
پیر مجہے نقرس کا ہے در بستر
کہنے لگا دودا سے مار الفرع
کچہہ نہ اسے دیکھو حز آتش جو
واسطے اسکے یہہ دوا از بر ہے
کرتے ہو کیا قتل کا اسکے خیال
دیکھا سدہی کو نہ قانون کو

ساتھ حکیموں کے تو اے بے تمیز
بحثتی ہے ڈیڑھ رپے کی کنیز

اسمیں کہا ایک نے شوخی کی راہ
سنتی ہی ماما بہنیں ان کے گناہ

بی بی تری پڑے ہیں اور یہہ ادہر
لقوہ و فالج سے ہو کیونکر خبر

سمجھیونک لوٹنے کی سی یہہ جا
آپ ہی کہا ہے کہ ہاں اور کیا

سنتے ہی اس حرف کو کہا پیچ و تاب
تھوک کے داڑہی پہ کیا یہہ خطاب

لاتوں سے یدی کو نواب میرے بھوت
کھول تو کانوں کو اے بہرے اوت

لقوہ و فالج ہو جسے یا صرع
دیکھئے اُسکے تئیں مار القرع

بات کا اپنی تو مجھے دے نشان
میں بھی تو دیکھوں کہ ہے اسمیں کہاں

پھیر تو جس وقت بڑہی آگے بات
اُسنے جڑی دھول اُسے اُسنے لات

اُسنے قلمدان سے کی اُسپہ چوٹ
اُسنے لیا داڑہی کو اُسکی کھسوٹ

جھوٹتے غرض اُسکے ہوئی اُسکے ہات
غصے بکڑ لوٹ گئی وہ بھی سات

زور رہا اس بن دبا و ہم ہوئے
مار کٹائی سے وہ بیدم ہوئے

دوڑکے لوگوں نے اٹھایا انہیں
منت و زاری سے چھڑایا انہیں

کرنے لگے وہ جو تھے معقول بیں
اُنکے تئیں لعن اُسے آفریں

تھا غرض اس نقل سے یہہ مدعا
تا کہ تو ایسے کی نکہا وے دوا

اپنے لئے گو نہ تو آپ کھود
ستو لیا ایسا ہے یہہ بیٹی چود

مثنوی بخیل کی ہجو میں

ہی صدا کا وہ ایک شمۂ نور
جیسے روشن ہے آسمان کا تنور

کرتے اُسکو لگے نہ ذرہ دیر
مہر و مہ کو تبکل نان و پنیر

کہا اُنے یہہ عرصۂ اک ان
وہ گردش دن نعم کو لذت دے
کس زبان سے ہو اُسکا شکر ادا
ہوے ہین باعث زمانے کے
رنمل سے اُسکے کچہہ نہین ہے کمی
سنو یارو کہو ہمین ایک نقل
اتفاقاً اک آشنا میرے
جو ہین وارد ہوئے یہہ وہان ناگاہ
اُنکے ہوتے جو ابر گہر آیا
نہ خبر پوچہی اُنکی نے احوال
کچہہ ہوا پر بہی تم رکہو ہو نگاہ
بولے یہہ مینہہ نہ تہا مجہے معلوم
جب نہ سمجہے وہ اپنی رنج کے تئین
خون لگی ہونے قطرہ افشانی
پہر لگے کہنے یہہ بہی اپنے نصیب
اور مینہہ آسمان برساوے
یہہ تو ساوے غریب کیا جانین
بولے یہہ سادگی سے کیا ہی غرور
رکہے خالق سلامت آپکی ذات
یہہ سخن جون ہین پہنچا اُسکے کان

نقل آخر سے پر سپہر کا خوان
ذائقے ہین زبان اُس ان کے
نعمتین کیا کیا اُسنے کین پیدا
واسطے کہانے اور کہلانے کے
لیک وہ کیا کرے جو ہم ہون دنی
جسکو باور کرے نہ ہرگز عقل
گئے تہے ایک عمدہ کے ڈیرے
اٹہا چارون طرف سے ابر سیاہ
صاحب خانہ سخت گہبرایا
بیٹہتے ہی کہا یہہ اُن سے سوال
گہو نگری نہ تو کچہہ بہی ہے ہمراہ
ورنہ لاتا مین ساتہہ اے مخدوم
سو جہی یہہ بات اسکے دو دن مین
لارکہی اُسنے آگے بارانی
آوے مدت کے بعد اپنا حبیب
بہیگتا اپنے گہر کو وہ جاوے
اُسکی مزدور کو کیون کے پہنچا نہین
بہیگتا جاون گا مین اتنی دور
نہ کہیگا تو مین رہون گا رات
لگی اُسکی دو نہین نکلنے جان

سنتے ہی اسکے یون ہوا مضطر
جسکے منہہ کی طرف کرے تہا نگاہ
کیون میان ابر اسقدر چہایا
مضطرب برق سی تہی یون حال
کبہو کہتا یارو تیل جلاؤ
گاہ بولے تہا دیکہو اودہر
گاہ بولے تہا مہر ہو جو پدید
تاکہ بولا ہی ایک یون فی الفور
کہا اُسنے یہہ سچ ہے میر یجان
لیک برنا نے جب لگے بہنے
کیا برستا ہی یون برس کم بخت
نرسے غرب نے رہے اب شرق
لیکے ماہی سے اورتا مہتاب
غرض اپنی سی وہ تو کر گذرا
آخر الامر کرکے دل کو کرخت
کرچکا اپنی جب اصول و فروع
سرنہ تہا یہہ کچہہ اور ذکر و سخن
وقت آیا جب اسکے کہانے کا
لگا کہنے کہ کوئی ہے حاضر
کہا اُسنے سے کہ بہرکئے ارتا ما

اپنے بیگانے کی رہی نہ خبر
یہی کہتا تہا اُسنے بہر کر آہ
خوف رہنے کا درمیان آیا
بادلون سے جو اُسکا تہا احوال
کبہی کہتا تہا شمع ڈہونڈو بناؤ
آوے ہی آسمان کہین سے نظر
کیسی ہو جائے اپنے گہر مین عید
کچہہ نظر آے ہی جو کیجے غور
اے مین تیری زبان سے قربان
تب تو جہنجہلا کے یون لگا کہنے
کوہ سی ڈوب جا دین لیکے در
جائیے ہو تمام عالم غرق
کاشکے ہو جائے ایک قطرہ آب
ہو گئی رات اور منہہ نہ کہلا
کہنے لاگا کہ سنگ آمد سخت
کیا مہمان سے اختلاط شروع
وہان بغیر از حدیث زر غبا
مرتکب ہو کے اس بہانے کا
بولا اُسوقت ڈیوڑہی کا ناظر
منحل کے حاضر رہین رکہو ا

غرض اتنے کہے چلا یہہ جب وہان سے
گیا ہو جو کچھ کہ اب سناؤں کو شہ
انہوں نے اسکے موجب ارشاد
آیا بعد از سماجت بسیار شہ
بولا تیار تو نہیں ہے کچھ شہ
تو تو لاتا ہون آپ کی خاطر
بولے یہہ کچھ اگر نہیں تیار
اسی دم جا کے جنس منگواؤ
لگا کہنے وہ کوئی مانے ہے
جب کہ اسکا حساب ہوتا ہے
اور قصاب بہی جو آوے ہے
جب میں کچھ کو نخرے سے کہتا ہون
بیچتے ہی جیسے یون وہ دو سر دو
ابل مبلغ کی جب سنو آواز
سفرہ میں وے ہمیشہ یون گالی
بہڑوا آقا بڑا نکالا ہے
مجکو باورچی یون دہرا ہے میں
کیا کہوں میں زلہ دار کی بات
نوکری ہی نہیں ہے کچھ اسکو حصول
لیکن اسکے بہی حق بجا نہیں ہے

کچھ کیا کام میں یہہ مہمان ہے
کچھ دو گلواکے تم بکاول سے کو
کی بکاول کے تئیں وہ بن فریاد
انہوں نے پوچھا کچھ ہے اب تیار
جاؤں ڈھونڈوں اگر کہیں سے کچھ
ورنہ کہاؤ مجھے ہوں میں حاضر
دیکھو ہو وے گا ہوا ہے سرکار
واسطے میرے کچھ تو پکواؤ
آپ ہی بہڑوا خاک چھانے ہی
جان کر وہ پڑے کی روتا ہے
چھپر بی بخدا مجھے بتاوی ہے
لو ہو بی بی کے اپنا رہتا ہوں
یہ جو ترکاری کی جگہ گذر
کمترین آقا کے جو ترہ دن یہہ پیاز
منہ رکھے چکنا اور شکم خالی
کلہ پر ماد کا یہہ سالا ہے
رہ تری کا آتش کیا لگانے میں
اسکی گذرے ہے کسطرح اوقات
کاٹے ہی میرے حق میں بہت بہی
کر رکہا ہیکو ما تکنے وہ کچھ سے

اسی ملتا ہی کرے لو لو کا رتہ
نان پاکو جو دیکھون پہر سکے نظر تہ
یکی تشریف سے گہر لگاؤن گا
کل کیا ہی گیا جو گہر کو دوست
پوچھا اُس سے یہ منے کر کے نگاہ
کیا بتاؤن مین تجکو میرے دوست
کیا کہون تجہ سے مین عرض اے یار
کبہو حاصل نہین ہوا اک دام
کوئی شاعر جو یہان گذرتا ہے
کون جانے کہ آپ کیسے ہین
پیر آنکا گر آوے وقت طعام
نہین ممکن کہ اسی بہی یہ دین
یون ہی اٹہہ جائین اُسکو دیے بتا
کام ہو سکے کا انکے مطبخ سے
کہانا کہانے سے ہاتہہ یہان دہووے
بسکہ مطبخ مین سردی رہتی ہے
انکے مطبخ مین دود اُٹہتے اگر
لگے ہے دینے کوئی اٹہہ کے اذان
ڈالے ہے کوئی اپنے چہپر کاٹ
یہان نکلتا ہے خانہ زر تہالا

ورنے کا یہان مرتبہ دا جابر
مجہ سے کہتا ہے یون وہ گیدی خر
اور نہین ترا نکالون گا تہ
پیاز کا اُسکے ہاتہہ مین تہا پوست
کیا ہی یہ بولا یون وہ پہر کر آہ
نادہندون کی بیٹی کی سے چوت
دیکے خدمت کیا ہے مجکو خوار
مفت رسوا ہون نزد خاص و عام
ہجو میری ہی وہ بہی کرتا ہے
جی مرا جانتا ہے جیسے مین
جائے لقمے کے کہا دو وہ دشنام
جز فریب اُسکو ایک ٹکڑ دین
مارے نہین جہوٹے ہاتہہ سے کتا
نہین ممکن کہ اس سوا نکلے
گرسنہ یون بیچ بیٹ بہر سووے
ناک باورچیون کی بہتی ہے
سقے ہے دوڑنے بن مشکین بہر
کوئی دکہلا سے کہول کر قرآن
جیکے بہاگے کوئی کہٹولا کہاٹ
خلق ہو جاتے ہے تہہ و بالا

ان کے باورچیخانہ کا احوال تو
والعین میں سر پہ خاک ماتم سے
سینے دیگون کے مارتے ہیں کفگیر
روز باورچی کرتے ہیں فریاد
کیا نرے بعد کر کے کہا دین گے
دیگ شو کو نہ دیگچے سی سروکار
بسکہ مہمان وعدے سی آیا
اس خجالت سے دیگچے یکسر
دوری سے دیگچون کی ہی یہہ حال
کی زمانے نے لاکہہ ہی تدبیر
شادی پر شادی یہان ہو گئی سدا
کرے سو عید گنبد گرد ان
الغرض مطبخ اس گہرانے کا
جیسے طوفان نے کیا تہا ظہور
اور کیا مین کہولون اسکے بہرم
ایک فرزند یہہ رکہے ہی الانع
ان نے اک روز یہہ حماقت کی
نہ ضیافت کہ جسمین ہو زنگ رس
تیہ یون بیش آیا یہہ مردود
جانتا تہا کرتے یہہ اکثر کو عاق

جو لے مرکہہ کے جیب گرین مین خیال
لکڑے جلتے ہین اتش غم سے
روتے ہین ڈہانپ ڈہانپ منہہ سر پوش
کبہی تو کچہہ ہمین تو کر ارشاد
جب کسب اپنا بہول جاوینگے
چہتری ڈہونے ہمیشہ جاوین کہار
کہانا اُن مین سے جو نہین کہایا
سنگون مین پڑے ہین جو بہونکیر
سینہ کفگیر کا ہوا غربال
نہ ملا دیگچے سے یہان کفگیر تہ
دستہ ہاون سے پر کبہو نہ ملا
نہ ٹلے انکے گہر سے پر رمضان
رشک ہے آبدار خانے کا
ان کے نانا کے گہر کا تہا وہ تنور
کہتے ہی آتی ہے مجہے تو شرم
سارے گہر کا ہے اسکے چشم و چراغ
آشنا اپنے کی ضیافت کی
اک رکابی طعام دیگر بس
یاد آیا اُسی حبشی کا دود
اور ماں کو بہی اُسکی دی تو سے طلاق

بارے لوگون نے اُسکے سمجہایا
پہر اُسکے عوض یہہ کیون نہ جنبی
یارو مجہسے تو لا ولد بہتر تہا
اسکا دادا بہی گرچہ تہا عیاش
جو کوئی اُسکے گہر مین نوکر تہا
پہرتا وہ ٹکر سے مانگتا گہر گہر
اچہے جن جن کے آپ کہاتے تہے
سید اکثر گئے تہے اسطرح اجداد
مین تو آپ ہی کو جانتا تہا فضول
کرٹے پیسے یہہ سب اُڑاویگا
اسکے دادا اسکے باپ کا اک روز
لایا کہچڑی کا لگا ستر اکت سے
اُسنے اک دو لئے تو ایسے بگڑ
لگے کہنے ہمین یہہ شرکت تک
تہی بزرگون کی اپنے تو یہہ چال
خوب جو کچھ اٹہا خزینے سے
سُنا اس گہر کا بار تونے حال
مین کسیکو جو کہانا پکوا دون
ایسی ہی ہو کہ سے جو میری جان
تک مدد تجہ وہان تک پہنچے

تب یہہ خورد کے حق مین فرمایا
کاشکے ہنس مرتا وہان یہہ نادانی
میرا بیٹا اور اسقدر ابتر
اس سلیقے سے پر کرتی تہا معاش
رات کو اسپہ یہہ مقرر تہا
لانا آقا کے پاس خیولی بہر
بڑے تنخواہ مین لگاتے تہے
سو یہہ بدبخت دے سبہی یون برباد
پر یہہ مجہسے بہی نکلا نامعقول
انتیون تک بیچ بیچ کہاوے گا
آشنائی سفر نہیت دل سوز
دونون کہانے لگے رفاقت سے
جد مرحوم دونون ہو کے کرٹے
میرے سو لقمے اور ترا ایک
کرتی ہین یہان ضیافتین پامال
تو اتالیق کے سینے سے
مجہسے کہانے کا پہر پوچہو سوال
بیٹے کس پہر دسے بنی جو دونون
بندہ خانہ بہی دو رہین جند ان
کہا انکو جانے جو کچھ تہے

بولے یہہ خانہ اُس آشنا آباد
ہے کرم آپ کا تو اُسے زیاد

غرض اُس آشنا نے مجکو آ
مجھسے یہہ ماجرا تمام کہا

شہ بہجو یار و اب اسے عمدہ کر
لعنت کردگار شام و سحر ۃ

مثنوی نواب آصف الدولہ بہادر کی تعریف اور شکار کے بیان میں ۃ

سر صفحہ پر آج یوں صبحدم
لگا دست سودا میں کہنے قلم

جو اس عہد میں ہند کا ہے وزیر
ہمت جوان وہ بہ تدبیر پیر

یدبر آصف الدولہ جسکا ہے نام
سلیمان شکوہ و ذو الاحتشام

جہاں تو ہے وہ اپنی شمشیر کو
تو روباہ سمجھے وہاں شیر کو

گیا اُٹھ کے ناگہہ بہ عزم شکار
قدم رنجہ اپنا سوئے کوہسار

گیا اسطرح سوئے صیدگاہ
جھکا کر سر اک صید کی وہ نگاہ

بجز زیر تیغ اُسکے پائی نہ اور
ہرن پاڑھے چیتل چکارے نے تھور

نہ تھا چارپائے کو ہرگز بچاو
گیا قصد جس دم سوئے نیلہ گاو

نہ دیکھا جو گاو زمیں سے پناہ
قدم نیچے لی اُسکے اپنی پناہ

اگر ارنا تھا وہاں دگر گرگدن
جبیں اُسکا گیا تیر گولی سے تن

پھر اس دشت میں جتنے گینڈے ہیں درند
کمند اجل سے گئے پائے بند

جہاں تک تھی روباہ و گرگ و شغال
شکاری سگ انکے جیتو نکے تہی کھال

سُنتی جسطرف کو خبر شیر کی
پہنچنے میں ہرگز نہ وہاں دیر کی

جو کیسا ہی وہاں شیر تھا منگرا
تو کہاں اُسکی بہی کھینچ کر بھس بھرا

ہوئے شیر جیتو نگہیں یہاں تک شکار
کہ باہر ہے تھی زحد شمار

کیا دشت و بیشہ جو شیروں سے پاک
پڑی شیر کے مارنے کی یہہ دہاک

رکہا نام بہیرا نے از خوف جان
کہ جس شخص کا نام تہا شیر خان

درندون سے جب پاک جنگل کیا
تو خیمے مین تشریف فرما ہوا

رہے دیکہہ حیران صغیر و کبیر
جب اسکے اٹہہ بہاگے قالین شیر

زمین سے فلک تک جو پہنچا یہہ ذکر
پڑی اپنے برج اسد کو بہی فکر

نہ تہا صید بری ہی پر عرصہ تنگ
نہ ماہی بچی بحر مین نے نہنگ

گزندون کی حالات کیا مین کہون
کہے بن بہی پر کسطرح سے زبون

صدیر آب شمشیر اسکا بہانہ
نہ اژدر بچا ہے نہ وہان اژدہا

نہ چہوڑا ہوا جب چرندون سے شیر
پرندون مین سے تا تذرو و بٹیر

پرندا نظر مین جو ان پیر کی
نہ آیا ہوا مین بجز تیر کی

اگر دیو دہان ورود آیا نظر
نہ چہوڑا غرض صید اسسے تو جہکر

تو کر وہان سے جتنے کہ فیل لائے
سو حلقہ بگوش اسکے وہ ہو آئے

سبہی بیل ہر چند محبوب ہین
سواری کی خاطر بہت خوب ہین

پر اک بیل کا ان مین ایسا جمال
زبان وصف مین جسکے ہے میری لال

کبہو بیل ایسا نہ چشم جہان
نہ آیا نظر زیر شہ آسمان

وہ ہے قد و قامت مین اتنا بلند
لگا کہنے دیکہہ اسکو سر ہوشمند

بد انسنت اپنی یہہ ہاتہی نہین نہ
ہوا دیکہہ اسکو مجہے یہہ یقین

رہے وہان نہ جب صید سو کروہ
تو زنجیر کر کہینچ لائے مین کوہ

نہین اسکی خوبی مین ذرہ قصور
خدا چشم بد سے رکہے اسکو دور

نہ تیرے سایہ مین وہ ہے تا ابد
تجہے پروریش کی ہے اسکی کد

مثنوی ہاتہی کی ہجو مین

کیا ساقی نے مجھکو سبہ مست — تو کر فکر بلند اے ہمت پست
قلم سے کہہ کہ ہو سرگرم تحریر — بنے تا صفحۂ کاغذ پہ زنجیر
قوی ہاتہی سے بہی اپنا سخن ہے — زبانِ خامہ پر یہان کجلی بن ہے
اگر ہم پیل معنی کا بنا دین — تو بہتر ہاتہیون سے کر دکہا دین
پہر اُسکو جو کوئی سمجہے سو جہومے — قدم آ حضرت سودا کے چومے
یہہ دعوی گو کہ ہی شاعر نمانے — پر اُسکو جو سخندان ہو سو جانے
کہ طرز شاعری اسبب یہی ہے — سخن کا ہی جو کچہہ سب فن یہی ہے
کہون مین پیل معنی کی جو اوقات — تو سنجی ہے کہ چہوٹا منہہ بڑی بات
سند ہے وہ سدا آ کر مری یہان — جگہہ ہے گشت کی فہم سخندان
توارد سے اگر وہ چہوٹ جاوے — کوئی شاعر ہی اُسکو باندہ لاوے
دبے ہی اُسسے جو کوئی ہو کج فہم — کہ اُسکی طبع کو آنکس کرے وہم
بنا ہی پاک طینت اسقدر وہ — قدم ہرگز نہ رکہے خاک پر وہ
سُبک چلنا کوئی کیا اُسکا بتلاوے — جہان تک ہیچو کاغذ پہ چلا جاوے
کرین ہین آفرین اُسپر سو کیا ہے — وہ گویا اُسکی آواز درا ہے
نہ لگوادے کبہو تک سیندور — ہیبت اُسکی بزرگی سے ہی یہہ دور
ہوا کیا گر نہین کرتا وہ تزئین — اُٹہے سے لیتے ہین اہل طبع رنگین
نہووے قد و قامت مین وہ موجود — بلندی عرش سے پر اُسکی افزود
بہلا انسان کا ہاتہی کہین ہے — کہ جیسے سر کوئی ایسا تعین ہے
مہاوت دل ہی نالہ بہاے پر اُسکے — سے چرخی مجش آہ سر باہ

کچھہ ہوسے کہنے کچھہ وہ کہاوے
کوئی ہاتھی کی جو لی سنے یہہ اوقات
غرض ہاتھی خدا دیوے تو ایسا
مچائی جسکے گہتر اپنے یہہ دہوم
کوئی ہاتہی ہے یا آفت وہ چنچال
کلاوے کو نہ سمجہو اُسکے گلگون
کہے کون اُسکو بچہ فیل کا ہے
بلکہ خرطوم میں اُسوقت زنجیر
جو بتیائی یہ آجاوے وہ خونخوار
جھٹین گرا کہہ اوسپر چیرخی وہاں
سرونکو یون قدم نیچے ملے ہے
مہاوت کیا جو پہر اُسکو سنبہالے
جو کوئی دیکہے اُس ہو بان جان کو
خداوند ایہہ ارہ ہے کہ خرطوم
غرض ہو نہیں باقی ماندون کی خبر
ہوئی آقا اُسکے تنگ سستی
لگے ہے رات اُسکے اسطرح ہاتہ
بدن پر اب نظر آتی ہے یون ال
نمودار اسطرح پر اُسکے ان ہے
نہ پیڑی ہے نہ کٹ سندس نہ لنگرا

نظر ہی اُس پرزگی پر نہ او سے
نہین دم مار نیکی اُس جگہہ بات
نہ پیل راجہ پر بت سنگہہ جیسا
کہ لشکر سے ہر ایک شام تا روم
مہاوت کی گرہ آقا کے سر کال
یہہ گردن پر ہے اُسکی خلق کا خون
وغا کے روز یکا فیل کا سے
پیلے ہی نوج پر اپنی یہہ بے پیر
ہزاروں پر کیا رن بہالہ بردار
پنچہوے وہ جو اوس کافر کی ہانتی
جیونکو جسطرح جنگل کے دیکھے
جو آوین شیخ بہنار زندہ آئے
تو یہہ کہتا ہے منہہ کر آسمان کو
یہہ ظالم چیرتا ہے جیسے مظلوم
بسانا تہا خدا کو کعبہ و دیر
کیا کرتا ہے وہ اب فاقہ مستی
جو پہاڑے دین کسی تابوت ساتہہ
طناب سست سے جسمے کا جون حال
گویا پر پیلی اسکو نیز ہو بان ہے
رکہے سے ناتوانی اُسکو جکڑا

گرفتار اپنے فعلون کا ہے ناپاک
ضعیفی نے کی اسکی فربہی گم
ہوئی یہہ ناتوانی اسکے درپے
پر اسکے دل مین ابہی یہہ غضب ہے
تماشا ہو اگر وہ چہوٹ جاوے
کہا اسکے مہاوت سے مین اگر تو
تو کہہ اُن سے کہ اسکو بیچ ڈالین
مجہہ ایسے فیل کے رکہنے مین کیا شان
دیا اُن نے جواب اے میرے مخدوم
بڑا ہے بد قوارہ زشت ناپاک
جو ہاتہی ہو تو لے کوئی خان نواب
بکانے کی نہین اسکے کوئی بات
سمجہنا فیل اسے دیوانہ پن ہے
ستون اسکے تلے یہہ پاون مین جان
جو بیٹہے یہہ تو اٹہنا اسکے دوبر
اٹہے تو خاک کا پارا کہہ کا ڈہیر
ہلاتا یون ہے یہہ کانون کو سر بار
ہے اتنا چلنے مین بجز یہہ ذات
یہہ عالم چلنے مین جز ظلم کا ہے
یہہ [illegible] فیل رہے بہتان کے یہہ

کیا کرتا ہے سر پر اور دست خاک
گیا ہاتہی نکل اور رہ گئی دم
مثل مشہور ہے
گروہ ذیل اب دہوئین کیسی گرد ہے
گر آتشبازی کا ہاتہی دوا ہے
کہ گہر کو آگ کس کس کے لگاوے
اگر آقا کا اپنے ہی تو دلسوز
عوض کاش اسکے چڑہنے کو گدہا لین
سواری جسکی ہووے خطرہ جان
خریداری تو اسکی کافری معلوم
کہ بیٹہہ اسکی بلند اور بیٹ کا [illegible]
ہے بیٹہی جیسے کی مسجد کی محراب
نصیبون سے مگر آیا ہے شب برات
کسو مدت کا یہہ ہاتہی نہین ہے
رہے دو دانت سو انکے مین [illegible]
نگین جبتک نہ اسکو راج مزدور
نہین ہین اسکو ہاتہی سے یہہ [illegible]
کرو ہو نگین نیکہون سے [illegible]
نہین ہاتہی صعوبت [illegible]
کر دست کو رہین گویا عصا ہے
عجایب تودہ طوفان ہے یہہ

جو رستم کے وقت کوتے فیل ہو کین
مجھے من بہر ملیدا روز وستے مین

عماری کس کی گر چلے کہین کو
جتا وے فیل مرغ اپنے تئین کو

یہہ ہے اس مرتبہ بدبین و منحوس
سنیچر ہوتا ہے جسکے قدم بوس

جسے لا پیٹھہ پر اسکی بٹھایا
گویا ہاروت پر دیر کر اڑایا

گرا جس پر سے یہان اُسکا ہونا ہیں
کیا حلقے کا سامنے نشتیا ہیں

مرے یہہ آپ یا کوئی مار جاوے
جہان کے سر کو جہہ اور بہار جاوے

غرض تہا جس جگہہ یہہ ذکر و اذکار
شستی تھا اسکو وہان اک مرد ہشیار

ہوئی اس ذکر سے اسمین یہہ تاثیر
کہ اسکا ہو چلا احوال تغیر

ہوا اسکے سمجھنے کے یہہ در پے
کہا اُن نے کہ حضرت خیر تو ہے

لگے کہنے وہ کہ میری طرف رو
مگر اب تک نہین سمجھا اسے تو

کہ یہہ جس پیل کا کرتا ہے مذکور
اسے ہین نفع کیا کیا اسکی منظور

اگر اب جس تماسہ کیجئے غور
اسی پر اسکی روزی ہے بہر طور

و لے ازبسکہ اسکے فعل ہین بد
اسی مرنیکی اسکے گنتی ہے کد

جو کچھہ اس پیل مین اسنے بتایا
سوا اسمے نقص عالم مین ہی پایا

یہہ اسکی مرگ کے جتنا ہے در پے
مجھے اتنی ہی اسکی پرورش ہے

جو خوب اپنے تئین دیکھا مین اسدم
عبادت سے بھی ہمت اپنی کی کم

تغیر حال کا باعث مرے یار
یہہ تھا جو کچھہ کیا مین تجھسے اظہار

اگر در یافتی بر دانشت بوس
وگر غافل شدی افسوس افسوس

⁂ مثنوی کوتوال کی ہجو مین ⁂

کیا ہوا یارو وہ دلی بیبہات
باندھا جاتا تھا چور لکڑی سکا
تھا نہ رشوت سے کوتوال کو کام
شہر مین کیا رہے تھا امن و امان
اب جہان دیکھو وہان دھمکا ہے
دیکھی تھی چور راہ جا وڑی کی
فیض بازار کا ہو شنیدنی بیان
وتڑی کے سودے کو جو وہان جاوتے ہیں
کس طرح شہر کا ہو یہ حال
چور کب زور اسکا مانے ہین
ہو یہ کتوال تو وہ مانے زور
اُنسے رشوت لیے یہ بیٹھا ہے
بازو کا معتمد ہو اُنکے زور پہ یہ
اپنے دروازے آگے رکھے ہین کچھ کیفیت
ٹھگ نہ تھا چڑھے ہین اُسکے سنت ا
سر پہ دیکھے تم جسکے اچھی شال
گشت جب اسکا پھرنا آتا ہے
سنو چور وہ یہ مختصر قصہ
جو نظر باز اُس کا چیرا ہے
جتنے نوکر ہین اُسکے خدمتگار

لیموں کے چور کا کٹے تھا ہات
مارا جاتا تھا چور لکڑی کا
تھا عالم مین چوری کا نام
کیسی کرلی تھی خلق خوش گذران
چور ہے ٹھگ ہے اور اُچکا ہے
ریشم سے زہ زنی ملاوڑی کی
آنے نزدیک کے کاٹ ڈالے کان
پگڑی کہو سر کو پیٹتا آدمی سے
سیدھی کافور سا جو ہو کتوال
کالا بال اپنا اسکو جانے ہین
یہہ تو مخبر کی جہول کا ہے چور
اسکے دل مین تو چور بیٹھا ہے
چور کا بھائی گنٹھی چور رہے یہ
کرتے ہین اُن نے گھر کے گھر جو بیٹ
مل رہی ہے اُچکون سے بھی مٹھ
گویا وہ اُسکے باپ کا ہے مال
یہی نرسنگیا سجاتا ہے
صبح کو بھیج دیجیو حصہ
خوب دیکھو تو جب کترا
فن دزدی ہین سب بن بانی کار

سکا کہہ گئی وہ تیرا ہے
کوئی پھر وا اٹھا نہ گیرا ہے

جسکے گہر بیچ اُنکا آقا جا ہے
صاحب خانہ پر یہہ آفت آئے ہے

باخبر دار گہر کا ہو صاحب
جو گہر سے یا نذان تک غائب

ہن گے از بس یہہ ہاتہہ کے چالاک
ڈالے ہیں اُنکے انکہوں میں بہی خاک

تک جو غافل یہہ کسی ہوتا ہے
تن کے کپڑوں کو اپنے روتا ہے

ایک دن اُسنے سے طنز کی راہ
کہا تم ہو میرے نیک دل خواہ

چیز میری جواب چیرا او تم
بیچنے چوک میں لیجاؤ تم

قیمت اُسکی جو کچھہ مشخص ہو
آئے اُسکو تم اُس سے مجہکو دو

ایک اُن میں سے یہہ شخص سنکر
لگا کہنے کہ اُس سے کیا بہتر

کیا جب آپ ہی نے یہہ انصاف
میں یہی کرتا ہوں عرض کہ معاف

آپکے سر پہ یہہ جو پگڑی ہے
دو خریدار اسکے میں در پے

دس روپئے وہ مجھے دلاتے ہیں
سکتے اب آپ کیا لگاتے ہیں

دوسرے نے کہا کہ میں وہ غلام
نہیں ہوں جیسے ہو دسے اُسکا کام

پگڑی آتا رکہے نہ سر سے اُتار
اور قیمت کی اُسکی ہو تکرار

پر دو سالے کی میں لگا کر گہات
آج جاگا کیا ہوں ساری رات

میری محنت پہ ٹک نظر کیجے
آگئے جو دل میں آوے سو دیجے

غرض اس گفتگو سے یہہ مال
واہ وا واہ وا رہے کتوال

شہر کے بیچ کیا کہوں میں اب
روز محشر کی دہوم سے سر شب

شب تہی نرسنگیون کی چال و فیل
گویا پہونکی تہی صور اسرافیل

گئے آہستے سے ایسے بہونکے ہیں
مردے خواب عدم سے جہکے ہیں

آسمان پر بھی معدوم ہے خواب
آنکھ تو کس لشکر کی لگتی ہے
لاکھ صندوق رات کو چھوٹے
ہین لیے سر گرم دزدی تا انجام
بزم مین شب سر ایک پیر و جوان
تسبیح یہ کہ پھر طرۂ زر
جو سر پر دستار مین مشہور ہوتا ہے
طرۂ شمع اک طرف ہے یار
شام سے صبح تک یہی ہے شور
صبح شبنم جو گل پہ ہوتی ہے
مال صندوق مین سے کر بہانت
اب تو دزدی کا کچھ نہین ہے ڈھنگ
رکھہ سکے کون سر نئے ہوگی گر رخت
رات جو اپنے گھر مین کھنکھارے
ہو گئی کب تک سجا خبرداری
صاحب خانہ جو کوئی ہے اب
آپنے تک اگر تو دیکھے یار
بیخبر دزدی سے کوئی نہ رہا
نہ ریاضت کو جاگتا ہے شیخ
خلق جب دیکھ کر کے یہ بیداد
ہو گئے نئے وہ کہ ہین ہی ہون ناچار

لیلا ریشا ہے دیدہ مہتاب
چور کے ڈر سے فتنہ جاگے ہے
کوٹھی ہی ساہوکار کی پھوٹے
ٹوٹتے ہی تا خزانۂ حکام
بیٹھے ہین کر کے رزم کا سامان
لگ گئے ہے چور شمع کو آ کر
چور شمع کا مشہور ہے وہ یہ ہے کہ شمع کا گل قطع
کم ہے خورشید کی بھی شب دستار
دوڑ لوگ گھڑی ہی پھیلا ہے چور
نبخے کو غنچے کے وہ رولی ہے
تن کے لتّون پہ چور کا ہے دات
کھتے پھرتے ہین چور موسرنگ
جو ندے کپڑے ہمکو کیا ہے رخت
جو در دروازہ پر یہ ہنکارے
چور جاتے رہنے کر اندھیاری
ہے خبرداری ہی مین روز و شب
اپنے گھر مین ہے وہ بھی چوکیدار
اہل میخانہ مین بھی ہے ہو ہا
ڈر سے ہی چور آنہ مارے سیخ
کرتی ہی کوتوال سے فریاد
گرم ہے جوتون کا یہ بازار

جبڑہ سے جب تک عمر دن بچاتا ہون
رفت بر بین بہی دل چراتا ہون

کسکو مارون مین کسکو دون گالی
چوری کرنے سے کون ہی خالی

کرتے ہین مجہہ سے وہ بجا کر دل
میری پگڑی کا ہے سر پر ہول

یار دیکہہ چل سکے ہی میرا زور
دیکہو ٹونک کہان کہان ہے چور

ست سکے مجہہ غریب سے یہہ خلل
ہے امیرون کے گہر مین چور محل

دیکہئے گرستان کو بہی خدا
ہاتہہ مین ہے انہون کے دزدی حنا

بیچ رہا ہے اب اسطرح کا سانگ
ہے خدا کے بہی گہر مین چور کی تہانگ

بیچ سکے کیون نہ اب کسیکی شے
ملا مسجد کا جیب خیز یا ہے

کرین انصاف اب جوان وزیر
کیا ہے اسمین بہلا مری تقصیر

رتبہ دزدی کا اسقدر ہے بلند
چرخ سے گہر پہ کہنچتا ہے کمند

یہہ جو سودا بکے ہے لایعنی
آپ کرتا ہے دزدی معنی

مثنوی مرزا فدوی کی ہجو مین

یارو خدا ایک ہے دوسرا برحق نبی
صورت لوح و قلم جسکے لئے خلق کی

راست ہی ٹہک ہے لیو انکی ہی سوگند ہے
آج زبان ہے کہلی کل کے تئین بند ہے

تسنے سمجہنے کو بات حق سے دیا گر ہوس
حق بطرف جسکے ہو تنہا ہو جہوٹا مگس

مرد کو سچ بولنا جزو ہے ایمان کا
جہوٹ کرے ہی عدم دین و ایمان کا

دارو احمد نگر ایک ہین مرد عزیز
فہم ہین سر تا قدم اور سراپا تمیز

شعر پہ سر ایک کے کرتے ہین دعوا افسر
حاکمی کے دیوانسے کی جانشین ہین تیغ آنچ

حضرت سودا انکلک جو رسے لیکے شاعر ہیں
شعر وہ انکا سنا جا سکتا انہوں نے کہیں
اپنی سخن فہمی پر کہتے ہیں جو ہو سکے اگر ہم
اسکا سخن پوچ ہی آپ ہی وہ پوچ
سکے غرض میں یہہ بات بولوں ہو ان
میری زبانی انہیں میں جو یہہ قران خم ہیں
آئے وہ قران کے کیونکر ہو نے ڈالو سوا تم
دونوں یہہ اطلاق دین از روے قران ہے
شیخ ہی سے سمجھے ہو دین کی نسبت فقط
دین اگر ہو دے انکے جمع نہ او باش ہو
انکا غرض اعتراض دیکھو یہہ معقول ہے
شعر کی انکے سند دیکھہ لین حق کا کلام
سن چکے اے منصفو یہہ تو سوال و جواب
لیک یقین جانیو حق ہی اب اسکا گواہ
انکو یہہ لازم نہ تھا آن کر اس شہر میں
بہر شئے کرنا تھا یہہ اپنی بھی یارو سبک ہیچ
حد سے یہہ اپنی پر سے پاؤں کہیں اسقدر
اٹھے نئے صاحبو جا کے یہہ ایسے
ہوئے ہیں وہ ہی پر شئے جنکو ترا حق کہ
اپنے ریختا اگر اسلئے آئین میں بیان

شعر یہہ اسکے ہی اب انکے یہہ ایراد ہیں
شیخ و برہمن کو ہے جسمیں کہ نسبت ہر ہیں
دین تو ہی شیخ کو اور برہمن کو دھرم
شاعری اور شعر سے کچھہ نہیں کہتا
کہو لیکے تک کو سن فہم سخن لیں یہہ اجابت سے
پوچھیے تو اتنا کوئی تم میں سے اے مہربان
کافرون کو ہی خطاب جسمیں لکم دینکم
خواہ برہمن کوئی خواہ مسلمان سے
اپنی ریختائی پر کہتے ہو پر خود غلط
وہ بھی نہ سمجھے اسی ایسا جو انسان ہو
بات جو معروف ہے ان یہہ وہ مجہول ہے
اپنی سخن فہمی پر طعن کریں یہہ مدام
آگے انہیں دیکھو ہوئے ہیں کیا کیا خراب
ہو اگر اس امر میں ذرہ بھر اپنا گناہ
انکی ہیں یہہ اس شخص سے طاق ہی خود بین
انکو بھی گنتا کوئی یا نیچ ہو اور نیچ
سحر یہہ شعر انکے پر کرتے پھریں گھر گھر
تا سمجھی جائے کوئی یہہ بھی ہیں شاعر بڑے
اپنے سمجھے ہوے سر اٹھ کو احمق کرتے
شاعروں کے زور کو استہ کریں امتحان

حسن معانی کے یہہ دیکھیے اسکی لیاقت
اور زلیخا جو وہ خلق مین مشہور ہے
ہووے جیسے تم مین سے مولوی جامی کا در
کہتے ہین فخریہ مین اپنے یہہ سر ایک سے
شاعر نہین ہند کے مین گیا ایران تلک
فارسی مین کون اب یہان مرا ہم چشم ہے
پر جو انھونکا سخن پہنچے ہے گوش فہم
ایک خراسان گیا تو کہ پہنچے کو جلتیر
بوجہ زبان انکی سے شعر تو بسر رد ہوا
شعر تو بے ربط دیوجہ کہنے سی اب شوق
شعر مین شاعر جو ہین وہ تو تخلص کو لائق
رسیدہ مجھے ایک نقل بر محل آئی ہے یاد
بنئے کا دیوال نہ ایک قرضدار تھا
بنیئے کے پر کہین اسکو نہ تھا دسترس
آنو نصیبون بنئے ایک ہاتھہ اسکی لگ گیا
باندھی اسے پایزے سر کو نہایی کلاہ
اور کیا ہاتھہ سے بنئے کی عمدا گذار
ہنسنے لگا یوں جھنے کی سرجی یہہ چالیو
خوش ہو تب آنئے کہا اسے کہتے ہین ناز
شاہ امرو زبر کہلین ہین سے سنکار

اسکے بموجب کرین شاعر و کسی اصطلاح
فہم و شعور انکے سی سو تو ثبت و رہے
پوچھی انھونسی وہ یہہ زبان ہے زلیخا کہ مرد
مجھیا زبان دان ہی کو ہر پوچھو بدو تیغ تک سی
سکی زبان وہانکی بہی جانے خراسان تلک
ریختہ کہنا تو کیا آگے مرے نر تبسم ہے
خندہ زنان بولے سے وہ کہ خدا تی علیم ہے
جیسے ہی اید ہر سے جا مین دلی ہی سے اہنے او دہر
کاتب بیچارہ مفت طعن کا مورد ہوا
تسپہ انہین خلق مین شہرہ ہے یہہ ذوق سے
پر یہہ تخلص بغیر نام نہ اپنا چھاپین
جو ہو سخن فہم دے مغز سخن کی وہ داد
اسکے ادا کرنے سی سخت وہ ناچار تھا
سو دین اور مول مین اسکے زر تھا فقط
سوچ کے دل مین کہا بنئے کو دیجے دعا
ہاتھہ پر رکھہ کر چلا کہتا ہوا واہ واہ
دیکھہ کے اٹھوا لیا بنئے نے اسکو پکار
پر کہا ہم سے کہو بیچلی اسکو کدہر
خستہ کرم ہوا سے بخشتے اسے بیسنا
قیمت تو مقرر ہے پنکی ہی سنکر وہ لیسے نا بر آ

سنکے کہا بنئے نے مرگ سی یہہ بہاو نے
اُنے کہا سانچ ہی تم سی مجہے جہوٹ بول
پہر وہ لگا پوچہنے کہنے کو یہہ بچہونے سی کیا
بنئے نے اُوسنے عرض باتین یہہ تحقیق کر
سانچ بتاؤ مجہے باج کا کے بہاؤ سے
سوال جو کچہہ باز کا ہو وسی سنئے کہا
سوال سُن سنگا غرض بر دکہا یہہ بنی
کرنے لگا جو رو سے رات کو یہہ مصلحت
تب سے مرکرج ہیعا ایک سپاہی کی گہر باس
باج بڑا ہی ایک دیکہا ہی مین اُس کنئے
بولی بنئی یہہ سن او ست تجہے کہیرے
سُنکے کہا بنئے نے کے کہی یہہ تین بات
بولی جو کچہ سانچ ہے لا اوسی تین سویر
جورو نے جب یون کہا بنئے پہر صبح دم
اُٹہکے سپاہی کے گہر بولا کہ مرجاجی آؤ
سُنکے سپاہی نے یہہ کہنے لگا چل پرے
بازکے گا تو مین تجہسے کرونگا حساب
بنئے نے سُنکر کہا کس عج مین کچہہ سرے
سیلے ہی مرجا جی تم ہمنے کس عج لئے نہیں
سو جو حکم ہو نا مرا باج ہی کے بیچنے پر

سانچ کہو پر ملہا باج اسی کا بچنا دن
فایدہ کیا ہوئیگا جہوٹ سی کچہہ دیکہے تول
اُنے کہا ددو بہات کچہہ نہ او پرا اُسکی
مول لگا پوچہنے باز کا یون گہر بگہر
ایک کہر یدار کو اُسکا گنا جاونے
بنئے نے دل مین کہا وہ جو کسو سی سنا
باز کے لینے کی بات بنئے کے دل مین نہی
سُنتی ہی یہ بہاو تلی ہمین، کیا تیری
اُستے نگد ملنے کی مجکو نہین ہے اب اس
اُسکو کہیدہ دن ہو نہین کال کو جو دنہ
اُسکی رسوئی ہی ماس اُسے ہمین کر
تا بہہ رہی پر بہاو تلی رام کی سون وہ بات
تہوڑے گنئے تو نسوچ جو ان کیے تو بیچ کر
داب بغل مین بہی کان یہ رکہہ کر قلم
کرکے حساب آج تم لینے کو مرے جکاؤ
بیسی کہین آج یہان پر سے لئے مین دہر
مفلسون کو مت بکا خیر سے گہر جا شتاب
کہیر جو بتلاؤ سو آج تمہین کہیر سے
تیتے ہوئے جاتے ہو کا بکو اُتنے مین
باج ہی کو دو مجہے سانچ سا کچہہ بہاو کر

سنکے سپاہی یہہ بات دل مین بہت خوش ہوا
منہہ تو تُک اپنا تو دیکھہ لیویگا یہہ باز بول
بول اٹھا بنیا سُن پرکھا کی کہیر ہے
بنئے کی یہہ بات سُن بولا سپاہی ہو نرم
بنئے نے دکھلائی تب کھول کے اسکو بہی
مول کیا پانچ سو اسیہ ہوئی قیل و قال
اُنو جو لے گیا با تو مین میزان کی تول
دیکھے سپاہی دغا بنئے کو چلتا رہا
دیکھہ تو پر بہاو تی پرکھا کی پانچ سے
دیکھہ کے اُسنے کہا اوت بجہی سے ملوم
نام بہنین لیتے ہین پرتی ہین اسکا سو پر
اُڑ گئے جون باز یہہ سُنتے ہی اسکے حواس
سر کو وہ اور توند کو پیٹتا پہنچا جو وہان
سر کے اوپر خاک تب گلیونکی کرتا ہوا
کہنے لگا ہای وہ کیا یہہ دگا دے گیا
سوچ کے دلمین کیا بنئے پہر یہہ خیال
پاس مرے ہونیکی بات جو اسکی پہلے
کہو نہتے یہ اُلو کو باندہ بیٹہے تہا دوکان پر
پوچہے تہا جس سے دیکہو جو کوئی آئے یہان
سنا پنج نتا کر بات لینے یہ تجہہ تو ہی اسکے

ایک نظاہر یہہ حرف نہ ہوا اسنے کہا
یہہ بہی ہوا تیل لون بے ہی جیسے تول کو گل
کر رچ کسیکو نہ سے کوئی عجب سیہر ہے
قرض جو کچہہ ہو ترا کہہ جو تنے لئے اور رم
دو سو روپے اسکے نام لکہے تہی اسمین
ٹہیک ٹہیکے جب ترے جہگڑا کر انکہ
قرض کے دو سو بچا سو کی جہری رہو اور دو
بنئے نے لاکر اسی جورو نہ سن کیا
رام جی سکے بہیجے آج ہمین سنج
یہہ تو خیال درپے وہ سر گئے کہین جسکو لوم
کیونکہ یا کر ساتہہ تین نکدر ہونیکا ڈہیر
جیا ہار اب پہیر دن جا کے سپاہی پاس
نام نہ اُسکا سُنا اور نہ دیکہا نشان
آیا بنئے کے پاس رو رو کے فریاد ہوا
سو نگد اور دو کی جنس گہر سے تہی لے گیا
کیون مین اسے بیچے بات کو شہر میں ڈہل
اور بہی سنا ید کوئی مجہ سا ہی جہوتے
صبح سے لے تا شام تک تا سامنے آسکے
لاوے تہا بنیا دو تین تب یہہ سخن بر زبان
سنتے دیا رام کا یہہ بہی ہی الو بہی

یہاں تک فرق اس اقل سے بھی اپنا مال
جاتا تھا اس عقل پر باز معانی کو بھی
لگ گیا دیا ہی ایک اُنکو وہ شنندہ اور
سوزن کو ریسی لے دیدۂ دلکو سیا
باز کی جا بوم باندہ جاتے ہین شہرۂ باتمیز
باز کا جو سُنتے کو اُنکو غصے ستا دیا
دل مین اب اُنکے یہی فکر ہے لیل و نہار
وار رو ہی شہر مین آتے ہین اک مہربان
بیٹھے یہہ رہتے ہین دُنیا ان کی سب تک شام
اودو یہ ہین ہے جو کوئی بالک دو سے شی
ہو نہ سکے شاعر او شہر یہ پھول دیا
تھی جو بیٹی مین عقل اُتنی بھی تھمین
اب یہی اک اور شعر حضرت اُستاد کا
سُنکے اُنہون نے پسند اُسکا جو مضمون کیا
تمنے جہان وہ اُسکے بند قبا اپنے جان
سو یہہ میان فدوی کے کان کو بے کہلکے تور
کہتے ہین اب ہر طرف بزم مین منہہ پھیر پھیر
کھولے وہ ناز سے تنے جو دو چشم جان لت
بات تو وہ ہے یہی سمجھو تو اے صاحبو
سرقہ سو اُسمین سے ایک قباحت یہہ اور

موجب اسی نقل کے سبلو انہونکا یہہ حال
ملک بملک آنکر اور اس شہرہ دین
فہم و فراست کا جب یعہ ہیا انکے طور
باز معانی بتا لا انہین اُلو دیا
نام جو پوچھو فقط تو یہہ تخلص بتائین
حمق اُنہین حق نے یون شاعر کی جا دیا
اُسکے تئین بیچکر اپنے لئے یون وقار
رکھتے ہین عطاری کی رسی کے اُجڑ دکان
اگلی ہی اشعار کی جا پہر اُنکو یک
پوچھے تو یہہ دین جواب وہ بہی ہی قدر دہی
اپنا تخلص نہ دان سُنتے کا اُلو کیا
بوم جو ہے اُسکو باز سمجھے ہین یہہ آپ تئین
جو ظلم ہم سے خلق نے دل مین ہار کہا
مینے سب اتنی بحر مین یون اُسی موزون کیا
جا کے صبا نے بباغ کہول کے گل کے کان
جلد ہی سمروبان گرم گرم آنکہہ دی نرگس کی جو
شعر تہا دہ سیر پہر یون کیا تین دہرہ سیر
کہولے صبا نے یہہ سُن غنچۂ نرگس کے کان
گوشہ تک اُنکے جا کو کہ اب اُس وضع سو
کون سے معشوق کا زیر فلک ہے یہہ طور

باغ مین بیٹھا رہے انکھین مند سے اندھے ہو کر
پھول دے ہنگام ناز کر نیلو نرگس یہ پھر

کان کو نسبت سدا گل سے چلی آئی ہے
صورت نرگس مدام انکھہ کی تیلائی سے

شاعرون کی بات کا دیوے جواب اُسکے شناسا
شاعری کی اپنی جو لڑکون سے لکھوا ناک

ناک کا اور کان کا ایسی ہوا توڑ جوڑ
جوڑنے پر ناک کے جان بدرون ہو نمین ہو جوڑ

ناک کھوئی فہم کی اب یہہ جو انسان ہون
چاہئے نرگس کی طرح آگے انہین کان تیون

کاٹین یہ گل پھول یون شاعری مین بے پسند
شاعرون کے حق کے بیچ پھر نکھین انکے وید

بس چل اب آگے نہ کہہ کچھہ انہین ہو دامن
بنکے اُسکے سخن ہوئے جسے عقل و ہوش

کرنے پہ گر منفعل انکے ہوئے اخیال
سو تو غلط ہی کبھو انکو نہو انفعال

مثنوی مرزا فیضو کی چیک کے مرنے مین

آہ واویلا از دست روزگار
توش خانون مین ہیہ غم سے ادبکار

سر سے اک باز نے ٹیکی کلاہ
رخت سر شاہین نے پہنا سیاہ

ہو گئے چڑیون کے دل غم سے دو نیم
باشہ و باشین و شکرے بہی یتیم

کیا تتیر کیا کہی کیا ہے سرا
یک بیک ان سے زمانہ یون پھرا

صید اگر چاہین کرین پیدا کے تئین
پنجون مین اتنی بہی گیرائی نہین

دیکھہ کر ڈرتے ہین اب بیونکے خیل
تیتر کے ساتھہ انکا تہین بن دیل

ترمتی لیشہ کے آگے ہے ضعیف
بہنگے کی نظر دن مین ہے دہو لی حقیقیف

آہ کچھہ مت پوچھو اب اسکا سبب
کیا کہون مین تم سے یارو یہی غضب

میرزا فیضو کی چیک مر گئی
توشخانے چک کے ویران کر گئی

کسقدر ہے اسمان بے امتیاز
آہ کیا مارا ہے اُسنے شاہباز

وضع دوران سخت نا انصاف ہے
میرزا غمگین ہون چڑیان شاد ہون
دیکھو تو سارو کو کیا خورسند ہے
ہاے کیا تیتر کے گھر شادی ہی آج
کبک کیا کیا مارتے ہین قہقہے
حیف طعمہ ڈال کر وہ یون مرے
کانپتی تہی خوف سی اُسکے بٹیر
ڈر سے بگلے نیند بہر سوتے نہ تہے
کیا کبوتر کیا تیتری کیا بزے
بغلی اُس کے خوف سے گرتے نہ تہے
قاز تک جھکتے نہ تہی جنگل کے بیت
دعد غے کا کیا کلنگون کے ہی ذکر
جانور آپی کے جب پڑتے خیال
ایک دن مرزا اگئے کرنے کو سیر
ہو گیا سے جھنجھلا کے وہ غصے مین آ
اب پڑی ہی گوڑ سے اوپر لنڈ منڈ
ہاے وہ مرزا کہ جسکا شکنے نام
سو کیا اُسکو فلک نے یون ذلیل
کوون سے ٹہونگے ہین اور مرزا کا سر
اُسکو مرزا گہر سے لیجاتے جدہر

دیکھیو یارو یہہ کیا انصاف ہے
گھو نسلے چڑیون کے یون آباد ہون
ڈہڈو کو اُستے خوشی وہ چند ہے
پینک دغو غائی کے گہر آیا ہی آج
کیسے دہیڑ کر رہے ہین ٹہٹہے
اور ہر اک جانور خوشیان کرے
جب ہے سنبک پر کیا تہا اُسکو سیر
کوتے غافل خوف سی ہوتے نہ تہے
قمری اور تیتر لوے اور اُبلغے
سر کو پنکھون کے تلے دہرتے نہ تہے
فر فرے جھکتے کہو لیکن سہجیت
زندگی کا اپنی تہا سارس کو فکر
کھینچ لاتی تہی جو اصل کی بہی کہال
ہوگئی اُس مین ٹک اک طعمہ کو دیر
لے چلی مرزا ہی کو نیفے لگا
گرد جھکتے پہرتے ہین چڑیون کے جہنڈ
آب بہو سیمرغ کا زہرہ تمام
مرتے ہی جیپک کے بگڑا ہے یہہ نیل
سارو اُڑجاتے ہین منہہ پر یاد کر
لونڈی سے کہہ جاتے ہو طفے ہاندی

پہر لی بی بی سے یہہ کرجایے قرار
اب دو بیازے تو شیجی کہاتے ہین سب
تبہی چڑی مارون یہ مرزا جی کی کر
ہاے جس دن سے وہ یارو مر گئی
ملکہ وہ کہتے ہین خاص و عام مین
لینگے تب سے سابق اور اب جال کے
جب نکلتے گہر سے وہ بازار کو
دیکہہ کر اُن کے تئین سینے تمام
اُن سے یہہ کہتے اگر منظور دہرم
مت چہڑاؤ بیتکیون کے جانور
بہیج دو جلدی نہوا ایسا کہین
اس سخن کو جس گہڑی سنتے تہے وو
یہہ تو سنئے کیا گئی اک روز مین
جب سے مرنا ہو گیا اُس کا یقین
اب کسو جاسے نہین انکو یہہ چشم
ہاے ایسا غم نہین اب تک ہوا
گہر ہوا مرزا کا سب ماتم سرا
کر گریبان چاک یارون کے حضور
ہاے بتی جیک جو وہ تو آپ تہی
کہو لوتہا اُسکو ہین جب تیوار سے
کون بہڑوا کہاوے کچہہ عزا شکار
میرزا بوٹی کو ترسین ہین غضب
نصف اُن کے جتنے بکڑین جانور
سب چڑی مارون کے سرسے کر گئی
میرزا آئے ہمارے دام مین
ورنہ پہنسوا دین گے جا کتوال سے
تیز کرتے وہان چہری کی دہار کو
بند کر آنکہون کو کہتے ہین رام رام
بے تمہین اور دہرم کی اپنے ہی شرم
جتنے ہون پیسے اُنہون کو جمع کر
کہولون ہین تیوار سے جیک کے تئین
وو نہین کہتے تہے کہ جو چاہو سو لو
راج ہوتا نے سے آئین رشتو تین
ایک خرمہرہ کوئی دیتا نہین
دیوے اُن کو کوئی اپنی بائین تشیم
میرزا جی کا ولی نعمت مُوا
بڑے کو آتے ہین یارو آشنا
یون بیان کرتے ہین اپنا منہہ بسور
اپنی تو یارو وہ مائی باپ تہی
ہاتہہ پیر آتی تہی وہ اس سار سے

برگ گل جسطرح جہڑ کر باد سے ؛ پنکہہ پر بلبل کے اوڑ سے جا دسے

پہنکتا جب صید پر مین اُسکو جا ؛ اسطرح جا لاگتی کافر ادا

جسطرح معشوق بعضے کی نگاہ ؛ خون عاشق کا کرے ہے بے گناہ

کیا کہون ایسی غرض اُڑتی تہی قہر ؛ پڑ گئی تہی دہوم اُسکی شہر شہر

پودنے نے یہان کے بنگالے مین جا ؛ ایک مینا سے کہا یہہ ماجرا

پودنے سی سُنتے ہی اسباب کے ؛ اُڑ گئے مینا کے طوطے ہاتہہ کے

مجکو بچپن سے رہا ذوق شکار ؛ پالا ہین پرگند سے نے تا جو ہی بار

خوب سا مینے کیا ہی اُنکا دید ؛ ریش بینچا لونین کی اُنکے سفید

پر نہین دیکہا مین ایسا جانور ؛ ہو دسے چپک اور اُڑے وہ قاز پر

تہی غرض پر جانور او پردہ سیر ؛ گر پرندا اُس سے بچا سو ہی وہ تیر

کیا کہون چپک تہی یا یا غین تہی ؛ بازکی بچی تہی یا شاہین تہی

سُنتے مین یہہ درد حسد ما آشنا ؛ اُن سے کہتے ہین کہ سچ ہے میرزا

واقعی یہہ غم تو ہیگا ناگوار ؛ پر خداوندی سے سے کیا اختیار

غم مین اُسکے میرزا اتنا نہ رو ؛ مت کہین اور روکے ان آنکہون کو کہو

کو پہنسا تہا دام مین تیرے ہما ؛ اوج پر تیرے نصیبون مین نہ تہا

غم کو اپنے ولیسی اب توقف کے ؛ جون کیا سودا نے قصہ مختصر

میرزا فاخر مکین کی ہجو مین

لوگ کہتے ہین کہ ایک شخص نقل کرتا تہا کہ میرزا فاخر مکین صاحب اپنے تئین شیخ علی حزین سے برابر جانتے ہین اور سب وضع اُنکی نشست و برخاست کی اختیار کی ہے

بلکہ اپنے تئین فضل و کمال مین اُسے بہتر جانتے ہین اور اُنکے اکثر اشعار پر صلاح
کی ہی چنانچہ یہہ مثنوی حسب حال مرزا صاحب کے یہہ ہے

مثنوی

ایک نقل آئی ہے مجھے اب یاد ‏— سچ ہو وہ یا کسی کا ہو ایجاد
ایک ملا تھا عہد شاہ جہان ‏— نہ تو عالم تھا وہ نہ ہیچمدان
بین بین اُسکو کچھ آتا تھا ‏— لڑکے مکتب مین وہ پڑھاتا تھا
بسکہ تھا وہ شعور سے معذور ‏— لڑکے اُس سے تھے خرم و مسرور
اُس سے وحشت کو تھی نہ دل مین راہ ‏— صحن مکتب تھا اُن کی بازیگاہ
ایک جو اُن مین تھا فہیم و ذکی ‏— مصلحت اُسنے لڑکون سے یون کی
یارو ہم کھیلے سو طرح کا کھیل ‏— دیکھے ہمنے سبھی وہ بچا کھیل
کھیل اب مین نیا نکالا ہے ‏— سارے کھیلون وہ نرالا ہے
لڑکے بولے کہ بھائی جی فرماو ‏— کیا ہے وہ کھیل تم ہمین بھی بتاؤ
کہا اُن نے کہ بادشاہ و وزیر ‏— لڑکے جو بنتے ہین صغیر و کبیر
اُسمین چندان تو یار و لطف نہین ‏— کھیل اُس سے یہہ خوبتر ہے کہین
میان جی کو کسی طرح بہلاؤ ‏— ملکے شاہ جہان سب اُنکو بناؤ
بنکے وہ بولے ہوے یہہ کسطرح ‏— کہا اُسنے کہ تم سنو اسطرح
صبح مکتب مین پڑھنے جو آوے ‏— منہہ میان جی کا تک کے رہجاوے
پوچھین جو کیا ہے دیکھنے کا سبب ‏— کہے قدرت خدا کی دیکھون ہون اب
ہوگئی شب مین آپکی صورت ‏— کچھ سے کچھ حق کی ہے کیا صنعت
کیا کہون مین کہ آج جیسی ہے ‏— یہہ تشکل شاہ جہان کی جیسی ہے

بحر حیرت مین ہون یہہ دیکہہ کے غرق
ہمسر ہو کچہہ رہا نہ باہم فرق

پر یہہ ہے شرط جاوے جو اُن پاس
کہے کہا کہا قسم بلا وسواس

تم تو سمجہو ہوا اُنکی عقل و شعور
نہین گئے جو نیا و گئے بمرور

مطلب اُسنے جو کچہہ کہ ٹہرائی
لشکرون بیچ سب وہ بات بتائی

نہ رہا اُسکو یہہ بنا یہان تک
شکل شاہ جہان ہون نہین شک

نہ کے ٹہرا یہہ اُسکے دلمین خیال
ہوگا شاہ جہان کا جب کہ وصال

اُسکے ارکان نہ لاکے نامے اق
میرے دیدار کے ہو سب مشتاق

آئین گے دیکہنے کو میرے گہر
پس مرے واسطے ہی یہہ بہتر

کرین پیدا کرون وہ خصلت و خو
خلق شاہ جہان سمجہہ مجہکو

کرے مجرا اسلام اور تسلیم
لکرون مین فرشتے کی تعظیم

غرض آفاق مین جسے ہو عقل
سمجہے اُنکے مطابق اپنے نقل

بنے یہہ شیخ اپنے یون بگمان
جیسے مُلا بنا تہا شاہ جہان

شیخ کے سے نہ نجبت ہین نہ کمال
شیخ ہونا انہین ہے امر محال

حکایت عابد بیریا اور کعبہ کی راہ سے اُنکی پہر آنیکے احوال کی

حکایت ہے کہ اک عابد باآفاق
عبادت کرتے تہے حق کی وہ طاق

خدا کی یاد مین رہتے تہے دن رات
نماز و روزہ مین گذرے تہی اوقات

بجز تسبیح رہتے تہی وہ بیکل
مصلے پر سے اُٹہتے تہے نہ اک پل

مریدون کی ہوئین پر نور عینین
کیا جب آنکی سرمہ خاک نعلین

بلا شک اُسکا جنت مین ہو ماوا
اُٹہاوے جو اُنہون کا افتادا

غرض کیا کہئے ان کی ذات عالی | نہ تھی تھی کراماتون سے خالی
جہان وہ گاڑ دیتے اپنی مسواک | لگے تھی ناشپاتی سیب اور تاک
ہوئی عازم وہ کعبہ کے سفر کے | کہ ہون تا معتکف خالق کے در کے
ملے اک روز سودا سے وہ ناگاہ | کہا مجکو ہے قصد کعبۃ اللہ
مسلمان جو ہوا اسکو ہے یہہ لازم | کرے تا مقدور اودہر کا ہو عازم
نجات اپنی یہہ گر تجکو نظر ہے | تو آمرزش کا موجب یہہ سفر ہے
یہہ بہتر ہے کہ چل ہمراہ میرے | جرایم عفو وہان سب ہونگے تیرے
کہان تک ای دوانے زیر افلاک | رہیگا میکدے کے در کی ہو کر خاک
کریگا بادہ خواری با دف و نے | رہے گا مغبچون سے ربط تا کے
موذن کی صدا سننے سی رکہہ ذوق | کہ ہے وہ لحن داودی سے مافوق
رہے گا تو سخن میرا جو منظور | پیئے گا جام شربت از کف حور
اگر یہہ بات میری تو نمانے | کرے گا یاد کہتا تہا فلانے
غرض اسکی کہان تک کیجیے شرح | کیا ہی ہمسفر سودا کو ہر طرح
نہین ہے یہہ بہی خالی از کرامات | لیا اپنے کو ہمرہ کرکے دو بات
پھر اسکے بعد سامان سفر کر | کیا دونونے مل کر قصد اودہر
یہہ فرمایا کہ مرکب پر کرو زین | کہ ہے وقت سحر لیجے رہ دین
جو اسباب سفر ہے کرکے تیار | اسے ڈالو بہ پشت بار بردار
کہا سودا سے ہم تم ہین ہے باری | کرین مرکب پہ پیش و پس سواری
وہ بولا ہون سوار کیا مجہے فکر | نکیجے آپ حضرت اسکا کیا فکر
چلا گویا دنین پہر زیارت | حرم کو سر سے چلنا ہے سعادت

بہت فرما رہے اُسکو بہ تکرار
سوار اپنے ہوئی مرکب پہ جب
اٹھا ہر ایک عہدے کو خوشی تہہ
کوئی لے پیکدان اور کوئی رومال
مُصلّا کوئی سر پر رکھ کے اُسدم
بوضع خوش اُس مجمع کے اندر
غرض دو چار کی نہین منزلین طے
رہی جب پانچوین منزل گئی گو سر
نصیبون کا ہین آگے کیا کہون پھیر
کیا غارت انہین لٹا ہی اک بار
تہی اُن کی یا تو وہ کچھ عظم و شان اور
کردن کیا آگے اب غارت کی تقریر
بیان وہ کسطرح یہہ کاٹتے راہ
نظر کر بعد غارت راہ کا رنج
نہ زاد راہ پاس اُن کے نہ مرکب
توکل پر چلین سمجھے یہہ کیا ذکر
کبھو عمامے کے جانے کا مذکور
سلیمانی کی گہہ یاد آتی تسبیح
کبھو کہتے مصلّا تھا جکن کا
کبھو کہتے کہ یارو کیا عصا تھا

تماشا آئے جب تب ہو کے لاچار
مرید اُن کے ہوئے گرد آنکے سب
عصا کوئی کوئی لے مورچھل ہاتھ
کوئی حضرت کے آگے کوئی دُنبال
چلا صلوات پڑھتا شاد و خورم
برہنہ پا و سر شوریدہ قلندر
کہ شیطان نے کئے قزاق در پے
وہ پہنچے کرتے حضرت کے قدم بوس
مریدون کے سمیت انکو لیا گھیر
نہ چھوڑا ایک کی تسبیح مین تار
رہے یا ایک پیراہن کو حیران
نہ تھی جز دانہ ہائے اشک تسبیح
عصا گر رہ گیا پاس اُنکے سو آہ
لگے کرنے دل اپنے مین شش و پنج
اب اُن سے عزم کعبے کا نہ تھے اب
اُنہین اسباب کی اپنے بڑی فکر
کبھو تھا فکر پیراہن سے دل چور
ہوئی جاتی تھی جسکے غم مین تشریح
کہ جسپر تھا جکن کا ردکین کا
بڑے حضرت کے سر پہ تھا کہ کا تھا

لیا لیا منگا میری کمر کا
عقیق سرخ کا جو پاندان تھا
بہو کہتے تھے ہو معصوم از حد
کہ میرے پاس جو کچھہ تھا سو کھویا
لئے جب اسطرح اسباب سارا
مریدون کو نہ تھی یہہ سنکے زنہار
کیا اس غم نے انکو بسکہ دلریش
تری اس امر مین اب کیا ہی تدبیر
ارادہ تھا کہ وہان جا کر مرین ہم
جواب اُن کو دیا سودا نے سنکر
پر اب اس حال سی گھر کیونکہ جاوین
چلیگے گھر کو تم اپنے کس اسلوب
کہا حضرت نے سنکر تم ہو گمراہ
حرم کا فرض ہے مقدور پر طوف
مرید از بس تھے گھر چلنے کو مایل
سخن حضرت ہمارے کا ہی معقول
کہا سودا نے سنکر تم ہو مختار
غرض جب بات پھرنے ہی پہ ٹھہری
ہوئے تھی صبح جس منزل سی راہی
گئی کچھہ دور تو فرمایا کہ اچھا ہے

سفر در پیش یہہ آیا کدھر کا
اگر بکتا تو قیمت مین گران تھا
نجانے کون سی تھی ساعت بد
اور اپنے ساتھہ یارون کو ڈبویا
تو ہو ایسے سفر کا کیون کہ یارا
جز آمنّا و صدّقنا کے گفتار
کہا سودا نے اے یار وفا کیش
ہمین آئی نظر کچھہ اور تقدیر
سنجا ہے گر خدا تو کیا کرین ہم
جو فرماتے ہو تم ہوئے گا بہتر
بہلا وہان جا کے منہہ کسکو دکہاوین
ہے اے قصد اودھر کا کہین خوب
نہین مسلے مسایل سے کچھہ آگاہ
گیا یہان مال آگے جانکا ہے خوف
کہے سودا سے باہم ہو کے اک دل
نہین ہے حج انہون کا ہوگا مقبول
سخن میرا نہ خاطر مین کرو بار
نماز ظہر پڑہ وقت سہ پہری
پہر آئے شام وہان ہو کر تباہی
میسر تو نہوے انکا خور و خواب

لیو سودا سی قصہ یا کہانی
کہے جو وہ حسنین احسن کی زبانی
٭ کہا سودا نے حضرت کو تو خط
مجھے قصہ کہانی سی کیا ربط ٭

تمام ہوا انتخاب قصاید اور مخمسات
اور مثنویات مرزا محمد
رفیع سودا کا

مرثیہ حضرت امام قاسم ابن حضرت امام حسن رضی اللہ عنہما کا ٭

یارو ستم تو یہہ سنو چرخ کہن کا
ٹہاتا ہے عجب طرح سے بیاہ ابن حسن کا
سنجوگ یہہ کچھ باندہا ہے دولہہ نے دلہن کا
وہ تار کفن کا ہے جو ڈورا تہا کنگن کا
دریا لگن اُس بیاہ کا زنہار نہ جانو
گرداز فلک بیچ نہ سمجہا ہوں تو جانو
گر اُسکے کہڑی بیٹہتے بیچ سب سر زانو
پہر طاس پرا خون کا اور نام لگن کا

غم دل پہ جلا ہے کے جگہہ مہندی کی چہایا
رشتہ کا عوض بیل کے نیزے پہ چڑہایا
دولہن کو بدلا جوڑے کے رنڈسالہ پہنایا
ہے خلعت نوشہ کے لئے فکر کفن کا
اور کیا کہوں میں بیاہ میں نوبت جو براتی
چہاتی ہی زن و مرد کی دشت ہی پیاسی
گہر کو یہہ عوض روشنی کے آگ لگا سی
نے سوت سر گز نہ بچا تار کفن کا

کیونکر نہ ہے تماشہ کری چرخ نظارے
آہیں تو ہوائی ہوئیں اور اشک ستارے
سر تلے سی لپٹے ہوئے آتی میں شرارے
منہہ دل کا انار روشنی ہوا رشک دہن کا
آراستہ اب بیاہ کی میں کیا کروں اظہار
کسطرح تہا وہ خیمہ خلائق میں نمودار
ہر زخمی کی جا ہاں کہا بت تہی اک تختہ گلزار
سر لوتہہ یہ چادر تہی گویا رشک چمن کا

سینے کو سوار ہیں زن و مرد سینے کو ٹہا
آتش کو بجہم آکے تماشہ تہا لوٹا
آراستہ شادی کی پہ دل گہر کو یہہ لوٹا
چہوڑا کسی سمند میں کفنے کپڑا بہی تن کا

رنگ کھیلنے کا شادی مین دیکھلین عجب طور
معلوم ہوا تب جو براتی ہین سکے غور
کاٹا ہوا سر تہا وہ جو ساچق کا جتاوا
دلہن کے لئے آستین دولہہ کی چڑہاوا
جو جوڑا کہ دولہہ کے لئے مہندی کا آیا
دولہہ کا لہو ہاتہہ مین دولہن نے لگایا
دلہن کو شب عقد جو ہین ملکے سنوارا
جسکے لئے سب کچہہ تہا گیا رن مین وہ مارا
نتہہ کو تو اتار اسکو کرو میرے حوالے
لوتہہ آئی ہی اسکے ہین کہان بیٹھے وہ ہے
کہاٹ کی سواری کے کوئی قصے کو باندہے
تہے کشتین سیرو سے کہاٹ کے باندہے
گرد اسکے براتی سر و سینے سے ملے خاک
فریاد و فغان انکے سے بر گنبد افلاک
کہتا تہا ہر اک دیکہہ کے دولہہ کی یہہ سنگت
ماباپ کے لڑکی کی گئی ہاے کدہر ست
دولہن سے جو گہر پہنچے تو تب جہدونے بل گرد
کہتا تہا ہر اک رو رو یہہ بہر بہر کے دم سرد
کشتا تہا سر و سینہ بجائے دہل و دف
تہا عود کی مجمر کے عوض سینۂ پرتف

حز خون کے جہینٹو نکی تہا گردن تہ کچہہ اور
رنگ کہیلنے کی جا نہین مندیان تہا رنگا
گردن کا خط زخم تہا مشکے کا کلاوا
ساچق کا یہہ دستور ہی کہک کے وطن کا
تہا خسر خسرپوریکان خون اچہایا
یہہ رنگ ہی شادی مین زمانے کے چلن کا
بولا یہہ رنڈاپا کہ خدا اسسے نہین چارا
کیا فائدہ اب اسکے سنگار اور برن کا
اور خاک کہو اسکو سر اپنے پہ وہ ڈالے
اب وقت نہین اور کسی حرف سخن کا
بن سر لئے آتے ہین اسے چار کے کاندہے
اس طرح چڑہا بیاہنے شہزادہ مدنکا
سب چاک گریبان کئے با دیدہ نمناک
نے ہنک تہا مردکا یہہ دیکہہ زنکا غم
اس کہبرو کی شاید ہوئی ہے گور سے نسبت
چہوڑیگا سہاگ اسکا نشان اسکے تن کا
بیٹہے سر و سینے کو ہم ملکے زن و مرد
اسکو نکہو عقد یہہ عقدہ تہا یون کا
ماتم کی بچہی شادیکی مسند کے تلے صف
ہر ایک کا دل اسمین انگارا تہا اگن کا

دولہن کے گلے آنسو کی لڑی تو نکالا
چہاتی پہ نظر آتے تہا جہان تیر کا سوفار
شربت کے تو وہان سم کا کیا ذکر تہا آتش
جو بہو کی جگہ خون جگر کہا گئے مہمان
دولہہ جو سلامی کے لئے سامنے آیا
اور اُسکے لئے خلعت شادی بہی منگایا
بیچانے کو دولہن کے مین کیا لاون زبان پر
بیٹہی تہی دلہن تانے سے مقنع چادر
ماکہتی تہی دولہن کی یہہ رو رو کے ہر اک دم
اب لوگ تمہین کے بہی کہتے ہونگے یا ہم
یہہ بوٹے ہونگے وہ جو ہین لگ جو آئی
دولہہ کے تئین شکل نہ دولہن کی خبر تہی
کوئی تو کہیگا کہ عجب بہاگ کی دولہن
بولے یہہ کوئی ہیتہہ یہ اسکی نہ تہی ناگن
دتی کہے شادی یہہ لگی کیون نا گل
بولے کوئی اس شادی نے جو قیامت کیا کل
چہپے ہین بن بیاہے کو بس خلق کی باتین
اور خلق سمجہتے ہین یہہ درد کہا ... لگی تہی
... کا چلایا جو ہے کیونکر وہ شادان
... ہین کہو کسطرح ہمین ہم بن کے ملاد ان

دولہہ کے لیے سر سہرا تہا اک لہو کی دہار
دیتا تہا گمان خلق کو یا تیغ زدہ تن کا
پانی کے لئے سارے قبیلے کی گئی جان
شادی تہی کہ طوفان تہا اک رنج و محن کا
گہوڑا تو کہان تخت تابوت منگایا
ڈوبا لہو مین بیاہ کے دن رخت بدن کا
آگے تو جدا تن سے ہو دولہہ کا جیلا سر
تہی ہاتہہ مہار اُسکے جو بہائی تہا دلہن کا
بیٹی کے رنڈاپے سے یہہ مجکو بڑا غم
اس دولہہ کو پیراہنہ انیک دلہن کا
کرتا ہے شب عقد تو نئی گہر سے جدائی
دیکہہ آرسی مصحف جو کیا قصد عدن کا
بیوہ یہہ کہانے لگی ہونے ہی سہاگن
مارا ہوا دولہہ جو کہون اُسکے دہن کا
جیسے کہ رہے غم مین سدا جزو سے نا کل
گہر گہو ج رسالت کی متا سے و دشمن کا
سن سن کے گذرتی ہین مجہے بیتے راتین
کیا فکر کرون اُنکی زبان اور دہن کا
بن سر تن داماد ہے مین کسکو دکہاون
اس شادی مین جیب نہ رکہا اسکے کفن کا

منتہی دیکھتا تھی کا مرے اسکو ہوا تنگ
اس بیابان میں آب زرہ کی آرمی بیٹھے وہ جنگ

نیشتے سے فلک کے یہ شب عقد گراں سنگ
تن ٹکڑے کیا جنے کہ یوں اسکے زمن کا

کرتی تھی غرض یہیں جہان مادر و خواہر
اس جا یہ نظر آتے تھا ہنگامۂ محشر

چھت اسکے کہوں کیا ہیں ان بانو کو سنگر
ہوتا ہی جگر آب زمین اور زمن کا

سہو انکلزا اپنے تو اعمال سے جونت سید
اس مرثیہ کے کہنے سے رکھے دل میں امید

جس روز تمازت یہ قیامت کا ہو خورشید
سایہ ہو مرے سر پہ شہیدوں کے جگر کا

فقط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدور نہین اسکی تجلی کے بیان کا
جون شمع سراپا ہو اگر صرف زبان کا

پردے کو تعین کے در دل سے اٹھادے
کھلتا ہی ابھی پل مین طلسمات جہان کا

ٹک دیکھہ صنم خانۂ عشق آن کے اے شیخ
جون شمع حرم رنگ جھمکتا ہی بتان کا

اس گلشن ہستی مین عجب دید ہے لیکن
جب چشم کھلی گل کی تو موسم ہے خزان کا

دکھلائیے لیجا کے تجھے مصر کا بازار
لیکن نہین خواہان کوئی وہان جنس گران کا

سودا جو کبھو گوش سے ہمت کے سنے تو
مضمون یہی ہے جرس دل کے فغان کا

ہستی سے عدم تک نفس چند کی ہے راہ
دنیا سے گذرنا سفر ایسا ہے کہان کا

ہر سنگ مین شرار ہے تیرے ظہور کا
موسی نہین جو سیر کرون کوہ طور کا

پڑتے ہے درود حسن صبیح و ملیح دیکھ
جلوہ ہر ایک پر ہے محمد کے نور کا

تو نزد ان یہہ آینہ کہ ہم آغوش عکس ہے
ہووے نہ مجھکو پاس جو تیرے حضور کا

بیکسی کوئی مرے تو جلے اشک دل مرا
گویا ہے یہہ چراغ غریبان کے گور کا

ہم تو قفس مین آن کے خاموش ہو رہے
اے ہم صفیر فایدہ ناحق کے شور کا

سودا کبھی نہ مانیو واعظ کی گفتگو | آوازۂ دہل ہے خوش آیندہ دور کا

ساقی سے کہہ کہ ہے شب مہتاب جلوہ گر
دے بسمہ پوش ہو کے تو ساغر بلور کا

گو شب کسی کے گھر میں تو آئے نہ جبین رہا | پروا نہیں ہمیں بھی کہ دل وہ نہیں رہا
کیا فائدہ کہ درپئے تحقیق ہم رہیں | ملنے سے جب کہ رہ گئے پھر تو کہیں رہا
اسباب دین و دنیوی کب تھا خیال میں | تیرا ہی دھیان تا بدم واپسیں رہا

نکلا کسی بھی طرح نہ دل سے ترے حجاب
سودا سے یار تو تو سدا استر نگین رہا

ہمارے خانۂ دل کو ہی روشنی سی کیا | سوائے داغ نہیں وصل یہاں چراغوں کا
ابھی تو بزم میں آئی ہیں تیرے اے ساقی | کوئی دنوں تو مزا لینے دے ایاغوں کا
گیا میں گھر سے ترے اور بسا رقیب وہاں | مکان مرغ چمن آشیاں ہے زاغوں کا

سنے ہے ملنے کا سودا سے قصد مت کر یار
اٹھا سکے گا تو کب بار بد دماغوں کا

جب خیال آتا ہے اس دل میں ترے اطوار کا | سر نظر آتا نہیں دھڑ پر مجھے دو چار کا
دیکھتا ہوں یار جس گھر میں میں تجکو جلوہ گر | مہر کو وہاں حکم ہے خار سر دیوار کا
عاشقوں کو شیخ دین و کفر سے کیا کام ہے | دل نہیں وابستہ اپنا سبحہ و زنار کا
ٹک دکھا دے اپنی ساقی چشم میگوں تو سے | محتسب ہو جاوے بندہ خانۂ خمار کا
بسکہ پونچھوں ہوں میں اپنی چشم خوں آلود کو | جامے کا ہر ایک تختہ سیر ہے گلزار کا
آخر اک واسطے اس بانکپن سے در گذر | کل میں سودا یوں کہا دامن پکڑ کر یار کا

تند ہو بولا وہ بانکا چھوڑ دامن کو مرے

راست ہوتا ہے کہین دیکھا ہی خم تلوار کا

پہلو سے میرے صبح وہ دلدار اُٹھ گیا
روز وصال کر کے شب تار اُٹھ گیا

آہ و فغان کی آج جو آتی نہین صدا
شاید ترا جہان سے بیمار اُٹھ گیا

بدنام تو عبث مجھے کرتا ہے ناصحا
شدت ہوئی تو ہون سے سرو کار اُٹھ گیا

غیرون کو دیکھ بزم مین بیٹھے ہوئی ترے
جب کچھ نہ بس چلا تو مین ناچار اُٹھ گیا

وعدہ جو پھیر دینے کا دل کے کیا تھا شوخ
سودا نے جب کہ مانگا کر انکار اُٹھ گیا

دیکھ کر جو بڑھ گئے ہین تیرے پورون پر حنا
باندھ ہاتھون مین تو جا کر انکی گورون پر حنا

دست رنگین کی تمہارے دھوم ہے چارون طرف
اندنون آفاق مین ہے زور شورون پر حنا

یہ گران ہے عہد مین اُس یار فندق بند کے
ہاتھ آتی ہے جہان مین اب کرورون پر حنا

یون لگا فندق تو اُسے مت طرہ اُسکے ہاتھ مین
جس صفائی سے لگے ہرگز نہ دورون پر حنا

دل بدون اُسکو یہ طاقت تو بھی اب مجھ مین نہین
کیا کرون سودا ہے ابتو اُسکی زورون پر حنا

نہ رستم اُس جہان مین ہے نے سام رہ گیا
مردون کا آسمان کے تلے نام رہ گیا

گر ہے تو ہو چکا ہے جگر پھر یہ کس لیے
چلنے کا اشک کر کے سرانجام رہ گیا

بوسے کی ان لبون سے تو سودا ہوس نہ رکھ
جیسے کہ مانگ مانگ مین دشنام رہ گیا

تاثیر عشق نے مژہ درد کھو دیا
اُس بے ندان دیکھ مرا حال رو دیا

نسخہ ترے مریض کا عیسے کو جو دیا
دیکھ اُس نے حرف حرف کو اوسکے ڈبو دیا

دیکھا مین جب گلے ترے بار دست غیر
تار نگہ مین اشک کا دانہ پرو دیا

عاشق کے ذائقہ کو نہین شہد و سم مین فرق | ہم لیلئے اسے ہمین قسمت سے جو دیا
کاڑہا ہزار رنگ سی صبّاغ عشق نے | جس پارچے کو رنگ مین اپنے ڈبو دیا

سودا ہی بے خلش یہہ زخود رفتگی کی راہ
کانٹا نہ پانو مین مرے فلک نے چبہو دیا

ہمارے نالۂ سوزان سے یہہ ڈہنگ آتش کا | کہ اُسکے ذکر مین اُترا ہی مُنہہ سے رنگ آتش کا
مجھے دو دن فلک تو گہر مین رکہکر تنگ آتا ہے | سمندر سے نہ مین دیکھا کبہو دل تنگ آتش کا
مشابہ یار کے توسن سے ایک کو تبا دون مین | طرح بجلی کی مین دیکھا نہین سرخنگ آتش کا
دل نالان مجنون کی سی گرمی ہو کہان اب | بہائی ناقۂ لیلی بندہے گو رنگ آتش کا
فرنگی کوئی اب تجہ تیغ کے عہد سے برآوے | اگر باندہین پہاڑ اگرود روز جنگ آتش کا
وہ چوب کشتی شکستہ ہون اس بحر مین جس کا | ڈبانا عار پانی کو جلانا ننگ آتش کا

نہ دے دل آتشین رخسار پر سودا تو اب کیونکر
وہ شعلہ دیکھکر جب ہو گیا مین تنگ آتش کا

باطل ہے ہم سے دعوی شاعر کو ہمسری کا | دیوان ہے ہمارا کیسہ جواہری کا
آئینہ خانہ مین وہ جس وقت آن بیٹہا | پہر جس طرف دیکھو جلوہ ہے وہان پری کا
جز شوق دل نہ پہنچون ہرگز کبھو ی جانان | اے خضر کب ہون تیری محتاج رہبری کا

طالب ہین سیم و زر کے خوبان شہر سودا
احوال کون سمجہے عاشق کی بے زری کا

چمن ہے کسکے گرفتار زلف و کاکل کا | کہ اس قدر رہی پریشان حال سنبل کا
کبھو گذر نکیا خاک پر مری ظالم | مین ابتدا سی ہون کشتہ ترے تغافل کا
فلک خوشی سے تو جو کچھ ہی عوض کر گردش مین | سوائے غم کے ہے پایہ مرے توکل کا

جز شتاب بے سودا کے حال کی پیارے
نہین ہے وقت مری جان یہہ تامل کا

سودا یہہ کیا کریگا نت اس طرح کا رونا | عالم کو اے دوانے مت ساتہہ لے ڈبونا
سر تا قدم جلا کر جب تک کرے نہ پانی | جون شمع داغ دل سے مشکل بہت ہے دہونا

جسطرح چاہتا ہے دنیا مین زندگی کر
لیکن تو یاد رکہیو عاشق کہین نہ ہونا

دامن صبا نہ چہو سکے جس شہسوار کا | پہنچے کب اسکو ہاتہہ ہمارے غبار کا
موج نسیم آج ہے آلودہ گرد سے | دل خاک ہو گیا ہے کسی بیقرار کا
خون جگر شراب و ترشح ہی چشم تر | ساغر مرا اگرو نہین ابر بہار کا
سوتا تہا کیا جنون نے گریبان کو مرے | لیتا ہی اب حساب جو یہہ تار تار کا

سودا شراب عشق نہ کہتے تہے ہم نہ پی
پایا مزا نہ تونے اب اُسکے خمار کا

تونے تری نگہہ سے اگر دل حباب کا | پانی بھی بہر پیئن تو مزا دے شراب کا
دوزخ مجہی قبول ہے اے منکر و نکیر | لیکن نہین دماغ سوال و جواب کا
تہا کسکے دل کو کشمکش عشق کا دماغ | یارب برا ہو دیدۂ خانہ خراب کا
زاہد سبہی ہے نعمت حق جو ہی اکل و شرب | لیکن عجب مزا ہے شراب و کباب کا
غافل غضب سے ہو کے کرم پر نہ رکہہ نظر | پُر ہی شرار برق سے دامن سحاب کا
قطرہ گرا تہا جو کہ مرے اشک گرم سے | دریا مین ہے ہنوز پہپولا حباب کا
اے برق کسطرح سی مین حیران ہون تجہہ کو دیکہہ کے | نقشہ ہے ٹہیک دل کے مرے اضطراب کا

سودا نگاہ دیدۂ تحقیق کے حضور

جلوہ ہر ایک ذرے مین ہی آفتاب کا

نجانے حال کس ساقی کو یاد آتا ہی شیشے کا
کرے ہے ہچکیاں جھوڑا نکلتا ہی شیشے کا

مُغان اس سمجھے گے پیر کہہ جانیگا نہین بندہ ہون
رہے ہے کونے کی بے قیمت مین بتلاتا ہے شیشے کا

بیان بدمستی شب بزم مین ساقی جو ہو جاوے
ہمین مت کہیو کچھ منہہ تو ہی کھلواتا ہے شیشے کا

مشابہ کسکی انکھون سے پڑی ہے شکل ساغر کی
کہ خون دل اُسے بینا نیٹ بہاتا ہے شیشے کا

نہین وہ صحبت میخانہ بے مہری سے ساقی کی
کبھی کوئی آن بیٹھے ہی جو دل پاتا ہے شیشے کا

نجانے یاد کر روتا ہے کسکے دل کے صدمے کو
کہین ٹکڑا جو سودا کو نظر آتا ہے شیشے کا

ہر مژہ پر ہے تری لخت دل اس رنجور کا
خون ہے سودا پر یہ ثابت مرے منصور کا

پونچھتے ہی پونچھتے گذری ہے مجھکو روز و شب
چشم ہے یارب مری یا منہہ کسو ناسور کا

آفتاب صبح محشر داغ پر دل کے مرے
حکم رکھتا ہے طبیبو مرہم کافور کا

کیا کرون گا لیکے واعظ ہاتھ سے حور و جام
ہون مین ساغر کش کسیکی نرگس مخمور کا

اسقدر بنت العنب سے دل ہی سودا کا برا
زخم نے دل کے نہ دیکھا منہہ کبھو انگور کا

ہی ہے رات دن اب سوز تک اُس کی چھاتی کا
سینہ و داغ مین ہے ربط دیا باتی کا

ونکہ وہ نسوح لکھے مجھکو کتابت سے
کھیل بہی ضد سے مری چھوڑ دیا پاتی کا

کسطرح تری راہ مین ٹھیرون کہ کوئی
سد رہ ہو نہ سکے عمر چلی جاتی کا

یہہ کہا شیخ نے شیطان سے کہ آ ہمسے مل
آشنا مت ہو تو سودا سے خراباتی کا

کہا اُسنے کہ ہے اسمین تو سعادت میری
لیک ہے خوف مجھے آپ کی بدذاتی کا

گلا لکھوں میں اگر تیری بیوفائی کا
لہو میں غرق سفینہ ہو آشنائی کا

زبان ہے شکر میں قاصر شکستہ بالی کے
کہ چھٹنے دل سے مٹایا خلش رہائی کا

مرے سجود کی دیر و حرم سے گذری قدر
رکھوں ہوں دعوے ترے در پہ جبہہ سائی کا

دماغ جھڑ گیا آخر ترا نہ اے نمرود
چلا نہ پشے سے کچھ بس تری خدائی کا

کبھو نہ پہنچ سکے دل سے تا زبان یک حرف
اگر بیان کروں طالع کی نارسائی کا

دکھاؤں گا تجھے زاہد اس آفت دین کو
خلل دماغ میں تیرے ہے پارسائی کا

طلب نہ چرخ سے کر نان راحت اے سودا
پھرے ہے آپ یہ کاسہ لیے گدائی کا

کھینچا نہ میں چمن میں آرام یک نفس کا
صیاد تیری گردن ہے خون اس ہوس کا

ہوں عندلیب لیکن سوا ہوں اس چمن میں
جس میں کہ سبز ہونا ہے ننگ خار و خس کا

مجھ صید ناتواں کے احوال کو نہ پوچھو
محروم ذبح سے ہوں مردود ہوں قفس کا

پروانہ شمع رو پر کیوں بوالہوس ہے سودا
شعلے کے گرد پھرنا کب کام ہے مگس کا

تھا یہ دیوانا مرید اس زلف [illegible] کا
سلسلہ بہتر ہے سودا کے لیے زنجیر کا

جو کہ ظالم ہو وہ ہرگز پھولتا پھلتا نہیں
سبز ہوتے کھیت دیکھا ہے کبھو شمشیر کا

ایکدن تجھسے سلک اٹھتی نہ دیکھا کاروان
اے جرس حاصل کچھ اس فریاد بے تاثیر کا

توڑ کر بتخانے کو مسجد بنا کی تو نے شیخ
برہمن کے دل کی بھی کچھ فکر کر تعمیر کا

سیم و زر کے آگے سودا کچھ نہیں انکی قدر
خاک ہی رہنا بھلا تھا بلکہ اس اکسیر کا

جی مرا مجھ سے یہ کہتا ہے کہ ٹل جاؤں گا
ہاتھ سے دل کے ترے اب میں نکل جاؤنگا

لطف اے اشک کہ جون شمع گہلا جاتا ہون
رحم اے آہ شرربار کہ جل جاؤنگا

چین دیتے کا نہین ہجر مین بہی نالہ
سوتون کی نیند مین کرنیکو خلل جاؤنگا

قطرۂ اشک ہون پیارے مری نظار سے
کیون خفا ہوتے ہو پل مارتے ڈہل جاؤنگا

اس مصیبت سے تو مجکو نہ نکال اب گہر سے
تو کہے آج ہی جا مین کہون کل جاؤنگا

چہیڑ مت باد بہاری کہ مین جون نکہت گل
پہاڑ کر کپڑے ابہی گہر سے نکل جاؤنگا

نطق کہتا ہے مرا آج یہہ ہر ناطق سے
آن کر ہونٹہ ابہی طوطی سے مل جاؤنگا

کہتے ہین وہ جو ہی سودا کا قصیدہ ہے خوب
انکی خدمت مین لئے مین یہہ غزل جاؤنگا

اے دیدہ خانمان تو ہمارا ڈبو سکا
لیکن غبار یار کے دل سے نہ دہو سکا

تجہہ عشق نے دیا نہ کبہو مفسدے کو چین
فتنہ نہ تیرے دور مین پہر نیند سو سکا

جون شمع تن ہوا شب ہجران مین صرف اشک
پر جسقدر مین چاہتا تہا اتنا نہ رو سکا

سودا قمار عشق مین شیرین سے کوہ کن
بازی اگرچہ پا نہ سکا سر تو کہو سکا

کس منہہ سے پہر تو آپ کو کہتا ہی عشق باز
اے روسیاہ تجہہ سے تو یہہ بہی نہو سکا

نہ پہنچے آستانہ زلفونکو یہان سودا کا دل اٹکا
اسیر ناتوان ہے یہہ نہ زنجیر کا جہٹکا

میان مین انکو شمشیر کسیکے پانو کا کہٹکا
اٹہایا سر جو بالین سے تو پہر لوا رہنے ٹپکا

نہ انکہون مین تری جادو نہ مژگان سحر افسونین
یہہ دل جسنے ہی دیوانہ محبت کا گرہ اٹکا

پہرے رہ برق خار آشیانے سے مین کہتا ہون
اڑیگا دہجیان ہوکر ترا دامن یہان اٹکا

نواحی مین ترے کوچے کی ہے یہہ حال سودا کا
کہ جون گنجشک آشیان گم کرکے بستی مین پہرے بہٹکا

دل مت ٹپک نظر سے کہ پایا نہ جائیگا
جوں اشک پھر زمین سے اٹھایا نہ جائیگا

آویگا وہ چمن میں نہ اے ابر جب تلک
پانی گلوں کے منہہ میں چوایا نہ جائیگا

پہنچینگے اس چمن میں نہ ہم داد کو کبھو
جوں گل یہہ چاک جیب سلایا نہ جائیگا

تیغ جفا سے یار سے دل سر نہ پھیر تو
پھر منہہ وفا کو ہم سے دکھایا نہ جائیگا

زاہد گلے سے ستو نکے باز آئیگا نہیں
تا نیکدے میں لاکے جھکایا نہ جائیگا

ظالم سے کہہ رہا کہ تو اس خونسے درگذر
سودا کا قتل ہے یہہ چھپایا نہ جائیگا

داماں دراغ تیغ کو دہویا تو کیا ہوا
عالم کے دل سے داغ مٹایا نہ جائیگا

سالہا ہمنے صنم نالۂ شبگیر کیا
آہ اک روز ترے دل میں نہ تاثیر کیا

قتل کر مجھکو کھلے تا مری خاطر سے گرہ
میں یہہ عقدہ گرو ناخن شمشیر کیا

حشر میں بھی نہ اٹھوں یک اذیت کھینچی
زندگانی نے دو عالم سے مجھے سیر کیا

ایک عقدہ نہ کھلا رشتۂ تقدیر حیف
ہمنے فرسودہ بہت ناخن تدبیر کیا

کیا ہی وحشت زدہ مضمون تھے جنہونکو سودا
تو نے ہر مصرعۂ موزوں میں زنجیر کیا

قاصد اشک آکے خبر کر گیا
قتل کوئی دل کا نگر کر گیا

دیکھئے واماندگی اب کیا دکھائے
قافلہ یاروں کا سفر کر گیا

فایدہ اب کیا کرے تریاق وصل
زہر غم ہجر اثر کر گیا

گریہ خجل کر نہ کہ ناصح ابھی
پاک مرا دیدۂ تر کر گیا

سیر کی یوں کوچۂ ہستی کی ہم
نے میں سے جوں نالہ گذر کر گیا

کیونکہ ترا کہا سے کوئی اب شب
حال مرا سبکو خبر کر گیا

رات ملا تھا مجھے تنہا رقیب
یار خدا ہی کا مین ڈر گیا

جا ہی بہڑا تجھہ صف مژگان سے یار
دل تو مرا زدر جگر کر گیا

فیض ترے وصف بناگوش کا
حرف کو سودا کے گہر کر گیا

بہنا کچھہ اپنی چشم کا دستور ہو گیا
دی تہی خدا نے آنکھہ سو ناسور ہو گیا

ٹہٹکی پہرے ہی کب سے خدایا مرے دعا
دروازہ کیا قبول کا معمور ہو گیا

خوش ہین شکستہ بالی سے ہم اپنی اسلئے
پرواز کا تو دل سے خلش دور ہو گیا

آتی ہے تجھہ گلی سے پریشان صدائے آہ
شاید کسی کا شیشۂ دل چور ہو گیا

شب آگیا جو بزم مین وہ ماہ یک بیک
چہرے سے نور شمع کا کافور ہو گیا

سودا کو کہتے ہین کہ ہے اس سے مصاحبت
کتنا غلط یہہ حرف بہی مشہور ہو گیا

اورونکی نسبت اندنون کچھہ لگ چلا تہا وہ
دو چار جھڑکیون مین بدستور ہو گیا

چمن مین صبح جو اوس جنگجو کا نام لیا
صبا نے تیغ کا آب رواں سے کام لیا

کمال بندگی عشق ہے خداوندی
کہ ایک زن نے مہ مصر سا غلام لیا

بسان طایر رنگ حنا قدم لیکر
ہر ایک کبک نے پیارے ترا خرام لیا

سرشک چشم تہا مین کہ اے فلک تو نے
نظر سے خلق کی گرتے نہ مجھکو تہام لیا

معاش اہل چمن جائے رشک ہے سودا
کہ زندگی کا انہون نے مزا تمام لیا

آدم کا جسم جب کہ عناصر سے مل بنا
کچھہ آگ بچ رہی تہی سو عاشق کا دل بنا

سرگرم نالہ اندنون مین بہی ہون عندلیب
مت آشیان چمن مین مرے متصل بنا

جب تیشہ کوہکن نے لیا ہاتھ تب یہ عشق
بولا کہ اپنی چھاتی پہ دھرنے کو سل بنا

جس تیرگی سے روز ہے عشاق کا سیاہ
شاید اسی سے چہرۂ خوباں پہ تل بنا

لب زندگی میں کب ملے اس لب سے اے کلال
ساغر ہماری خاک کو مٹھی کر کے گل بنا

اپنا ہنر دکھاوینگے ہم تجھکو شیشہ گر
ٹوٹا ہوا کسی کا اگر ہم سے دل بنا

سن سن کے عرض حال مرا یار نے کہا
سودا نہ باتیں بیٹھ کے یہاں متصل بنا

بے وجہ آئینہ نہیں ہمسر یار دیکھنا
کوئی دم کو ہوتا ہے یہ گلزار دیکھنا

نرگس کی طرح خاک سے میری اگیں ہیں چشم
ٹک آن کر یہ حسرت دیدار دیکھنا

کھینچے تو تیغ بے حرم دل کے صید پر
اے عشق پر بھلا تو مجھے مار دیکھنا

ہے نقص جان دید ترا پر یہی ہے دھن
جی جاؤ یا رہو مجھے اک بار دیکھنا

اے طفل اشک ہے فلک ہشتمیں پہ عرش
آگے قدم نہ رکھیو تو زنہار دیکھنا

سر نقش پا پہ ترے ہے یاروں ہر ایک دل
ٹک واسطے خدا کے یہ رفتار دیکھنا

کیونکر ہو باغ جانا اس بیزار منش کا
وہاں سرو میں نہیں ہے آداب کورنش کا

آنکھوں کی اسکی مژگاں یوں دل پہ ٹل رہی ہیں
گر تیر صف سپہ کو جوں قصد ہو یورش کا

پیکان جو تن میں کھٹکے سو ہے علاج اسکا
کانٹے کا پر برہ کے چارا نہیں خلش کا

ساقی پہنچ کہ تجھ بن یوں جسم جاں سے میرا
لبریز جوں پیالہ اور رہا تہہ مرتعش کا

رنگ اڑتا ہے دیکھ اسکے تئیں لالہ زار کا
کرتی ہے بہار اسکی تو اب کام خزاں کا

جز جوہری کیا جانے کوئی قدر جواہر کا
سمجھے ہے سخن رس ہی سخن میری زباں کا

گالی دی مجھے اُسنے دعا غیر کے اُسکو
محرم نہیں نادان وہ اِس اشفاق نہانکا

ہے ناز و ادا اُسکی مین سو طرح کا ہتیار
قاتل نہیں محتاج مرا تیغ و سنان کا

سودا سے کہا کیون تو ہوا عشق سی تارک
ہون مین سبب ترک کے مشتاق بیانکا

سُنکر یہہ کہا بار اُٹھایا نہیں جاتا
ناطاقتی سے تیرے اب ناز بتان کا

کب دل شکستگانے کر عرض حال آیا
ہے بے صدا وہ چینی جس مین کہ بال آیا

سینے سی مین دعا کو لایا جو تب لبون تک
کہنے لگی اجابت کیدھر خیال آیا

ملنے کا اکدم بہی یہان ضعف دل سے مانع
اُکتا کے اُٹھہ گیا وہ تب مین بحال آیا

کونین تک لیے تہی جس دل کی مجکو قیمت
قسمت کہ اک نگہہ پر جا اُسکو ڈال آیا

بخشش پہ دو جہان کی آئی تہی ہمت دہر
لیکن نہ یہان زبان پر حرف سوال آیا

نازان نہو تو اسپر گر تجکو سنگ مین سے
گوہر نکالنے کا کسب کمال آیا

ارباب فہم آگے وہ صاحب ہنر ہے
کینہ کسیکے دل سے جسکو نکال آیا

دیر خراب مین کل اک مست کی زبان پہ
یہہ شعر اُس جگہہ کے کیا حسب حال آیا

اعمال دیکھہ تیرے مَی شرم سے عرق ہے
اے محتسب تجہے بہی کچھہ انفعال آیا

اکسیر ہے تو کیا ہے وہ مشت خاک سودا
خاطر پہ جب کسیکی جسے ملال آیا

سحر جو باغ مین دلدار ایکبار آیا
نثار ہو رہے ہر نخل زیر بار آیا

نوید غنچگان موسم بہار آیا
ہر ایک نالکو گلشن مین برگ و بار آیا

قسم نہ کہائیے ملنے کی غیر سے ہرگز
کہا نہ تمنے میان ہمکو اعتبار آیا

برنگ آئینہ ہم اور سینہ صاف ہوئے
جو اپنے دل پہ کسی شکل سے غبار آیا

مخالفت سے کیا میری شہرۂ آفاق
وگرنہ مین ترے کوچے مین لاکہہ بار آیا

ہماری خاک پہ گو شبنم ترکسو نے نہ کی
ہمیشہ گریہ کنان ابر زار زار آیا

گئے جہان سے کیا کیا ستیزہ خو یہ خاک
کہ گل بہار مین مجروح بے شمار آیا

خبر تو واونہی سودا کی یون سُنا ہے آج
کہ ایک شوخ کسی بے گنہ کو مار آیا

زخم کا دل کے ترد تازہ ہی انگور سدا
جاری رہتا ہی مری چشم کا ناسور سدا

جسکی ہم تیغ نگہ سے ہوئی گہایل یارب
چشم زخم اُس سے زمانیکا رہے دور سدا

ہے انہین شوق کسو دل کے لہو پینے کا
دیکھتا ہون تری آنکہونکو مین مخمور سدا

گو ندے شیشۂ گردون مئی گلرنگ مجھے
خون دل سے تو مرا جام رہے معمور سدا

یار کی دیکھے تجلے جو تو موسی کی طرح
سنگ رہ سے ترے نکلے شرر طور سدا

ایک شب آ کوئی دل سوز نہ دیا اسیر
شمع بہی گور ہماری سے جلی دور سدا

دوستو شفقتے ہو سودا کا خدا حافظ ہی
عشق کے ہاتہہ سے رہتا ہی یہہ رنجور سدا

سودا غزل چمن مین تو ایسی ہی کہیے لا
گل سُنکے یہان جیب کو دین بلبلین جلا

حکاک کا پسر بہی مسیحا سی کم نہین
فیروزہ ہوئے مردہ تو دیتا ہی وہ جلا

نہین چہوڑتا ہی اشک مرا اپنی کنار
یہہ طفل بد سرشت نہ گہوارے سی ہلا

ستا کی نہین خدا سی بہی گر یہہ گل پرست
ممکن نہین کمہار کا ہانڈی کرے گلا

غم سے خزان کے خون جگر جیت اب نسیم
غنچے گلون کے کچہہ نہین کہاتے انہین کہلا

دیکے ہی اسقدر تو مجہے دیکہہ کر رقیب
جو ہے کی بہانت جاے ہی نظرون سے وہ بلا

اسلوب شعر کہنے کا تیرے نہین ہے یہہ

مضمون ابرو کا ہے سودا یہہ سلسلا

نگاہ مست نے ساقی کی عالم کو جھکا ڈالا
کہیں بیہوش ہے شیشہ کہیں ٹھہری ہے متوالا

کرے کیا دل صف مژگان سے نے خنجر ہی بہالا
کہ تیر روی ترکش یہان وہ ہے اک بے ادا نالا

نکلا ہی گرمی شوق اُٹھے تو انداز بوسے کا
ڈرون ہون نہیں نہ پڑجاوے کہیں اُس لب پہ تبخالا

نگہہ قیمت کبھی دل کی تو اُسیر بھی گران سمجھا
جو نقد جان کو بکتا ہو تو مجھکو بھی تو دلوالا

خریدی کچھ نہ جنس آکر ہم اس بازار میں سودا
بغل میں لے چلے اک دل سو وہ آتش کا پرکالا

اعمال سے میں اپنے بہت بے خبر چلا
آیا تھا آہ کس لئے اور کیا میں کر چلا

ہے فکر وصل صبح تو اندوہ ہجر شام
اس روز و شب کے دھندے میں اب میں تو مر چلا

مجلس سے مجکو اُٹھتے جلیسوں کے سامنے
عزت کبھو ندی یہہ کہ پوچھے کدھر چلا

روکا بعید ہنر اُسے ملنے سے غیر کے
لیکن ہنر یہ اُسکے نہ میرا ہنر چلا

سودا کہے تھا یار سے کیمو نہیں غرض
ادھر کھلی جو زلف ادھر دل بکھر چلا

میں دشمن جان ڈھونڈھ کر اپنا جو نکالا
سو حضرت دل سلمہ اللہ تعالا

جب مست چمن سے ہو چلا گھر کو وہ لالا
غنچے نے صراحی لی اٹھا گل نے پیالا

کہتا ہے نگہہ سے یہہ ترا گوشۂ ابرو
دیکھے جو کوئی خون گرفتہ تو نکالا

مانگا جو میں دل کو تو کہا بس یہی اک دل
جتنے ہی تو چاہے مرے کوچے سے اٹھالا

اے غنچہ سبب کیا ہے کہ آتے ہی چمن میں
گل جہاڑ رہے دامن کو تنے تجھے تو چھپالا

اتنا ہی تو یوسف سے مشابہ کہ عدم نے
پردے میں چھپا اُسکے تئیں تجھکو نکالا

اس انکھ ترا کے سے یہہ دل کیونکہ سکے سا براد
نے تیغ ہی اس پاس خنجر ہے نہ بھالا

فتنے ہی اٹھانے ہو گئی پشت فلک خم | ہر گز نہ کسی گرتے کو ظالم نے سنبھالا

سودا تجھے کہتا نہ تھا خوبوں سے مل اتنا
تو اپنا غریب عاجز دل بیچنے والا

بلبل نے جسے جا کے گلستان مین دیکھا | ہمنے اوسے ہر خار بیابان مین دیکھا
روشن ہے وہ ہر ایک ستارے مین زلیخا | جس نور کو تو نے مہ کنعان مین دیکھا
برہم کرے جمعیت کونین جو پل مین | لٹکا وہ تری زلف پریشان مین دیکھا
واعظ تو سنی بولے ہی جس روز کی باتین | اس روز کو ہمنے شب ہجران مین دیکھا
اے زخم جگر سودۂ الماس سے خو کر | کتنا وہ مزا تھا جو نمکدان مین دیکھا

سودا جو ترا حال ہے اتنا تو نہین وہ
کیا جانئے تو نے اوسے کس آن مین دیکھا

والا کو تری چشم کے آزار ہی رہا | عیسی وقت تھا سو وہ بیمار ہی رہا
چھوٹا جو زلف سے تو پھنسا دام خط بیچ | یہ مرغ دل ہمیشہ گرفتار ہی رہا
جاتی رہی ترے چمن حسن سے بہار | بلبل کی گل نظر مین ولے خار ہی رہا
جب سے ہوئی ہے قابل شمشیر وہ کمر | چھاتی پہ میرے مرہم زنگار ہی رہا
دیکھا ہے تجھکو در پہ ترے جنے ایکبار | پھر جب تلک جیا پس دیوار ہی رہا
کل روز ایک یار نے اس شوخ سے کہا | سودا کے دیکھنے سے تجھے عار ہی رہا
بولا کہ حق بطرف ہے اس امر مین کہ یار | جب سے ہوا وہ خلق بد اطوار ہی رہا

اتنا تو وہ برا ہے کہ چہرے کا اسکے رنگ
پھر عمر اسکی شکل سے بیزار ہی رہا

انکھوں سے اشک جتنا آتا تھا سب آیا | زخم جگر نے یار رویا نہ مگر چھر آیا

ہے داد خواہ بلبل اس جنگ جو پہ یارو
ہوتے جو غیر کے ہین وارد ہوا گہر آ کے
جس غنچے سے پیار بیتے تہے ہم اُتنے
ہر روز کے حال دیکہا روشن کیا ہے اسیر
دل نقد جان تک اُسکو جاہیے تہا مین جو بیدرد
صبح شب ملاقات ایسی ستم تہی یارو
عاشق نہین وہ جسکا ناصح سیئے گریبان
اب دغدغہ نہین ہے کچھہ سیل حادثہ کا
کہتا پہرے ہی ناصح شیخی کی راہ یارو

تیغ نگہہ سے جسکی گلہو مین گل بہایا
پیت رہ گئی کہ آتے انکہون ہی مین سرایا
دہڑنے کی کہو پری ہین پانی جہین پلایا
انکہون نے آہ میرا پانی سے گہر جلایا
قیمت پہ اک نگہہ کی پہر آپ ہی بکایا
جسکے سپیدہ دم نے روز سیہ دکہایا
سینے کے زخم پر بہی ٹانکا نہ یہان لگایا
اپنا تو گہر عزیز اک چاہ نے ڈبایا
اُس بیوفا کا ملنا سو واسے مین چہڑایا

ملنا چہڑایا مجہسے دوری کی زندگی نے
محجوب ہو پہر اُسکو مین نے نہ منہہ لگایا

تیرے کوچے سے جو مین آپ کو چلتے دیکھا
تیغ تیری کا سدا شکر ادا کرنے مین
کیون دیا دل مین ترے طرۂ مشکین کو گر
ڈوبے اُچھلے تو بہت دیکہے مین ہم دریا کے
استقامت ہے عجب ہے نہین جسمین لغزش
عیش آلودۂ افسوس ہے اس جا کہ حنا
فضل حق ہو تو تنزل ہی ترقی ہو جاے
آہ و نالے سے مرے دل نہ پسیجے اُسکا
تیغ کا زخم اٹہا سنبہلے ہی انسان لیکن

جی کسی تن سے نہ اسطرح نکلتے دیکھا
لبہو نکو زخم کے دن رات مین ملتے دیکھا
کہین ہم بہی نہ پریشان مین ملتے دیکھا
ڈوبا اس چاہ ذقن کا نہ اچہلتے دیکھا
نخل کا پانو زمین پر نہ پہسلتے دیکھا
جسکو پہنچے تہی آسے ہاتہہ ہی ملتے دیکھا
قطرہ گوہر ہو صدف سے مین نکلتے دیکھا
مین ہوا سے نہ کبہو سنگ پگہلتے دیکھا
سامنے تیر نگہہ کے نہ سنبہلتے دیکھا

سوجھی تدبیر نہ تقدیر کو بہلانے کی | جب تجھے قتل پہ عاشق کے مچلتے دیکھا

اپنے منہہ سے نہ کہا کن نے سخن کو گوہر
لعل سودا ہی کو یہ چشم نے اگلتے دیکھا

آندہی بہار یار رونے رنگ ابر گہرا | ہم اور سنگ طفلاں یہہ شہر اور صحرا
جیتا ہے محتسب سے مستونکو کچھ نہیں ڈر | ذردون سے آ ملا سگ دیوے گا کون پہرا
دنیا کی گفتگو کو جس سے سنا میں نے | یہہ جانتا ہوں تب سے کرنا ہی عشق ٹھہرا
اس بے قرار دل کو کیجے سپند اشسیر | جامے کا رنگ تیرا کیا خوب ہے سنہرا

سودا بہلوں کو ہرگز بدگو کا کچھ نہیں ڈر
از خاک کے توان شد نقصان چشمہ را

جہتنا ضرور رخ پہ ہی زلف سیاہ کا | روشن بغیر شام نہ چہرہ ہو ماہ کا
جلکر تو اے پتنگ گرا پاے شمع پر | ہوں داغ عذر دیکھ کے تیرے گناہ کا
جوں سایہ اس چمن بیچ پہرا ہیں تمام عمر | شرمندہ پا مرا نہیں برگ گیاہ کا
تاراج ترک چشم بتاں کیوں نہو یہہ دل | غارت کرے ہی ملک کو فرقہ سیاہ کا
اے آہ شعلہ بار ترا کیا کہوں اثر | رتبہ رکھے ہے کوہ ترے آگے کاہ کا

حاضر ہے تیرے سامنے سودا اگر اسکو قتل
مجرم یہہ سب طرح سے ہے پر اک نگاہ کا

ترکش آئینہ سینہ عالم کا جہاں مارا | مژگاں کے بان نے تو ارجن کا بان مارا
آتے مجھے جو دیکھا تیر و کماں اٹھا کر | کہنے لگا کہ یارو رکھیو جہاں مارا
دندان و لب پہ سادے تہا نیم جان میں لیکن | مسّی دو انگلی مل کر کہایا جو پان مارا
لیتے ہیں عشق جسکو سب جیبہ ہی کہاتے | اک زہر سے کہ جسنے ہر نوجوان مارا

جہان جو کوئی آیا پھرا آسمان دلی سے
وو دن کہان کے رو لی جی سے مران مارا

پیوند ہو زمین کا یارب شتاب تا صبح
سی سی مرا گریبان اُسنے تو جہان مارا

سونے سے رات کروٹ اسنے نہ لی او ریہی
آہ و فغان نے برہم سارا جہان مارا

سودا کو بات کرتے تجسے کبہو نہ دیکہا
کہہ کس گنہ پہ تو نے وہ بے زبان مارا

یہان اس شرم سے عیسی نے گذارا نکیا
چشم خوبان کے جو بیمار کا چارا نہ کیا

کس گلی دیکہہ کے مین اسکو پکارا نکیا
مرنے تک دیکہنے کا ننگ گوارا نکیا

کسی کا دین کیا حق نے کسی کی دنیا
سب کا سب کچہہ کیا پر تجہکو ہمارا نکیا

خلق پیدا ہی جہان کا کہ گیا جیو اپنے
قصد پہر آنے کا اس گہر مین دوبارا نکیا

کسنے دیکہا نہ تجہے یون کہ گلی مین تیری
ہاتہہ اپنے وہ سر و سینہ پہ مارا نکیا

آتش عشق پہ جون ہے دل بیتاب مرا
قایم اپنا رہوس نے بہی پارا نہ کیا

کیا گلہ ہمکو ہے اسکا کہ نہ چاہا اُسنے
ملک دل یار کا کچہہ ہمسی اجارا نکیا

مجہہ گدا نے ہی کسو شاہ سی ڈالا نہ سوال
کو مجہے بخت نے اسکندر و دارا نکیا

دہر یا نے تہا متاع دو جہان اے سودا
بینوائی نے مری اسکو اشارا نکیا

جنہون کی نظرون مین بسم شک مین دیا انہین کو وفا را پنا

عجب طرح کی ہوئی فراغت گدا ہون پہ وہ دلے سے بار اپنا

کرون سو کیا آہ و نا امیدی وہ ہو وے کسطرح یار اپنا

نہ گہر مین رہنا ہے اسکا شیوہ سدا نہ بہہ نا شعار اپنا

نگر ہوا آباد جسکے دل کا پوچھہ اس سے تو دکھہ ہمارا

بستے تھے
مراد یہہ کہ جو وصال محبوب سے خوش ہوا

یہہ وہ دشمن اس رئیس سے تک جو لٹتے دیکھا دیار اپنا

جو دہوم اٹھنے سے تیرے خط کے اب ایک عالم مین مچ رہی ہے

چمن مین وہ شور ڈال سکتی ہی غنچہ تو دیکھو بہار اپنا

اثر ہمارے سخن کا ظالم نہین ہے سوا ایک تیرے دل مین

یعنے سوای حصہ یہہ محاورہ مرزا کی ہے

وگرنہ وہ سنگ کون سا ہے نہووے جسمین شرار اپنا

جہان تڑپھتا ہی دل ہمارا کبھو تو ظالم وہان گذر کر

کوئی بھی صیاد چھوڑ جاتا ہے کرکے بسمل شکار اپنا

نہین جنہین عقل وو کرین ہین طلب جو ہوس سے کیمیا کی

جو فہم ہووے تو یہ از اکسیر ہے یہہ مشت غبار اپنا

ہوا نہ روز فراق مین یون کہ اکدم بھی مین آپ مین ہون

بے خودی نہ

ترستے دیکھا کبھو برے وقت آپ کو بھی مین یار اپنا

گران طبیعت جو ہو رہی یون نہوے وہ دن نصیب آئے

خدا اٹھا لے ہمین جو ڈالین کسی کی خاطر پہ بار اپنا

بزنگ تاک انید تا پھرے ہی جہان تو باغ جہانمین سودا

انگور

مین کیا کہون وہان سے وہ وہ ہشیار کرگئے ہین گذار اپنا

چلنے والا

جمن نہ تنہا جنہو نکے غم مین منوز چھاتی پہ کھا ہی گل شد

رکھے ہی اب تک ہزار جا سے وحشی بھی سینہ فگار اپنا

جو گنبدی مجھہ مت اس سے کبھو ہوا ہو ہوا | بلا کشان محبت پہ جو ہوا سو ہوا

مبادا ہو کوئی ظالم ترا گریبان گیر | مرے لہو کو تو دامن سے دھو ہوا سو ہوا

پہنچ چکا ہے سر زخم دل تلک یارو
کوئی سیو کوئی مرہم کرو ہوا سو ہوا

کہے سی شخص کے میری سرگذشت وہ بے رحم
یہ کون ذکر ہے جانے بھی دو ہوا سو ہوا

یہ کون حال ہے احوال دل پہ اے آنکھو
نہ پھوٹ پھوٹ کے اتنا بہو ہوا سو ہوا

خدا کے واسطے آ در گذر گنہ سے مرے
نہ ہوگا اب کبھو اے تند خو ہوا سو ہوا

دیا اسے دل و دین اب یہ جان ہے سودا
پھر آگے دیکھئے جو ہو سو ہو ہوا سو ہوا

جام خالی سے جو ساقی نے مجھے ٹہکایا
کہا میں بخشے صاحب مجھے میں بھر پایا

پڑا دریا پہ جو اس زلف سیہ کا سایا
کاٹا کالے کا بھی دیکھا یہ یوں لہرایا

میں بندھا تار نگہ کا ہوں قفس میں آیا
دام صیاد تہ خاک نہیں بچھوایا

لیلۃ القدر تھی یارو جو شب وصل ہو کیا
آخر اس شب نے مجھے روز سیہ دکھلایا

سمجھا تھا میں خطر راہ محبت ناصح
میری تقصیر نہیں دل نے مجھے بہکایا

یہ تمہو چمن سے خالی نہیں اے رشک بہار
داغ تجھ عشق کے لالے کے بھی یاں گل کھایا

ہمسری کی مہ نو نے جو تری ابرو سے
بدر کر چرخ نے چہرے سے اسے گہنوایا

مت کر اغماض خط آنے پہ کہ یہ صد غیب
ناز بردار دنگو ترے خط رخصت لایا

رات جو رند ہوئی شیخ سے عمامہ طلب
شیخ نے کام بزرگی سے کیے نہیں فرمایا

گرچہ رودیا میں ترے غم میں بہت سا لیکن
اپنے رونے کا مجھے رات تسلسل بتایا

خون سے سر قطرہ اسکو تھا ہی لخت جگر
تو مژہ تک بھی نہ پہنچیگا کہیں یہ آیا

معنی خامہ کی زبان سے جو مرے رنگین ہے
حسن دزدوں کی میں بندش نے مرا بتایا

ہے تصنیع تجھے کہتا ہوں یقین کر سودا
گل جدا شاخ سے جب دم کہ ہوا مرجھایا

اب تلک عشق کا طوفان نہوا تھا سو ہوا
تجھ سے جو دیدہ گریان نہوا تھا سو ہوا

جتنے دیکھا ترے منہ کو کہا سبحان اللہ
قدرت حق سے نمایان نہوا تھا سو ہوا

خون دل چشم سے بہتا تھا نے دامن تک
موج زن تا بگریبان نہوا تھا سو ہوا

قابل شانہ ہوئی زلف تری جب سے
کبھو جو دل کہ پریشان نہوا تھا سو ہوا

داغ تجھ عشق کا چمکے ہی ترے دل بیچ
مہر و زر ہمین درخشان نہوا تھا سو ہوا

خط کی خوبی ترے عارض پہ یہ کہتی ہی کہ سو
رونق ملک سلیمان نہوا تھا سو ہوا

ابر مژگان کے تصدق سی ترے اے سودا
سبز و خورم جو بیابان نہوا تھا سو ہوا

سنکو جو چہا مہ تو سحر کہنے یہ لاگا
داغی وہ غلام آج مرارات سے بھاگا

پہنچے نہ حلاوت کو کبھو اسکے دہن کی
قند نے گویسے کو شیرینی مین پاگا

تو رشتہ عمر اپنی سے ناپے جو مری بات
مت حرص و ہوا باندھ کہ کوتاہ یہ تاگا

اتنا نہ ستم کر کہ اٹھون خواب عدم سے
سب محشریان بولین عجب فتنہ یہ جاگا

حلوے کو بہار اسکے کوئی پہنچے ہی سودا
گو لالہ و گل باغ مین سو ہا کرین پاگا

کل سیر چمن کو جو گیا تھا طرف باغ
گلگشت کر ادھر سے جو ہین پہرنے وہ لاگا

پیچھے سے تو دامن کے تئین خار نے کھینچا
اور سرو کھڑا ہو کے لگا روکنے آگا

عشاق ترے سب تھے بیزار تہلکو مین تھا
جگ کے خرابہ اندر اک خوار تہا سو مین تھا

داخل شہیدو نین تو تو ہو گا کے سب تھے
شمشیر ناز سے پر افگار تہا سو مین تھا

سنبل کے بیچ مین دل ترے تھا کسی کا
نرگس کا ایک ترے بیمار تہا سو مین تھا

تجھ کہہ تین غرض مطلب کسکے نہ تہا زمانہ
در پر جو ترے نقش دیوار تہا سو مین تھا

داغ محبت انکل جب تہا ترا نہ جگر مین
داغون سے جسکا سینہ گلزار تہا سو مین تہا

گو عشق مین تمہارے عشاق اب مقرر ہین
اول زبان پہ جسکے اقرار تہا سو مین تہا

تجہہ عشق مین نصیحت سب یار مانتے ہین
ناصح کے ہر سخن سے بیزار تہا سو مین تہا

اس میکدے مین سودا ہم تو کبہی نہ بہکے
سب مست و بیخبر تہے ہشیار تہا سو مین تہا

اسیری کی جو لذت سے پڑا دہب آشنائی کا
مزا ارور و مرے دل سے ہوا رخصت رہائی کا

تماشائے نوا دکہلا کے صیاد بر سر یہ
نگاہ سرمہ سا موجب ہے اپنی بینوائی کا

ہوا جاتی رہی دعدون ہی مین تنگ تنہائیکی
جواب ہی سو رہو مل کر تو جاتا ہے گیا کا

برائے چشم بیمار بتان موزون و موزون ہے
جو ہر مصرع ہو میل سرمہ دیوان شفائی کا

کمال کفر ہی اے شیخ ایسا کچھ کہ اوس بت نے
پرستش سے مری پیدا کیا جلوہ خدائی کا

عجب قسمت ہماری ہے کہ جسکی شمع الفت سے
چراغ دل کیا روشن ہوا ہے داغ آشنائی کا

عجب شانہ کے طالع ہین کہ اوسکے ہاتھ کی سودا
ہمیں ہی کوتہی اس زلف کی موجب رسائی کا

ساقی چمن مین چھوڑ کے مجھکو کدھر چلا
پیمانہ میری عمر کا ظالم تو بھر چلا

گل مست سمجھیو باغ مین آ عندلیب
غنچے کا دل دہن پہ کسیکے بکھر چلا

لیتو وہ ہمایہ تھا تو ہمارا نہال عشق
خوبون کی سرد مہر سے لیکن بکھر چلا

گذرا اپنے دل مین یار کا کچھ کم سے اندیو
آلودہ آب گرد سے تہا بہر نتہر چلا

اس بحر مین ہے موج کی حافظ انگشتگی
فیصل ہوا حباب کہ جس دم ابہر چلا

ریکی جی یہہ بہار کہ یار و سوے باغ
زاہد گرو کلال کی دستار دہر چلا

ناقل ہے اس مریض سے ظالم کہ جسکے یار
آیا کوئی تو تو تختہ تک اپنے گہر چلا

عالم تو مر رہا ہے ہر ایک آن پر تری | تیغ و سپر تو لے لیکے یہہ کس پہ پہر چلا

سودا کے زرد چہرے کو شوخی کی راہ سے
کہتا ہے تیرا رنگ تو کچھہ اب نکھر چلا

جب بزم میں بتا بکی وہ نشہ گیا تھا | آئینے میں ہر پری رو منھہ دیکھہ رہ گیا تھا

کیا کیا دلا کے غیرت رکھا میں باز انکو | ورنہ [illegible] باتیں تیری میں سمجھہ گیا تھا

سودا پہر آج تیری انکھیں بہر آئیاں ہیں | عالم کے ڈوبنے میں کل کچھہ ہی رہ گیا تھا

بیحد قریب ڈوبنے کے ہو گیا تھا

ٹکڑے ہوئی جگر کے آنسو رہ بہلے کو
خوناب دل سے ورنہ آفاق بہہ گیا تھا

عشق کی خلقت سے آگے میں ترا دیوانہ تھا | سنگ میں آتش تھی جب تو شمع میں پروانہ تھا

بر سر لطف و عنایت ہم پہ جب آیا فلک | سر پہ جو تیر بلا بیٹھا سو وہ پر خانہ تھا

اختلاط اہل آبادی سے دل آیا ہے تنگ | اے خوشا وقتیکہ تنہا ہم تھے اور ویرانہ تھا

اس چمن میں جب تلک ہم نشہ مستی میں تھے | عمر کا اپنے پر از خون جگر پیمانہ تھا

ایک برہمن زادہ کل کہتا تھا یوں ملکے ہمیں | ہم میں اور سودا میں کسقدر یارانہ تھا

چشم اہل قبلہ میں آج اٹھتے کی جوں سرمہ جا
حیف اس شخص جو خاک رہ میخانہ تھا

کرتا ہوں سیر جب سے یہہ گلستاں بنایا | کیا جانے گل خدا نے تجھسا کہاں بنایا

اک نام تو سنا ہے دیکھا نہیں کسی نے | حق نے نشان عنقا تیرا دہان بنایا

معنی میں خوبروبان سب دلستان ہیں لیکن | اللہ نے تجھی کو اک جانستان بنایا

دل کے لینے والے | جانکا لینے والا

صنعت سے وہ مکو اول بزاز کھولتا ہے | یوسف سی تو بہا میں تجھکو گراں بنایا

تو مت بگاڑ اسکو ہے باغبان کہ میں نے | نزدیک آتش گل اب آشیان بنایا

عالم کے قمری اُٹھا ہے طوق بندگی کا — قامت کو جب سے تیرے سرو رواں بنایا

اکثر نشان سب نے ہیں عالم میں نام خاطر

تو نے سخن کو سودا اپنا نشان بنایا

بایا دہ ہیں اس باغ میں جو کام نہ آیا — کچھ اپنے لیے جز ثمر خام نہ آیا

اے زمزمہ پرداز چمن نالہ ہمارا — وہ مرغ نہ سمجھے جو تہِ دام نہ آیا

تو شکل کمان خانۂ گردون ہے مقتر — پر اس میں نظر گوشۂ آرام نہ آیا

گلستان تو پر از میوۂ اقسام ہے لیکن — سایے میں کسو نخل کے آرام نہ آیا

ہے رنگ تماشائے جہان صورت خورشید — جو صبح کو دیکھا وہ نظر شام نہ آیا

ہر عید مہ نو نے کیا قصد کہ دیکھے — لیکن وہ کبھو تا لب بام نہ آیا

ہے طرفہ تمنا کہ رہوں لب بلب اُس کے — جس سے کہ کبھو بوسہ بہ پیغام نہ آیا

آفات ہی اے چرخ اُٹھا جانی تو نے — ظالم کسی گرتے کو تجھے تھام نہ آیا

یوں منہ نہ دھوا صبح کہ آگے مرے سودا

جوں لالہ پر از خون جگر جام نہ آیا

نور اخذ ہنر کرنے میں دل کا ہیں گنوایا — جوں آئینہ جو ہنر نے سب مجھے عیب لگایا

جلوے سے ترے ہم ہیں صنم بزم جہاں میں — گر شمع نہ ہووے تو شب تار ہی سا یا

کام آب کا لے خاک سی بی روشنی طبع — آئینہ نے منہ گرد سے بہر عمر دھلایا

جو خاک نشین ہیں نہ انہیں سمجھو کم قدر — وہ دانۂ خرمن ہے جسے ماٹی میں ملایا

ہے حسن سے یہ فیض کہ صحبت میں تمہاری — بد خلقی جسے کہتے ہیں سو ناز کہایا

صناع خرابات جہاں میں ہیں کہ جنہے — نام اپنے بزرگوں کا خم مے میں ڈبایا

کچھ کرسی خاطر میں نہ لایا ہمیں کوئی — ریختہ کسی خاطر میں ہمارا نہ سمایا

مین ننگ ہون اُسکا کہ قبیلے مین سی کوئی / میراث اُسکے بہی لینے کو وارث نہ بلایا
رونے نے کیا حال دل اُس شور و شیون سے جتایا / سودا نے دیا عشق کا بانسے جلایا

ردیف با

نالہ شبنم کرے عزم سفر آخر شب / راہ رو چلنے پہ باندھے ہے کمر آخر شب
سانس ٹہنڈی ہی کسی یوسف کی ہے ورنہ نسیم / کر سکے ہی ترے کوچے سے گذر آخر شب
مژدۂ وصل ترا یار مجہے یون پہنچا / جون مہ عید کی صبا ہم کو خبر آخر شب
دوست ہر چند ہمارا ہے موذن لیکن / دشمن خواب ہے جون مرغ سحر آخر شب
اسقدر شفقت ہے شکل کا اپنی کہ سدا / آئینہ ہاتھ مین مشرق کو نظر آخر شب
روکون نالہ کو لب پر تو کرون کیا ایدل / شام تاثیر ہی نے اسمین اثر آخر شب
انتہا عیش جہان کی جو تو دیکھا چاہے / بزم مستان پہ نگہ غور سے کر آخر شب
صورت ماہ شب بیست و پنجم سودا / کچھ ڈہلا جلوے سے آیا وہ نظر آخر شب

آپ جسکو چاہئے اور وہ نہ چاہے دو جواب / دوستی اُسسے کوئی کیونکر نباہے دو جواب
یہہ کہان طالع کہ ہمسے آپ ہووین ہمکلام / عرض اپنا جب کرین احوال کیا ہے دو جواب
کب کہا ہمنے نہ اوروں سے ملو لیکن میان / وہ چلن چلئے کہ سب عالم سراہے دو جواب
کوئی تمسے دوستی کو کر کے اب کسو سطے / روگ اپنی جان کو ناحق بساہے دو جواب
جسکو دعوے غلامی تمسی ہو اس شخص کو / کیا مناسب ہے کہ بعد از سال و ماہ دو جواب

کہولی گرہ جو غنچے کی تونے تو کیا عجب / یہہ دل کہلے جو تجہسے تو ہو اے صبا عجب
گل پاد عندلیب کو پہنچا تو کیا ہوا / فریاد کو مری ہی پہنچنا ترا عجب
اسلام چہوڑ ہمنے کیا کفر اختیار / تو بہی وہ بت نہ رام ہوا اے خدا عجب
بیگانہ وار آسکے نہ پوچہا کبھی ہمین / تم بہی تو کوئی ہو مری جان آشنا عجب

کی سیر ملک ملک کی سودا نے بھی و لے
اے شیخ میکدے کی سی آب و ہوا عجب

گرچہ ہوں زیر فلک نالۂ شبگیر نصیب
پر اسے کیا کروں یارو نہیں تاثیر نصیب

جب تب اُسکو ہی تری زلف گرہ گیر سے کام
کس قدر یہہ دل دیوانہ ہے زنجیر نصیب

تو نے دل کو نہ بناتے ہیں کسیکو دیکھا
ظاہرا دیر میں یہہ گھر نہیں تعمیر نصیب

جرم گو غیر کرے تو بھی معاتب ہوں میں
بگنہ مجھسا کوئی دیکھا ہے تعزیر نصیب

کوئی تو کشتۂ ابرو ہے کوئی مژگان کا
تیغ قسمت میں کسیکے ہے کوئی تیر نصیب

کیمیا خاک در شاہ نجف ہے سودا
حق تعالی کرے اسطرح کی اکسیر نصیب

کیا تاب ہے جو منہہ پہ ترے آوے آفتاب
دیکھے جو بہر نگاہ تو جل جاوے آفتاب

اس مکھڑے کے حضور کیسے بہاوے آفتاب
یہہ دل جلوں کی گرمی کہاں پاوے آفتاب

دیکھے ہی منہہ ترا تو یہہ کہتا ہے شرم سے
یارب یہیں زمین تو سما جاوے آفتاب

ردیف تا

ہندو ہیں بت پرست مسلمان خدا پرست
پوجوں میں اُس کسی کو جو ہوا آشنا پرست

اس دور میں گئی ہے مروت کی آنکھہ پھوٹ
معدوم ہے جہان میں چشم حیا پرست

دیکھا ہے جب سے رنگ کفک تیرے پاؤں میں
آتش کو چھوڑ گبر ہوئے ہیں حنا پرست

چاہے کہ عکس دوست رہے تجھہ میں جلوہ گر
آئینہ وار دلکو رکھہ اپنے صفا پرست

آوارگی سے خوش ہوں میں اتنا کہ بعد مرگ
ہر ذرہ میری خاک کا ہووے ہوا پرست

سودا اسے شخص کے تئیں آزردہ کیجئے
اے خود پرست حیف نہیں تو وفا پرست

نظر آجاتے ہیں جیسے کہ مندستانمین صورت
کبہو کا ہاتھ جو حلق ایسی ہوئی تہا تمین صورت

زلیخا سی کہو تک دیدۂ تحقیق سے دیکہے
یہ از یوسف نظر آویگی ہر انسان کی صورت

حسین ہین شور ہے تجہہ جامہ زیبی کا کہ ہر گل کی
نظر آتی ہے چاک جیب کی دامانمین صورت

مرا دل کیون نہ میرے خونکا پیاسا ہوا ظالم
ملے ہی اُسکی تیر سے تیر کے پیکانمین صورت

زمانے کو بہلا سودا کوئی کس طرح پہچانے
کہ اس ظالم کی کچہہ سے کچہہ ہے ہر ایک آنمین صورت

ماتین ہین کسے واقف اسرار محبت
پوچہین نہ خدائی کو پرستار محبت

کیون مجکو نہ مارا غم دوری نے تری آہ
کس منہہ سی کرونگا مین پہر اظہار محبت

کرتے ہین اسیران قفس دام مین فریاد
لے سکتے نہین سانس گرفتار محبت

کیون کر نہ کرے آہ وہ دل آناصح بے درد
جس دل مین کہتکتا ہو پڑا خار محبت

ہر جرم کو ہے عفو ترے عہد مین ظالم
گردن زدنی ہے سو گنہگار محبت

باتون سے کچہہ اپنی نہین تیرا گلہ منظور
شکوے سے مزا دیتی ہے گفتار محبت

تک سادہ دلی پر تو مری رحم کر اے یار
ہون تجہسے ستمگر سے طلبگار محبت

روتی تہی مرے حال پہ بہیہری ابلا
جس روز کیا تجہسے مین اقرار محبت

ہر خار سے الجہا ہی مرا دامن پرواز
ہون رشتہ بپا بلبل گلزار محبت

دل طوطی خط کو نہ دے اُس شوخ کی سودا
کہا دیگا اس آئنہ کو زنگار محبت

نالے سے اپنے کا چمن مین جو کرون شاز درست
کب نکل سکتی ہے بلبل سے پہر آواز درست

سرو گلشن کو قد یار سی کیا نسبت ہے
قامت اسکی ہین قیامت کا ہے انداز درست

اورونکا ناز بہی دیکہا ہی تو بد خو سی ہے
ناز بیجا جو کرے تو تو ہے وہ ناز درست

ڈرتے ڈرتے جو کہا مین کہ ترا عاشق ہون
قہقہہ مار لگا کہنے وہ طناز درست

مغ نے دی پگڑی یہ زاہد کی مجھے آج شراب
کام سودا کا بھی ہوتا ہے خدا ساز درست

کام خدا ساز اوسے کہتے ہین جو اتفاق خدا کے کرنے سے ہو جاوے اور سامان اوسکا ہووا

ردیف ثا ث

جسکے خط اُترے تو اس سے دل لگانا ہے عبث
سیر کو وقت خزان گلشن مین جانا ہے عبث

ابر مین اے یار رہ سکتا ہے کتنا آفتاب
چہرے کو ہم سے نقاب اندر چھپانا ہے عبث

پوچھتے کیا ہو کہ شب کسطرح گذری تجھ بغیر
گذری سو گذری جو کچھ اسکا فسانا ہے عبث

ناصحا داغ جگر جون شمع پہنچا تا قدم
جل چکا جب سب تو کچھ آتش کو بجھانا ہے عبث

غیرت اے سودا نہین ہے مقتضی اسباب کی
جسکی دوری مین پھر اسکو منہہ دکھانا ہے عبث

ردیف جیم ج

سودا گرفتہ دل کو نہ لاؤ سخن کے بیچ
جون غنچہ سو زبان ہے اسکے دہن کے بیچ

پانی ہو بہہ گئے مرے اعضا مین کی گداز
باقی ہے جون حباب نفس پیرہن کے بیچ

جن نے نہ دیکھی ہو شفق صبح کی بہار
آکر ترے شہید کو دیکھے کفن کے بیچ

وہ خار سرخ رو نہین اہل جنونکے پانو
پابوس کو مرے جو نہ پہنچا ہو بن کے بیچ

گل رخصت بہار نہی شبنم صفت مین روز
رویا ہر ایک گل کے گلے لگ چمن کے بیچ

آتشکدہ مین دیکھ کہ شعلہ ہے بیقرار
آرام دل جلون کو نہین ہے وطن کے بیچ

بعد از شباب ہون تری انکھیان زیادہ مست
ہوتی ہے زور کیف شراب کہن کے بیچ

سودا مین اپنے یار سے چاہا کہ کچھ کہون
ایسی کی ایک نگہہ کہ رہی منکی منہ کے بیچ

سیر چمن عمر جو کی ہنسنے تو کیا ہیچ
رنگینی جوانی کا گل اُسمیں ہی بقا ہیچ

شیشے کو بہی توڑو تو نکلی ہے اک آواز
عاشق کا یہہ دل ہے کہ جو ٹوٹے تو صدا ہیچ

اسباب جہان دل نے کیا جب نظر انداز
پوچہا جو مین کیا دیکہے ہی دلو نے کہا ہیچ

ناصح تو نہین جانتا سُنے ہو درد سے آگاہ
بے عشق بتان جینے کی لذت بخدا ہیچ

مانی نہ بندے گا کبہو نقش اُسکی کمر کا
فرسودہ نکر خامہ کو اب فایدہ کیا ہیچ

کیا قافلۂ عمر سبک رو ہی کہ جسمین
جاہی جو سنے سامعہ آواز درا ہیچ

ناہان ہے سوال اپنی رعونت سکنی ہے
کونین تلک در نہ ہی بیش فقرا ہیچ

ہم شیخ کی سُنتے تہی مریدون سے بزرگی
دیکہا جو آ نہین جاکے تو عمامہ سوا ہیچ

سودا اسے کہا ہین کہ ترے شہر کو سنکر
جو دیکہا تجہے آکے تو اسے بے سر و پا ہیچ

بولا کہ تجہے یاد ہے وہ مصرع بیدل

عالم ہمہ افسانۂ ما دارد و ما ہیچ

یارو مین کیا عہد اسے مانیو تم سچ
دل پہر نہ کہین دون جو رہے اسکے یہہ جی ہیچ

جینے کی کوئی شکل نظر اب نہین آتی
وہان پر تو رستی جور و جفا اپنی یہان ٹیچ

ڈوبا ہی شفق بیچ صنم پنجۂ خورشید
یا مہندی کا ہاتہون پہ ترے رنگ رہا ہیچ

ایام جدائی کی مصیبت سو کہون کیا
پہر رات قیامت ہے جو دن کاٹے مرے ہیچ

جاویگی چلی بوے گل اُس غنچے بغیر یان
گو غنچہ پہرے رخت ہے تبقچے کو بجا ہیچ

کالی نہین بے بوسہ مگر دل پہ گوارا
جہوٹہا کوئی کہتا ہی تو میٹہے ہی لگا ہیچ

ہر بیت رکہے ہے یہہ غزل اپنی مضبوط
سودا جو کوئی ریختے کے گہر پہ کرے بیچ

ردیف ح

شمع مین ہر چند ہی سر سے گذر جانیکی طرح
کہب گئی دل مین ہمارے تیک گرد اطرح

یا تبسم یا نگہہ یا وعدہ یا گاہی پیام
تجھہ بہی آ خانہ خراب اس لگے سمجہائی طرح

بلبلونکو دون ہون دیوان فغانی کا مین درس
ورنہ گلشن مین ہے میری گو نسی جا کیطرح

تجھہ بن انکہون سے مری مردم ہوے صحرا نشین
سیل سے مجھہ اشک کے بہر گہر بہی ا

کاٹ کر چلتے ہی ناگن تب اثر کرتا ہے پر
سیکھہ لی زلفون سے تیری ابل کہا کیطرح

پہر گیا پیمان نے دلکو مرے دی شکست
توڑ کر کعبہ بنا ہے بین یہ بتخانیکی طرح

جاے گل توڑین ہین گلچین باغمین اب جیب گل
تجھہ نظر آتی ہے اے سودا بہار آنیکی طرح

آہ کس سرو مین قمری ہے قد یار کی طرح
نالہ کرتی ہے تو میرے دل افگار کی طرح

طفل و گنجشک کا دیکھا ہی کبہو ربط بہم
دل سے میرے یہی اس شوخ کی ہی پیار کیطرح

مجھہ فروتن کی ہی جون نقش نگین بات پسند
گو بظاہر نہو سیدہی میری گفتار کیطرح

دیکھتا ہون مین تری بزم مین ہر ایک کا منہہ
طلب رحم کی نظرون سے گنہگار کی طرح

ڈالی بازار جو سودا نے متاع دل کو
لٹ گئی دیکھتے ہی جنس خریدار کیطرح

تجھہ بن بہت ہی کٹتی ہے اوقات بطرح
جون تونکے دن تو گذری ہے برسات بطرح

ہوتی ہے اک طرح سے ہر اک کام کی جزا
اعمال عشق کی ہے مکافات بطرح

بلبل کر اس چمن مین سمجھہ کر تنک آشیان
صیاد تک رہا ہے تری گہات بطرح

پوچھا بیامبر سے جو مین یار کا جواب
کہنے لگا خموش کہ ہی بات بطرح

ملنے نہ دیگا ہمسے تجھے ایک دم رقیب
پیچھے لگا پہرے ہے یہ بدذات بطرح

سودا نہ مل کہ اپنی تو اب زندگی یہ رحم

ہے اُس جوان کی طرز ملاقات بیطرح

ردیف خاء

نہ بیچے دل کہیں یارو بزر نیلی کاخ
ہین دلبران جہان بہر مرغ دل طباخ

کسی سے ہو نہ علاج رہ اذیت دہر
کہ بند ہو نہ سکے منہہ یہ نوش کے سوراخ

کریم رہ بتواضع کرم جو کرتے ہین
ثمر بھری کے دی ہے جو برثمر سے شاخ

سخن انہونکا جہان مین مقبول دلہا ہے
سخن نکر سخن مقبلان مین ہو گستاخ

مین مرغ معنی کا اپنے ہون پوست کن سودا
جو شاہباز ہین کب پودنے کے ہون شلاخ

یہ ہاتھہ ہو سکے زلف اُسکی سی کہان گستاخ
نسیم دشانہ اگر ہو تو ہو وہ سب وہان گستاخ

چمن کی سیر مین اسکو اگر سُنے دم صبح
چلی نجاے صبا سوے بوستان گستاخ

ضرور ہے ادب خفتگان خاک اے یار
قدم زمین پہ نرکھہ ہر آسمان گستاخ

سمجھہ کے کوچۂ میخانے سے گذر زاہد
کہ رند ہوتے ہین اکثر بزاہدان گستاخ

کچھہ اُسکی بے ادبی کا گلہ نہین مجھکو
نظارہ بازون سے ہوتے ہین خوبان گستاخ

نہ جایو کبھو اے شیخ بزم خوبان مین
کہ تو وقار طلب اُنکی ہے زبان گستاخ

نہین مرا سخن طبع زاد اے سودا
کسی بزرگ کی خدمت مین در جہان گستاخ

ردیف دال

لے آئے در پہ ترے جو ستم کشان فریاد
ہوئی کسیکی نہ اُنمین سے رائگان فریاد

کیا ہی قد کو مرے شاخ ارغوانکا سنگ
تمہارے ہاتھہ سے اے جسم خونفشان فریاد

مین دیکھتا ہون جسے ہی وہ آپ ہی نالان
تمہاری کیجے کس پاس اے بتان فریاد

ہوا ہے اسکو مرا حال باعث تضحیک
کہ دیکھ کر مجھے کہتا ہے شوخ ہان فریاد

تم اپنے جور سے مت سمجھیو کہ نالان ہون
یہہ دوستونکی ہی دوری سے دشمنان فریاد

نہ میرے دل کی خوشی ہے موجب آرام
کبھو ہوا ہے کرے مرغ نیم جان فریاد

قسم ہے گل کی تجھے عندلیب سودا سے
جو تو کیا نکرے ملکے ہمزبان فریاد

برنگ نے نفس غیر تا مدد نکرے
کبھی نکر سکے تنہا وہ ناتوان فریاد

بزم مین وہ شمع رو یارب کریگا کب ورود
یون ہون آتش زیر پا جسطرح مجمر مین ہو عود

آتشین رخسار پر اسکے کیا خط نے نمود
گھر جلاوے دیکھئے کسکا اب اس آتش کا دود

رونق افزا کیون نہو آتش، چہرے پر آغاز خط
جتنی ہو تاریک شب ہو تو شمع اپنا فزود

کھتے ہین نیلم جسے تھا فی الحقیقت وہ لعل
ہو گیا ہی رشک سے تجھ لبکے رنگ اسکا کبود

ہے مسلم حسن مہ ہر چند پیش کائنات
گر ترے ہم چشم ہو جیسے تو ہی پہلو کا عدود

زاہد اسکے منع نے اس کی کھنچی ہے کج ادا
کوے میخانے سے گذرا محتسب پڑتا درود

یان فقط بجتی ہے ڈھولک خلل کہانیکا نہین
مت دکھا ساتھ اپنے پائی خلق شیخ اپنا نمود

اجر رندونکو ہے اسکا گو کرین زاہد نماز
غیر کی نام آوری کرتا ہے خاتم کا سجود

ہین زمانیکی نہین ہرگز سخاوت کا مقر
چھین کب لیتے ہین کچھ دیگر کسیکو اہل جود

یہہ دنی جو تجھکو سوپنے اسکو اپنا مت سمجھ
لے ہی یہہ مکڑیکو ٹکڑا کر حساب تار و پود

کوچ اس منزل سے ہے یاں رونکا نہین جاے غم
ہم بھی جا پہنچینگے آخر پاس اونکے دیر و زود

نقد دل دیکر کہین جی کو بلا مت مول لے
ہاں اے سودا نہین زنہار اس سودے مین سود

یہہ زندگی مری وحشت کا ننگ ہے صیاد
قفس مجھے ترے جنگل سے تنگ ہے صیاد

ناک اس برس تو کر آزاد یہ سمجھ لینا
چمن میں تا ابد گے نیت اب رنگ ہی صیاد

اشک کو کب ہے خشنا سے گہر سے پیوند
صاحب درد کی ہے اسکو نظر سے پیوند

دل کو میرے نہ جدا دیسے کر اپنی ظالم
مین کیا ہی یہ بہت خون جگر سے پیوند

واہی ابر نچڑتا ہے جو اتنا شاید
کسی عاشق کے ہوا دیدہ تر سے پیوند

کون ایسا ہی جسے دست ہو دل سے تمام
شیشے ٹوٹے تو کرین ہم بھی ہنر سے پیوند

کھینچتا کیون ہے عبث ناز طبیب اے سودا
درد کو دل کے نہین درد جگر سے پیوند

ردیف ذال

دفتر دہر کا ہی پیش نظر کاغذ
لکھے اپنے کا نہین علم ہے کیونکر کاغذ

لکھ رکھا ہی نہ ملے گو تری بیداد ظلم کی
دونگا حاکم کو نہ بنگا ہی محشر کا کاغذ

لکھنے سے وصف بنا گوش کے تیری یار
یاد ہے ہر رنگ مین اب تک بیت گوہر کا کاغذ

اسکی میں راستی قد کی ثنا لکھتے وقت
نہین پایا کبھو محتاج بہ مسطر کاغذ

نامہ اس شوخ کو مین کرکے رقم اے یار رو
اتنا رو دیا ہون کہ بجا ہے سناوو کاغذ

وہ تو سمجھے مین شرح کی دیدے اے آتش
جب اسے بھیجون ہون تر کاغذ

بسکہ رنگینی معنی ہے مرے دیوان کی
ہر ورق کا ہی گلستان کے برابر کاغذ

ردیف را

خرمی پھرتی ہی یون اس دل پُر غم سے دور
جون پھرین اہل طرب خانۂ ماتم سے دور

گذری جس غم سے ہمین زندگی دہ روزہ
رکھیے اس غم کو خدا ماہ محرم سے دور

اب تری داد کو پہنچے ہی فلک اے بلبل
زخم گل کو جو رہے بخیہ دم مرہم سے دور

پنبہ داغ ہین سینے کے مرے ہی جو سوز
یارب اس سوز کو رکھیو تو جہنم سے دور

چمن دہر مین توام ہے سدا شادی و غم
خندۂ گل نہ رہے گریۂ شبنم سے دور

آہوے دشت جنون ہون تو نہ جہہ اپنا دام
بلکہ رتبہ رہے وحشت کا سمجھ رم سے دور

تک درد سے ہوتی ہے جو مجکو سیری
زخم یارب نہ رہے سینہ کا مرہم سے دور

عقل نے ایکدن آکر یہہ کہا سودا سے
یا ہمین یا ہمسے رہا کیجے یا ہم سے دور

لیکن اتنا ہی کہ وہ کام نہ کیجو پیارے
جسکا ثمرہ رکھے تم کو دل عالم سے دور

جوش سے میرے جنونکے کیا خوش آتی ہے بہار
پیرہن مین گل کے پہولی نہین سماتی ہے بہار

آشیان باندہی ہے کس امید پر اے عندلیب
آتش گل سے کوئی دن مین جلاتی ہے بہار

اسکو گلگشت چمن کا ہی دماغ اے باغبان
کہینچ کر میرا گریبان یہان لے آتی ہی بہار

شور سنکر ہمنوائونکا اُلبتا ہے یہہ دل
رخصت یک نالہ اے صیاد چاہی ہے بہار

عارض گل پر نہین شبنم عرق ہی شرم کا
دیکھہ کر میرا جنون یارو لجاتی ہے بہار

اسکی انکھون سے کہواتی ہے مستی سیکھہ کر
اس برس نرگس پہ کیا دیکھو میں لائی ہی بہار

خوش رہو اے عندلیبو اب نہ گلشن مین مجھے
خانۂ زنجیر تہا خالی بلاتی ہے بہار

اب خدا حافظ ہی سودا کا مجھے آتا ہی رحم
ایک تو تہا ہی دوانہ تس پہ آئی ہی بہار

یہہ نہو مہر کا نت رہے گہر سے باہر
سوجتن کیجے تو نکلے وہ در سے باہر

طاقت اک آن تحمل کی نہین اور رہا دوست
صبر فرمائے ہی مقدور بشر سے باہر

غیرت اے آہ تجھی کو ہوا ہے رہ سینے مین
نے سے بھی نالہ نکلتا ہے اثر سے باہر

منفعل ہو عمل زشت سے اے دل کہ نہیں
عیب کو اپنی پہنچنا ہی ہنر سے باہر

راز دیر و حرم اُن نکہ رہین ہم ہرگز
ورنہ وہان کیا ہی جو ہو اپنی نظر سے باہر

اثر اُن نالون نے نہ کیا سن کے جنہیں
سنگ سی نکلے شرر شعلہ شرر سے باہر

ناصحا کچھ یہہ نصیحت سے نہین ضبط سرشک
طفل آوے ہی نہ کبہو ہوئے کے ڈر سی باہر

آوے ہے گہر سے وہ زاہد لیے اسطرح کہ جون
نکلے ہے مہر گریبان سحر سے باہر

جیب سے چرخ کے ششتی ہی تیغ تری جس دم سے
سر نکالا نہ مہ و خور نے سپر سے باہر

دیے کو ملک سلیمان کے بلایا مجکو
ہر قدم مین نہ رکھا دل کے نگر سے باہر

ہوں وہ آوارہ کہ طفلی ہی مین ان جو اب تک مجھی
کردیا مادر ایام نے گہر سے باہر

جنس ناکارہ کے خواہان ہین خریں مجکو
یہہ وہ سودا ہی جو ہے نفع و ضرر سے باہر

کام آیا کچھ اپنا تن زار آخر کار
سمجھے اکسیر جسے نکلا یہہ غبار آخر کار

داغ ست کہا تو تو عشق کا ہم کہتے نہی
کیون دلا کی یہ اس گل نے بہار آخر کار

وقت تغافل نہ تہا اس دل کی گرفتاری کا
ہاتھ سے مفت دیا مین یہہ شکار آخر کار

باغبان تہا مجھے وہ دن کی ہوا پر یہہ غرور
سر سے باغ مین گل رہ گئے خار آخر کار

عشق ذرہ بھی اگر ہو تو اسی کم مت جان
ہو کے شعلہ ہی نکلتے ہی یہہ شرار آخر کار

اسقدر جرعہ کش خون خلایق ہے تو
جی ڈرتا ہے کہ کھینچے نہ خمار آخر کار

ناصح اس جیب کے آیا تہا رفو کرنے کو
گم کیا ہاتھ سے سر رشتہ کار آخر کار

دل پرویا تہی بھی تجہ زلف مین سمجھے لیکن
تاب گوہر کی نہ لاویگا یہہ تار آخر کار

سوزش داغ دل اپنے کی دغا ہے سودا
کیا کہون مین کہ ہوئی شمع مزار آخر کار

پھینکے جو کماندار مرا تیر ہوا پر
سیمرغ نہ بچے پھر نہ عصا قیر ہوا پر

مرقد پہ مرے موج نسیم آوے تو یوں جان
دیوانہ تہ خاک ہے زنجیر ہوا پر

گرجائے گردون پہ نظر چشم فنا سے
ہے شکل حباب اسکی بھی تعمیر ہوا پر

توسن پہ تجھے دیکھ کہے مانی و بہزاد
اللہ نے کھینچی ہے یہ تصویر ہوا پر

سودا کی درِ دوست جو یارب نہ گئی خاک
اس جرم کی تو کیجیو تعزیر ہوا پر

اٹھ جانے میں ہے زور مزا یار سے لڑ کر
ملتے ہیں تو پھر چھاتی سے چھاتی کو رگڑ کر

یوں جوں ہوں میں جس بت کو خدا کا ہے تراشا
آذر نہیں لایا وہ مرے واسطے گھڑ کر

خود کردہ کا درمان کہو میں کیا کروں یارو
دل آپ نے لیا مجھسے نہ لڑ کر نہ جھگڑ کر

کہتا ہے یہ سودا وہ بچا ہے گا کہاں تک
جا بیٹھونگا دروازے پہ اب اسکے میں اڑ کر

دانا ہو سو سمجھے کہ محبت نہیں وہ شے
در پر کسی بیٹھے جسکے لیے اڑ کر

دل نکر منت زراہ بیقراری بیشتر
نازکو کرتی ہے یہاں الحاح و زاری بیشتر

ناصحا اس عشق سے ہوتا ہی ذلت یاب دل
جس میں حرمت کم ہو رسوائی و خواری بیشتر

یار دیکھوں تو نے ہو مستغنی مرے احوال سے
غم کو کھاتی ہے تمہاری غمگساری بیشتر

کیوں نہ لاگو ترک چشم یار اس کے رہیں
صید جیتا نے کے در پی ہوں شکاری بیشتر

کشت پر تخم عمل کے اپنے جیتا جائے رو
نفع یہاں رکھتی ہے سودا آبیاری بیشتر

ردیف ر

منزل کے پہنچنے سے ورے قافلہ دے چھوڑ
اے دل سمجھ ان ہمسفروں کا گلہ دے چھوڑ

ہو صاعقہ اس خار پہ صحرا میں الہی
اس دل کا رہ عشق میں جو آبلہ دے چھوڑ

تکلیف مریدی مجھے کر شیخ سمجھ کر
اس زلف کا کسطرح کوئی سلسلہ دے چھوڑ

ممکن نہیں ہے روح مقدس سے حزیں کے
ایسی جو غزل ہووے تو سودا صلہ دے چھوڑ

بے دیکھ نخل وادی ایمن ہر ایک جھاڑ
روڑا ہے کون جو نہیں طور کا پہاڑ

تیز نگہہ نے تیرے دلوں کو الٹ دیا
مژگاں تری نے دی ہیں صفوں کی صفیں بچھاڑ

کتنا شگفتہ رو ہے کہ مانند آرسی
چھاتی کے جیسے سامنے کھل جائیں ہیں کواڑ

منعم نہ مر بنا کے عمارت کی فکر میں
یہ سب حویلیاں تھیں جہاں تک ہیں اب اجاڑ

ہو تر ہے مے کے پینے سے رشوت کلال کی
کہہ محتسب سے دختر رز کی لکھا ہے پہاڑ

تنہا نہ شمع روو ہے سودا کی خاک پر
گل بھی تو توڑتے ہیں گریباں کو پھاڑ پھاڑ

ردیف زاء

بے خبر درد محبت سے ہے وہ یار ہنوز
دیکھ ہے دل دینے کے واقف نہیں دلدار ہنوز

رحم سرگشتگی میری پہ اسے کیا آوے
نہیں گلیوں میں گئی اسکی شب تار ہنوز

نہ ابھی قطرۂ اشک اسکی مژہ تک آیا
نہ گھسا اسکے گریباں کا کوئی تار ہنوز

آپ نالاں ہو تو دیوے مری فریاد کی داد
سو تو وہ گل ہے نہیں بلبل گلزار ہنوز

کیوں نہ بہاوے اسے قسمت شکنی سودا کی
جس دل اپنی تو ڈالی نہیں یار اہنوز

یار کے حسن سے ہیں بے خبر اغیار ہنوز
نہیں اس شعلہ سے آگہ یہ خس و خار ہنوز

بال و پر ہوئے میان تیرے ہوادار ہنوز
تب سی اس کنج قفس میں ہیں گرفتار ہنوز

ہو گئے پامال مگر ہمکو رہا ہے صیاد
مشق پرواز نہیں ما سر دیوار ہنوز

آہ یہہ کسکی شکایت ہی مرے دل میں کہ شرم
جسکی دیتی ہی نہیں رخصت اظہار ہنوز

تب سی پامال ہی دل کا ورق صبر و قرار
شبق ناز نہ لیتی ہی وہ رفتار ہنوز

زخم شمشیر ستمگر نے کیا اپنا کام
یارو تم ڈھونڈتے ہو مرہم زنگار ہنوز

تیری دوری سے عجب حال ہی اب سودا کا
میں تو دیکھا نہیں ایسا کوئی بیمار ہنوز

حق تعالے اُسی جیتا ہی رکھے دنیا میں
اس قباحت سی نہیں ہے تو خبردار ہنوز

قیس و فرہاد کے ماتم سے تو جگمیں اتنک
دشت میں خاک بسر روتے ہیں کہسار ہنوز

سسکے ہیں زیر زمین دیدہ نمناک ہنوز
جابجا سوخت سی پانیکی تہ خاک ہنوز

ایکدن گھیر میں دامن کا ترے دیکھا تہا
گرد پہرتے ہیں گریبانکے مرے چاک ہنوز

باغ میں جبسے گیا تہا تو خمار آلودہ
گل میں خمیازہ میں انگرائی میں ہیں تاک ہنوز

زخم دل پر ہے مرے تیغ جنوں کا ناصح
تو گریبان کا ناداں سئے ہی چاک ہنوز

کیونکے سودا میں کروں وصف بناگوش اُسکا
کی نہیں آب گہر سے یہہ زبان پاک ہنوز

ردیف سین

ساقی گئی بہار رہی جی میں یہہ ہوس
تو منتوں سے جام دے اور میں کہوں کہ بس

کچھہ اس چمن کے بیچ نہ دیکھا میں جز حباب
آب رواں کو سیر کیا سو بھی یکنفس

ردیف شین

دین شیخ و برہمن نے کیا یار فراموش
یہہ سبحہ فراموش وہ زنار فراموش

دیکہا جو حرم کو تو نہین دیر کی وسعت
اس گہر کی فضا کر گیا معمار فراموش

بہولے نہ مرے دل سے مرا مصرع جانکاہ
نالہ نکرے مرغ گرفتار فراموش

دل سے نہ گئی آہ ہوس سیر چمن کی
اور ہمنے کیا رخنۂ دیوار فراموش

یا نالہ ہی کر شمع تو یا گریہ کو ناصح
دو چیز نعاشق سے ہو یکبار فراموش

بہولا یہہ دن ہون آپکے اک عمر سے لیکن
تجکو نکیا دل سے مین زنہار فراموش

دل درد سے کسطرح مرا خالی ہو سودا
وہ ناشنو حرف مین گفتار فراموش

سینے مین ہوا نالہ و پہلو مین دل آتش
دہڑکے ہی پڑا جی کہ نہو مشتعل آتش

اشک آتش و خون آتش و ہر لخت دل آتش
آتش پہ برستی ہی پڑی متصل آتش

یک لخت طرف ہو کے مرے دیدۂ تر سے
تا دم تو ہمسر ہے سدا منفعل آتش

یاقوت نہین وہ ہی ترے لعل سے اے شوخ
جا ڈوب موئی آب مین ہو کر خجل آتش

داغ آج سی رکہتا نہین ان سنگدلونکا
مدت سے ہوئی ہے مری چہاتی پہ سل آتش

دل عشق کے شعلہ سی جو بہڑکا تو رہا کیا
اے جان نکل جا کہ لگی متصل آتش

یک قطرہ سے لے اڑی سودا کو جگہہ سے
باروت کے تودے کو ہی بس ایک تل آتش

دوری سے جلے تری اپنے دل زار کو آتش
ہے یاد چمن مرغ گرفتار کو آتش

یہہ گرم لگا ہو بین تری راہ طلب مین
بہان آبلۂ پا ہے سر خار کو آتش

اندام مین کچہہ اسکے تپ ہجر نہین ہے
دی عشق نے ظالم ترے بیمار کو آتش

کل سر پہ نہین دوڑ و تجہانیکو مرید و
زاہد کے لگی گوشۂ دستار کو آتش

باچشم تر اب اسکو مین دیکھو ہون مبادا آئے ہو وے نگہ گرم تری یار کو آتش
ابر اسکو بجھاتا ہی رہا بجھتی نہین سودا
دی لاگ خودرو نے یہ کہسار کو آتش

آشیان کو مت اجاڑا کر کے فریاد و خروش
باغبان ظالم ابھی سویا ہے اے بلبل خموش

دیکھیے وہ انکھیان کوئی محراب ابرو کے تلے
اے مسلمانو ہی مسجد مین دکان میفروش

انکہرے ہی کیا حباب نمط اے حریر پوش
یہان جسکو دیکھئے سو ہوا ہے کفن بدوش

سکھہ نیند زیر سقف فلک کیونکے ہو سکین
ایدہر دہل بجے ہی ادہر نوبت خروش

ردیف صاد

وہ مانگتا ہون ترا حق سے مہربان اخلاص
رکہے ہی خضر سے جون عمر جاودان اخلاص

دلون مین سہتون کے مین ڈہونڈہا ڈہونڈہ کر پایا
کہین جو پایا ہی مینے تو برزبان اخلاص

مجہے یقین ہے کہ اخلاص بہی ہے زر کا نام
کرے گدا سی نہ نواب اور خان اخلاص

دل اوٹہا کیونکے ملے دل مرے سے اے یارو
جہان ہے تیشہ و سنگ اس جگہ کہان اخلاص

وہ کیونکے دوست ہو مجھسے اگر خدا چاہے
تو ہووے پنبہ و آتش کے درمیان اخلاص

نہ اپنے دید مین آیا کبہو بروے زمین
تمام ہوگا کوئی زیر آسمان اخلاص

ثبات دوستی ایدل نہ دلبرون سے چاہ
کہ بارہا ہین کیا اسنے امتحان اخلاص

آرام پہر کہان ہے جو ہو دل مین جائے حرص
آسودہ زیر چرخ نہین آشنائے حرص

ممکن نہین ہے یہہ کہ نہ ہووے کا سہ طمع
دن مین گتر ور گہر جو بہرا دے گدائے حرص

انسان ہو ذلیل زمانے کے ہاتہہ سے
ذلت کوئی کسیکو نہ ہووے سوائے حرص

نادان تلاش طرۂ زرسی تو باز آ — جون شمع یہ نہو کہ ترا سر کٹائی حرص

اپنے سوا کسیکو نپایا حریص مین — کی قطع روزگار نے تجہہ پر قبای حرص

سودا بسر ہو خوبی سے اوقات ہر طرح
ہر در پہ یان نہووے بشرطیکہ پاے حرص

ردیف ضاد

جنتم بنا ہو تو لیکر گل سے ہی تا خار فیض — بخشے یاروں کو بصورت جمال یار فیض

فیض ہے وابستہ تار عقیدت ورنہ یار — نفع نے تسبیح بخشی ہے نکچہ زنار فیض

بخشے ہی یون تقویت دلکو مرے دشنام یار — جون دوائے تلخ سے پاوے کوئی بیمار فیض

مہر سے جون مہ کو پہنچے ہی ضیا خورو برو — تیرے سنمکہ ہو تو پہنچاوے ترا رخسار فیض

جی بچے دو دن ہمتوں نے تو غنیمت جانیو — کسکو گنج اپنے سی پہنچا دی ہے یار دیار فیض

کرکے صاف آئینہ دل اسمین تو دیکہہ اسکو — بخشے کا اے یار تیرا ہی سبب تجہے دیدار فیض

تو نے وہ سودا زبان ریختہ ایجاد کی
پڑہ کے ایک عالم اٹہاتا ہے ترے اشعار فیض

چہوڑا ہین کفر و دین فقط یار سے غرض — تسبیح سی نہ کام نہ زنار سے غرض

سینے مین دل جو ہی سو ترے یار کے لئے — جز دید کیا ہی دیدۂ خونبار سی غرض

طوبی کی چہاؤں تجکو مبارک ہو زاہدا — ہے دلکو اپنے سایۂ دیوار سے غرض

بیپار سے کہین یہہ مفت نہ دام مر بچھا — غافل نہو تو مرغ گرفتار سے غرض

تم کان دہر سنو نہ سنو اسکے حرف کو
سودا کو ہے گی اپنی ہی گفتار سی غرض

مطلب

ردیف طا

جاننا نفع فروما یہ سے ہو الله غلط
ورنہ کو سمجھے جو کوئی ہے یہ تہ جاہ غلط

اے رشک چمن راست سمجھ چواہ غلط
گل ترے عہد میں بلبل کا ہو دلخواہ غلط

تکرے تکرے ہی کتان تجھ بدن سیمین بر
عاشق سے نہ سمجھ اسکو ہی بالہ غلط

عشق کو ترے چھپایا تو ہے دل میں لیکن
ہمعنی آتش کا بھی رہنا یہ تہ کاہ غلط

دونوں سے ہمنے اثر دل میں نہ پایا اسکے
نالۂ شب سے عبث آہ سحرگاہ غلط

اب تو ہے آمد و شد آپ کی ہر ایک جگہ
راہ ابد سر بہی جو سمجھے کہہ دیگاہ غلط

بزم آراستہ کی جسکے لئے اے سودا
آج انکی ادہر اسکی ہے افواہ غلط

چور ہو میں رات ہی اور وہ دل عالم کا چور
دزد کا گھر سے نکلنا شب ماہ غلط

نشاط

تو جو ہو پاس تو ہی صبح طرب شام نشاط
دیکھنا تجکو ہے اے جان و دل آرام نشاط

فضل حق جسکی طرف ہو تو اُسی بخشے ہے
دور ساغر کی طرح گردش ایام نشاط

دل جنہونکا ہی اسیری کے مزے سے آگاہ
ہی قفس بیچ انہیں عیش و تہ دام نشاط

عکس تا اسکی نگہ کا نہ پڑے جام کے بیچ
ہوسکے نشۂ مے سے نہ سرانجام نشاط

دیکھ ہوتی ہے تجھے قمری و بلبل شادان
تو ہے اس باغ میں وہ سرو گل اندام نشاط

شیشہ ہی زیر بغل آبلۂ دل سودا
مے سی ہمکو نہیں لے ساقی گلفام نشاط

یوں ہی طریق عشق میں ہو راست یا غلط
اجر جفا درست ہی مزد وفا غلط

قاتل کو بیگنہ کے تو پہنچے ہی مزد قتل
وارث اگر قتیل کا لے خون بہا غلط

وانشد ہی دل مرے کو دم سرد سے مرے
اس غنچے کو شگفتہ کرے گر صبا غلط

قامت کو اپنے یار کی تشبیہ سرو دے

تو سودا اگر ہیں دو دن تو زیستنا بیا عنط

ردیف ظا

زری وہ معنی قرآن کہے جو تو واعظ
بہتے دہن کے تئیں اپنے کر رفو واعظ

بتوں کی حسن پرستی سے کیا خلل دین میں
خدا نے دوست رکھا ہی ہے رخ نکو واعظ

ثبوت حق کی کبریٰ سبھوں پہ ہے لیکن
تری تو نفی کرم پر ہے گفت و گو واعظ

ڈروں ہوں میں نہ کریں رند تیری ڈاڑھی کا
تبرکات میں داخل ہر ایک مو واعظ

سخن ہی وہ کہ ہو تر دنوں کا ہو نادان
یہہ پوچ گوئی ہے جس سے ہی تجکو خو واعظ

کہا تو مان لے سودا کا تو یہ کر اُسسے
لب و دہن کے تئیں کر سکے نشست و شو واعظ

ردیف عین

گو اب نہ مجھ غریب کے بالیں تک آئے شمع
دل بیکسی کا مجھ پہ جلے ہے سدا شمع

پروانے کے ہوں میں اثر عشق سے خجل
کیوں منفعل تجھے نہیں کرتی وفاے شمع

آتا ہے جی میں یہ کہ قدم تیرے چھوڑ کر
گر رہئے جوں پتنگ بہ بستر ہو کے پاے شمع

ٹپکا نہ تیری چشم سے مجھ پر تو اشک گرم
جلنے سے اُسکے آپکو آگے جلاے شمع

لطف اُس چہرے کے آگے کوئی یہاں رکھتی شمع
خوبی نظروں میں جہاں رکھتی ہے وہاں رکھتی ہے شمع

بس اُٹھا آگے سے اپنے نہ کر اب اُسکو خفیف
چشم پروانے میں اک عزت و شان رکھتی ہے شمع

سر پہ آسکے بہی کیا فرض ڈھکنے کی لت ہے

کاکل اسطرح کی کب مشک فشان رکھتی ہی شمع

کٹتی ہے عبث یا سف ہی مین اُس بزم کے بیچ
تو ہے انگشت کہ جسکو بہ بیان رکھتی ہے شمع

کیا کیا اِس خانۂ پر دود مین تھے بزم آرا
سو نہ اب نام ہے انکا نہ نشان رکھتی ہے شمع

شہرۂ تاب و تپ از بس ہے زبان زد اُسکا
ہم بہی کہہ دین جو کوئی پوچھے تو ہان رکھتی ہے شمع

سوز نا سوز تفاوت ہے یقین کر سودا
داغ جو دل پہ ہے اپنے سو کہان رکھتی ہے شمع

ردیف غین

سرد مہری سے بتانکے مت گیا سوز داغ
کردیا ان ظالمون نے ملک دل کا بے چراغ

وای اس بیٹھے پر ای بلبل کہ جسکی ہو یہ قدر
خوار مین کوچہ بکوچہ تو ہے رسوا باغ باغ

مملکت ساری مین باور کر سلیمان کو نہ تہا
گوشۂ خاطر مین اپنے بہی مجہے جو کچہ فراغ

بلبل خوش نغمہ ہون بیک اس گلستان جہان
نالۂ مرغ چمن سے کم نہین فریاد زاغ

خوش کبہی اس بزم مین دو دل نہ دیکہے ایکجا
دمبدم مینا ہی روتا ہی تو ہنستا ہے ایاغ

حیف اس گلشن مین عاشق سر نظر [illegible]
گل سدا بلبل سے ناخوش ہے [illegible] دماغ

دل اگر کہو بیٹھے سودا چہوڑ مت دنبال اشک
شاید اس دیوانے کا طفلان نے تو پایا ہے سراغ

ای لالہ گو فلک نے دئی تجکو چار داغ
چہاتی مری سراہ کہ اک دل ہزار داغ

دیتا ہون جو لٹ سینہ کہین چمک سے
نے سوز دل مرے سے ہیت بیقرار داغ

سینے سی سوز عشق تر اٹہا ہے کب بہاپ — تا ہووت گر جگر سی ہو جاوے یار داغ

خورشید حشر ڈہونڈہی تو پاوے نہ منہہ پہ رنگ — ہو جاوے دل مریکا گر آتش سے دو چار داغ

سامنے ہو جانا نیکو دو چار ہونا

دل سوز عاشقان کوئی سودا اب ہین

وہ شخص جو عاشق پر دلسوزی کرے

پروانہ جل مرے تو وہ ہو شمع وار داغ

ردیف فا

دیکہون ہون یون مین اس ستم ایجاد کیطرف — جون صید وقت ذبح کے صیاد کی طرف

ہے شورت نگہہ کی تری طبع روزگار — آوے نہ تازہ جور کے ایجاد کی طرف

نے دانہ ہم قیاس کیا نہ لحاظ دام — دہنس گئے قفس مین دیکہہ کے صیاد کی طرف

غیرون کی بات پر نکہون کان مت رکہو — لیکن کبہو تو میری بہی فریاد کی طرف

طرے کے تیرے واسطے صد چوب شانہ وار — قمری گئی ہے کاٹنے شمشاد کی طرف

جور وستم تعدی و اندوہ و درد و غم — مایل ہوئے ہین اس دل ناشاد کیطرف

سامان بار سب ہے مہیا پر اثر — مین دیکہتا ہون تیری ہی امداد کیطرف

ثابت ہووے خون مرا روز باز پرس — تو لینگے اہل حشر سو جلاد کی طرف

مدد کرنا

خون کر رہا ہے جوشش رگ جان مین تری

سودا نہ دیکہہ نشتر فصاد کی طرف

ردیف قاف

پروانہ رات شمع سی کہتا تہا راز عشق — مجہہ ناتوان نے کیا کیا اٹہایا ہے ناز عشق

محراب تیغ دوست سلامت رہے مدام — کعبے مین جا کے کب مین پڑہونگا نماز عشق

زندگی کیون نہووے مجہہ پر شاق — یارب اغنا و دل مشتاق

تجھ بن اعضا کا ہے مرے یہ حال | تار شیرازہ بن ہوں جوں اوراق
الفت اس دل کی کب ہو دل کو ترے | یہ تو ہے لعل وہ ہے سنگ سماق
غم نہیں اسکی بیوفائی کا | کرے ترک وفا نہ ہم سے فراق

بدر کیا اس کے آگے اے سودا
منہہ تو دیکھو کہ جیسے ہووے طباق

بلبل بچمن ہے گل گلزار کا عاشق | جو گل ہے سو تیرے گل رخسار کا عاشق
رتبے کو محبت کے جگہ دی ہے میں دل میں | نے سبحہ کا عاشق ہوں نہ زنار کا عاشق
باتیں مجھے بھاتی ہیں پہ ہیں پرسش دشنام | ہوں ان ہی لئے اس شوخ کی گفتار کا عاشق
ہر سرو ہے قامت کا ترے قمری نو وایہ | اور کبک دری تک تری رفتار کا عاشق

کیا قدر رکھے جنس دل اس شخص کی سودا
جسکا ہو فروشندہ خریدار کا عاشق

رنگ سے جھمکے رسوا ہوئے ہی بیمار عشق | عشق کو یارو چھپا سکتا نہیں انکار عشق
گاہ اشک تر کبھی خون گاہ ہے لخت جگر | اسطرح جاری ہے ان انکھوں سے کاروبار عشق
کیا کہوں سنے مجھے جوں کر دیا بیخانمان | سر پہ کافر کے نہ پڑیو سایۂ دیوار عشق
تھے سکندر طالع اس دم تک کہ دل تھا اپنے پاس | کھا گیا افسوس اس آئینہ کو زنگار عشق
اس چمن میں طرح بلبل کی وہ نالاں کیوں نہیں | روز و شب کھٹکا کرے سینے میں جیسے خار عشق

ناصح نہ انسے بک جو نہیں آگاہ راز عشق | وہ کر چکے ہیں دین و دل و جان نیاز عشق
جھمکے ہے انمیں حق کی تجلی کہ جوں کوئی | جوں شمع سو رہے ہیں سراپا گداز عشق
نے حسن بیجا نے تک بیمار ہے غرور کا | دیکھا نہیں ہے آج تلک منتے ناز عشق

سودا یہہ قصہ خط سے نہ کوتاہ ہوسکا

ہے حسن زلف یار سے عمر دراز عشق

ردیف کاف

شمع اُس عارض کی سب کہتے ہیں پہنچی نور تک

ہم سے جو پوچھے کوئی ہے حرف شمع طور تک

بھلا خدا ہی ہے جو کوہ طور پر ہوئی تھی اور سے مراد شمع طور رکھی لیکن کو لگا ہے

بس چلے تو دیکھنے ہرگز نہ تجھے تجھکو نہ دن

یعنی تو جو اپنے تئین آپ آئینہ میں دیکھتا ہے مجھکو اسکا یہہ رشک ہے میں چاہتا ہوں کہ تو بھی اپنے

آئینہ گھر میں ترے رہنے نہ دن مقدور تک

حتی المقدور

آن کر اس میکدے کے بیچ جز چشم پر آب

قسمت اپنی ہم نہ پائے ساغر معمور تک

بھرا ہوا

رہیو مت غافل نگاہ حسرت آلود اُسکی سے

پہنچے رقیب جان کنی گر اپنے تو رنجور تک

کون ہے عارف کو یہان دعوی انا الحق کا نہیں

یعنی میں خدا ہوں

یہہ ترانہ ختم لیکن ہو چکا منصور تک

نغمہ گیت — نام ولی کا ہے

ہجو ہے اُس زلف کی تشبیہہ دینا مشک سے

کستوری

شاعرو یہہ بات پہنچنگی درازو دور تک

یہہ غزل سودا کہی ہے تو نے اس انداز کی

ہند سے پہنچنگی ہاتھوں ہاتھ نیشاپور تک

دیکھا کروں میں دور سے آیا ر کب تلک

تنہا میں بستر اپنے پہ فکر وصال میں

مرتا پہا کرے مرا یہہ دل زار کب تلک

لوٹوں گروتیں سدا بہ شب تار کب تلک

تئیں آپ آئینہ میں نہ دیکھنے دیجئے دیکھا کروں

مجھ وصل مین نہین مرض عشق کی دوا | جیوے کہو تو ہجر مین بیمار کب تلک
پہنچی اگر سو بات تو آوے ظہور مین | چھوٹے قبول کیجیے یہ اقرار کب تلک
دو روز کی بہار پہ اتنا نکر غرور | پیارے یہ باغ حسن کا گلزار کب تلک
رشتہ نہو صنم کی جو الفت کا ہاتھ مین | گردن مین برہمن رکھے زنار کب تلک
اب کیجئے مرے مرض عشق کی دوا | رہئے گا دل کے درپئے آزار کب تلک

یوسف نہ ہاتھ آئے جو سودا بہ نقد دل
بیٹھا رہے دکان پہ خریدار کب تلک

رخ سے دیکھون ہون مین آتش زلف سیہ فام تلک | شام سے صبح تلک صبح سے شام تلک
اک نفس گرد چمن ہم نہوئے بال فشان | آشیانے سے اٹھے اک راست گئے دام تلک

آپ سا مجکو تو زاہد نہ سمجھیہ کور سواد
ناخواندہ جاہل کور باطن
خط خوبانسے پڑھا ہون مین خط جام تلک

عدو ہے دوری ہے ایک اور خمار ہے ایک | گل ایک دشمن جان ہے مرا بہار ہے ایک
پہنچ شتاب کہ تنہا ہون اسقدر ساقی | وہ چار دن ایک ہوئی ہین یہ دل فگار ہے ایک
نجم تو جیح رہے انکھون سے دل مرا لیکن | غضب ہے یہ کہ مین صیاد و شکار ہے ایک
بد نمین جسکے ترے عہد مین دل و جان ہے | ادا یہ ایک فدا ناز پر نثار ہے ایک
یقین ہے یہ کہ دراز اسسے عمر خضر نہو | ہے ایک اپنی شب ہجر و زلف یار ہے ایک
رہی نہ دین کی حرمت نہ عزت دنیا | خراب ایک ہی آئے عشق یہ سمجھے خوار ہے ایک
ہوس رہی نہ چمن کی ہمین تو داغ سے | دل ایک باغ ہے اور انکھین آبشار ہے ایک

دیکھو نکلے تو اس جسم و جان پر سودا
ہوا تو ایک ہی ان دو مین اور غبار ہے ایک

رہے اس فصل ہم اے بلبل و گل ناتوان بیان تک
نہ نالہ لب تلک پہنچا نہ چاک جیب داماں تک

کوئی بیمار داروں سے یہہ کہیو جا کے جانان تک
مریض عشق کا تیرے نہ پہنچا کام درمان تک

عبث باندہوں ہوں لکہہ لکہہ شرح دل بال کبوتر پر
دنوں کے اڑ گئے پر زے نہ پہنچی کچہہ خبر وہان تک

ترے غم کا دل پر خون سے استقبال کرنے کو
وہ قطرہ نارسا طالع ہی جو پہنچا نہ مژگان تک

روا کرتا ہی کیا دل کو گنوا کر خال پر سودا
کہیں خط آگیا اسکے تو ظالم حرف ہے جان تک

ردیف گاف

کرتی ہی مرے دلمیں تری جلوہ گری رنگ	اس شیشہ میں ھر آن دکہاتی ہے پری رنگ
کس رنگ میں دیکہا نہ ترے رنگ کا جلوہ	سب رنگ میں ہے تو یہ ترا سب سے بری رنگ
ای شیشہ گران دل کوئی ٹوٹا جو بناؤ	پیدا کری پہر او رہی کچہہ شیشہ گری رنگ
ہے خاک بسر آج خدا جانے چمن کا	دیکہہ آئی ہے کیا جانے نسیم سحری رنگ
کس گل میں یہہ جلوہ ہی کہ اب کنج قفس میں	دکہلاتی ہے میری مجہی بے بال و پری رنگ

کر جامۂ عریانی کو خاکستری سودا
ہو عزم سفر یہاں سے تو ہی یہہ سفری رنگ

پہونک دی ہے عشق کی تپ نے ہمارے تن میں آگ
دہکے ہی جون شعلۂ فانوس پیراہن میں آگ

رنگ گل تجھہ بیطرح مکے ہے اے ابر بہار
آشیان میرا چھڑک لگتی ہی اب گلشن مین اگ

لالۂ خودرو نہین ہے خون سنے فرہاد کے
جوش مین آکر لگا دی کوہ کے دامن مین اگ

برج مین ہے دھوم ہورکی ولیکن تجھہ بغیر
یہہ گلال اڑتا نہین بھڑکی ہی اب تن مین اگ

رنگ یا قوتو نکاد سکے ہی جو انگاردن کی طرح
حسرت لب سے تری ازبس لگی معدن مین اگ

گو بہار آئی کسے سودا بہلا لگتا ہے باغ
یون چمن مین گل نظر پڑتے ہین جون گلخن مین اگ

دل مسخر کر نہین سکتی ہے تیغ و تیر جنگ
یہہ مگر مہر و محبت سے جو ہاتہہ آوے تو آئے
حضنتیں ابرو نے مارا انکو صبر و قرار
سامنے چہرے کے ترے مہر و مہ کا ہی یہہ حال
کب سپاہی کام پر آقا کے دیتے اپنا جی
یہہ نہین ممکن کہ وہ وحشی کسیکا ہووے رام

ملک تو تجھہ یہہ نہین جسکو کرے تسخیر جنگ
اسکے ہاتہہ انکی اے پیارے نہین تدبیر جنگ
ہووے ہی فیصل کہ جب پہنچے ہی تا شمشیر جنگ
رنگ ہونا زرد کا کرنی ہے جون تغیر جنگ
بہو کہہ سے کرتا ہی ہوکر زندگی سے سیر جنگ
کرتے ہین اسیر عبث باہم جوان و پیر جنگ

در پڑا تحریر پر سودا کی قسمت کا لکھا
کر چکی اسکی قلم با خامۂ تقدیر جنگ

ردیف لام

سخن عشق نہ گوش دل بیتاب مین ڈال
مت یہہ آتشکدہ اس قطرۂ سیماب مین ڈال

ابہی جہپکی ہی ٹک اے شور قیامت یہہ پلک
صبح کا وقت ہی ہرگز نہ خلل خواب مین ڈال

لڑکے مغلوب طمع دلکو نہ سن حرف درشت
یہہ بری چیز ہی نہ اس گوہر نایاب مین ڈال

تمسے ہان رو سکے کیونکر نہ کہ اب بیٹھے ہین
ہم تباہستی کی اپنی رہ سیلاب مین ڈال

دسترس ہووے تو کر مہر کا طرہ مقراض
ساقی کے سامنے دے مجھے شب مہتاب مین ڈال

کوئی سیکھا نہ سے رکھہ دل کو کنارے سودا
شیشہ ٹوٹا ہی نہ جا کر رہ احباب مین ڈال

یکدست اگر زمانہ جہان کے لٹاے گل
سر کو ہمارے خاک نہ دیوے ہی جاے گل

کہتے ہین اسلئے کہ نہ وا آشناے گل
اے عندلیب دیکہی نہ آخر وفاے گل

دیکہے اگر صفائی بدن کو ترے صبا
کہولے کبہو نہ شرم سے بند قباے گل

بے شرط درد یون کہ بجز حکم عندلیب
کوئی کسی مزار پہ ہرگز نہ لاے گل

ہستی میں نیستی مین جو بہتر نہو مزا
ہنستا ہوا جہان سے ہرگز نجاے گل

سودا کہے بہار مین وضع زمانہ دیکہہ
اے وائے وائے بلبل وے ہاے ہاے گل

کہینچ شمشیر یار دل سے نکال
آج در پر ترے پڑا ہون نڈہال

یان کہان کہا کے آرسی نے بیچ تو
اپنے ہونٹہون کو دیکہتا ہی لال

اسکے قامت کو صحن گلشن مین
ہو گئے سرو دیکہتے ہی نہال

لے مرے دل کو دیکے اپنا دل
سنگ کو مول یہہ بکے سے ہے لال

واہ وا بے تناکو وا لے کے
ڈر سے ہے تو دکہا ہمین دیکہا کر گال

سمجہ ہ نخل امید سے سودا

جینا چاہے تو کہا یہ توڑ نہ دل

ہووے نہ ملک عشق سیتی کم رسم داغ دل
روشن رہے ہمیشہ الٰہی چراغ دل

مانند غنچہ تا کہ پریشان نہووے تو
کب اس جبین کی سیر میں یاوے فراغ دل

اس جبین کی سیر میں آیا ہیوین پلکے تل
کیا بنائے صانع قدرت نے رنگین گل

یہ نہو دریا کہ جس سے گذرے پل باندہ کر
موج چشم عاشقان نے توڑ لیں پلکے پل

قتل کا کس کے کیا ہی آج ان انکھوں نے عزم
کھینچ کر تیغیں رہے ہیں ابروین قاتلکے تل

عہد میں تجہ حسن کے جسکو ہوا ہے شغل عشق
بچ رہے ہیں تشق سی لے غیرت باتساغلک

حل مشکل کس سے ہو سودا کی تم بن یا علی
کھول دو مشکلکشا عقدے مری مشکل کے کل

پونچھ لیتے ہیں دُر دیدۂ نمناک کے مول
تڑپ ترکو بتان لیوین خاشاک کے مول

دل پر خون کو نہ دہ ملتجیہ لیوے یہ نگہہ
جرعۂ سے ہو جو شیشہ میں تو دے تاک کے مول

زاہدا نقل گہر بار یہ واعظ کے نہ جا
ابلہی بیچے ہی بیتا دراک کے مول

مرغ دل کے جو شکاری ہیں اگر صید حرم
بکنے آ دے تو خریدیں نہ دہ فتراک کے مول

شوق کسکو ہی بتنگو کے لئے انگیا کر خلق
شیشہ ٹوٹا ہو تو لو ہی دل صد چاک کے مول

عکس رخ نے سی کہتا ہے لب آئینہ دیکھہ
ان نگینو نکا بنا کیا ہی حکاک کے مول

بے زری خلق کو ہی یہ کہ کسیکا کیسہ
کوئی کاٹے تو بکے کیسہ قلاک کے مول

جنس دل اپنی کے بکنے کو کہوں کیا سودا
مفت پر لیگئے و ترشتے دے اُسے خاک کے مول

ردیف میم

قاتل کے دل سی آہ نہ نکلی ہوس تمام
وز آہ بہی ستم تڑپ پہنچے نہ پائی کہ لیس تمام

صیاد سی ہوں آہ اثر نالہ منفعل
آتش دی اُسنے دام کو توڑی قفس تمام

اشک انکہوں سے بہے تو ہے زنانے سی یہہ دل
جب قافلہ بہکے تو ہو بانگ جرس تمام

آتش کو رنگ گل کی صبا نے بہو بہو تنک
جلوائی آشیان کے مری خار و خس تمام

سودا ہوئی ہے شانے کو زلفوں مین اُسکی راہ
اُس بست بار سا کو ہی کیا دسترس تمام

نہ غرض کفر سی رکہتے ہیں نہ اسلام سے کام
مدعا ہمکو تو ساقی سی ہے اور جام سی کام

دل نالان کو مرے کسکی ہی ارکم ہے کام
کوئی بے چین رہو اپنے اُسے کام سے کام

کیون نہ اُٹہی چلی ہر ایک جگہہ مگر اکر
نہ پڑا اُسکو تری زلف سیہ فام سے کام

ہون اسیر اُسکا جسے بعد گرفتاری صید
نہ گرفتار سی مطلب رہے نے دام سی کام

گر اکیلا کہین ملجاے ہمین تو دل کا
پیچے من مانتا اُس شوخ گل اندام سے کام

جو مین آغاز ترے کام کا دیکہا سودا
وائے وہ دن کہ تجہے اُسکے ہو انجام سے کام

اے اسطرف تری دل گرمی نہ سنبھلنے کو معلوم
تیا کہ غیر سی جو ہو گئے ہم سے وہ معلوم

بہری ہے دل مین مرے اسقدر محبت غیر
کہ جا نہین مرے کینے کو مہر تو معلوم

نہ زر نہ زور نہ طالع نہ تیرے دل مین رحم
جو چاہے تجہے یہہ دل کامیاب ہو معلوم

شتینی سی کون گردن کسکے اگے جا فریاد
جو رد تجہی ہے جہان مین سو محکور و معلوم

عبث ہی مہر کی نت اُٹہہ تلاش دربدر کو
ہے وصل دور ترا میری جستجو معلوم

طبیب اُٹہہ مرے بالین سے دی اجلکو مگلہ
دوا مری وہ لب تشنہ بی سی ہو معلوم

خطا ہی زلف کو تیری کہوں جو مشک ختن — سیاہ فام کو ہے وہ پر ایسی بو معلوم

سخن تو یار بہی سودا بُرا نہیں کہتے

وے جو چاہیں یہہ انداز گفتگو معلوم

کیا مچائی اُنّے میری دل کے کاشانے مین دہوم — شور ہی جسکے لئے کعبہ مین بتخانے مین دہوم

زلف کو کہولا تو کر اس دل کے شورش کا علاج — سخت دیوانے کی زنجیر کہلنے مین دہوم

مٹ گئے وہ شور دل کے آہ تب آئی بہار — ورنہ کیا کیا ہم بہی کرتے شہر و ویرانے مین دہوم

تجہہ نگاہ گرم کی حسرت سے دل پا رہی جوش — رات کو دیکہو ہون مین جب شمع و پروانے مین دہوم

اسقدر ہون لاغری میری سے خوش اپنے دہر — جون ہلال عید ہے میرے نظر آنے مین دہوم

دلکو سن کوچے مین تیرے اب چلے ہی خیل ا — ہوگئی ہے جیہ دہان اطفال دیوانے مین دہوم

کب سے اے سودا شراب اس بزم مین پیتے ہین یار

تو نے اے کمظرف کی پہلے ہی پیمانے مین دہوم

خانہ سرو چمن مین آخر اے صیاد ہم — اتنی فرصت دے کہ ہولین گل سے ٹک آزاد ہم

خندۂ گل پے نمک فریاد بلبل بے اثر — اس چمن سے آہ جاکر کیا کرینگے یاد ہم

ذبح تو کرتا ہی تک فرصت گلے لگنے کی دے — عید قربان ہی تجہے دین مبارکباد ہم

قیس جسدم سے گیا اپنے قدم کے فیض سے — خانۂ زنجیر رکہتے ہین سدا آباد ہم

نہین نکل سکتے اسیر ایسے تری کاکل سے — طوق قمری کی طرح رکہتے ہین مادرزاد ہم

اے جنون مصرع ترا سودا کے ہی زنجیر پا

بند سے تیرے نہین اب ہونگے آزاد ہم

لے دیدۂ تر حد بہر گئے ہم — ڈوبے سے جو ہی خشک تر گئے ہم

تجہہ عشق مین اور زخوش نہ دیکہا — دیکہہ بہرتے ہی بہرنے مرگئے ہم

تیرا جو ستم ہی اُسکی تو جانان — اپنی بھی سو خوب کر سکے ہم

یہہ قبلہ تیرے تھا سو دل سے — سودا کے جو رات گھر گئے ہم

جون شمع لبون تک آ رہا جی — تن تھا سو گداز کر گئے ہم

اتنی بھی پتنگ پیش قدمی — گر شام نہین سحر گئے ہم

ہو گی نہ کسیکو یہہ خبر بھی
اس بزم سے اٹھہ کدھر گئے ہم

ردیف نون

ملائم ہو گئین دل پر برہ کی ساعتین کڑیان — پھڑکنے لگے ان بن نہ کٹتین جن بنا گھڑیان

گُتھی تھین نہ تھین مین نجت دلسی تار اشک کی لڑیان — یہہ انکھین کیا بلا میرے گلے کی ہار ہو پڑیان

نہو ز آینہ گرد اس غمسے منہہ اپنے کو ملتا نے — خدا جانے کر کیا کیا صورتین اس خاکمین گڑیان

گرہ لاکھون ہین غنچونکی صبا اکدم نہین کہولے ہی — نہ سلجھین تجھسے اے آہ سحر اسد لگی گلجھڑیان

دوانا ان بھونکا ہون قسم ہے روح مجنونکی — یہ مار و چوب گل مجکو بغیر از بید کی چھڑیان

چھری تلوار یکدیگر گل و بلبل ہی گلشن مین — تمہاری پیچ کہو دونو نہین کسیکی انکھڑیان لڑیان

کھلائی گو کہ شانے سی تم اپنی زلفکی عقدے — نہ سمجھے یہہ کسی دل مین ترا رو ان ہین گرہ پڑیان

تسلی اس دوانیکے نہو جہولی کی پتھر دلسی
اگر سودا کو چھیڑا ہے تو لڑکو ہول لو پتھریان

نہ غنچے گل کے کہلتے ہین نہ نرگس کی کہلین کلیان — چمن مین لیکے خمیازہ کسی نے انکھڑیان ملیان

کہین مہتاب نے دیکہا اس خورشید تابانکو — پہرے ہی ڈہونڈتا ہر شب جہان ابتک در کی گلیان

تبسم یون نمایان ہے مسی آلودہ ہونٹہونسی — نہون ابر سیہ مین اسطرح بجلی کی اچھلیان

لب و لہجہ ترا سا ہے کسی خوبان عالم مین — غلط ہی یہہ زبانین پر کسی مصری کی ہین ڈلیان

دیوانہ ہوگیا سودا تو آخر ریختہ پڑھ پڑھ

نہ میں کہتا تھا اے ظالم کہ یہ باتیں نہیں بھلیاں

اتنا ستم نہ کیجے مری جان جان جان — یکسان نہیں رہیگا ترا مان مان مان

گذرا ہی تو چمن سے کہ جائے ترانہ آج — کھینچے ہے غم سے مرغ گلستان تان تان

آئینہ تک تو دیکھ کہ خالق نے خاک کو — کیا کیا بنائی صورت انسان سان سان

پوچھا کسی نے مارا تو سودا کو کس لئے

بولا مجھے وہ گھورے تھا آن آن آن

بلبل چمن میں کسکی ہیں یہ بدشرابیاں — ٹوٹی پڑی ہیں غنچوں کی ساری گلابیاں

تجھ کو یہ تا نثار کریں مہر و ماہ کی — لبریز سیم و زر سے ہیں دونو رکابیاں

صیاد دیکھ تو کتنے کبوتر کو دام میں — سکھلا دیاں ہیں دل کی مرے اضطرابیاں

افیون میں کربلا کے تو زاہد پئے شراب — مصر کی دیں منگا کے تجھے ہم گلابیاں

فرہاد و قیس دونوں گئے سودا کا یہی حال

کیا کیا کیاں ہیں عشق نے خانہ خرابیاں

باتیں کدھر گئیں وہ تری بھولی بھولیاں — دل لیکے بولتا ہے جواب تو یہ بولیاں

ہر بات ہی لطیفہ و ہر یک سخن ہے رمز — ہر آن ہے کنایہ و ہر دم ٹھٹھولیاں

حیرت نے اسکو بند نہ کرنے دی پھر کبھو — آنکھیں جس آرسی نے تری منہ پہ کھولیاں

اندام گل پہ ہو نہ قبا اس سے مرتے چاک — جوں خوش چھیوں کے تن پہ مسکتی ہیں چولیاں

ساقی پہنچ کہ تجھ بن اس ابر بہار میں — پڑتے ہیں تگرگ برستی ہیں گولیاں

نشتر ہے جو دے انکھیوں کی وحشت دلوں میں — مژگاں نہ گڑ سکیں تو نگاہیں چبھو لیاں

کیا جانئے تجھ سے انگشت پر حنا — جس دیکھنے کے خون میں جا بجا ہوئیاں

جون برف ہوگئے ہین خنک آب تیغ ہند | اُس سے تو بلکہ گرم ہین کابل کی گولیان

سودا کے دل سے صاف نہ ہوتی تہی زلف یار
شانے نے بیچ پڑکے گرہ اُسکی کہولیان

تو نے سودا کے تئین قتل کیا کہتے ہین | یہہ اگر سچ ہے تو ظالم اسے کیا کہتے ہین

جس سے پوچہا کہ دل خوش کہین دنیا مین ہے | رو دیا اُسنے اور اتنا ہی کہا کہتے ہین

محتسب نے کسی مینخانے مین جا اے زاہد | ایک شیشے کو بہی ثابت نہ رکھا کہتے ہین

تو تو اس معنی سے کیا شاد ہوا ہوگا | پوچھیے اہل دلون سے کہ وہ کیا کہتے ہین

نہ اپنا سوز ہم تجہسے بیان جون شمع کرتے ہین | جو دل خالی کیا چاہین تو آہ سرد بہرتے ہین

جگر انکا ہی جو تجھکو صنم کچہہ یاد کرتے ہین | میان ہم تو مسلمان ہین خدا ہی کہتے ڈرتے ہین

کبہی بولین عقیق اور گہہ نگین لعل اُدہر تا ہین | یہہ ناشاعر ترے ہونٹون کو کیا کیا نام دہرتے ہین

گلی مین اسکی مت جا بوالہوس آنا کہتا ہین | قدم سرنا نہین اُسکو وہان جو سر سے گذرتے ہین

نہ جا اگر سکے کچہہ دریا کی رو انکا | کہین وارستگان زنجیر جگر پیسے ٹہرتے ہین

تمنا مین کسکی غنچون نے دہن لا لا سے کہوے شبنم | گر انکا موتیون سے منہہ ترے قطرے جو بہرتے ہین

کسیکے مرگ پر اے دل نہ کیجے چشم تر ہرگز | بہت سا رو دیے انکو جو اس جینے پہ مرتے ہین

طرح پیچون کی اپنی گپڑی سے سودا کی نظر و ہین
یہہ بانکے خوبرو جتنے ہین پگڑی پر سنورتے ہین

کس کس طرح سے دیکہین اب انکی نصائین | کیدہر گئے وہ ساقی وہ ابر وہ ہوائین

حسرت سے آئینے کا دل کیونکے ہو نہ پانی | شانہ حضور اسکے زلفونکی لے بلائین

عاشق فنا میں اپنی بہبود جانتے ہیں | جی کا زیاں جو ہووے تو سود جانتے ہیں

غنچے کھلے ہیں کیونکر تجھ سے صبا چمن میں | دلتنگی کی رسم ہم تو مقصود جانتے ہیں

پروانے تک تو پہنچا مکتوب شمع لیکن | ہم راہ نامہ بر کی مسدود جانتے ہیں

کچھ اس سوا ترقی آپ نے ہیں ہم نہ سمجھے | اک دن بدن غم دل افزود جانتے ہیں

محمل کا دخل کیا ہے محفل میں نقشگان کی | بود و داع دل کی اپنی ہم عود جانتے ہیں

اپنا چراغ دلکا جب دم سے بجھ گیا ہے | ہم گھر کو آسماں کے پردود جانتے ہیں

آئینہ سازی انکو ہے کفر اے سکندر | جو مرد شکل ہستی نابود جانتے ہیں

جس حسن کو اٹھا کر دیکھیں وہ چشم دل | صورت کو اپنی اس میں موجود جانتے ہیں

کیا شکر کیا شکایت اپنی ہی شکل ہی ہے | دونوں سے آپ ہی کو مقصود جانتے ہیں

گاڑا قدم جنہوں نے کوئی قناعت اندر | کب مجلسوں میں جا کر وہ کود جانتے ہیں

سودا یہ کہا میں تجھ سے درد دل کے حق میں | کرلی دعا دوا سے ہم سود جانتے ہیں

یہ بات سن کے مجھ سے بولا وہ آہ بھر کر | تدبیر ہم بھی یہ ہی محمود جانتے ہیں

لیکن یہ وہ دعا ہے جسکو اثر کے در کا
گویندگان آمین مردود جانتے ہیں

سمجھ کے باندھا تھا آشیاں ہم رہیگا با آب و تاب گلشن
یہی کہ غنچے نے آنکھ کھولی خیال گل تھا سو خواب گلشن

نگاہ بھر بھر کے تو جو دیکھے ہی لا سکے گا یہ تاب گلشن
مجھے ہی ڈر کا کہ یہ سجادے چمن سے ہو کر سراب گلشن

طرف ہو نقشے سے تیرے منہ کے بھی تو پایا نہ باغ نے پھل
بہار سو خفیف نرگس ذلیل سنبل خراب گلشن

بہار آئی تو او اس سے خوشی ہنین ہے کچہہ اپنی دلکو
فسردہ خاطر جو ہووے اُسکو ہی فصل گل ہین عذاب گلشن

نہ میل دانے پہ بلبلونکو نہ خوش کرین ہین نہال پانی
پہنچ کہ دیتا ہی عمر اپنی کو آج تجہہ بن حباب گلشن

کرے ہی ترغیب مجکو سودا عبث تو گلگشت کی ہمیشہ
جہان تجسے ہی سرزا اونکی سیر کرنیکا باب گلشن

ابہی جو صحن چمن مین جاکر کو اڑجہانیکے کہول دیجے نہ
جگر کے داغون سے عاشقونکے لگے ہی دینی حساب گلشن

باتین کتنی ہین ہنین منہہ لگے ہنسی منظور ہمین / سو میسر نہوا تا بلب گور ہمین
قدرت اورونکو ہی سرگرم سخن ہونیکی / ہنین بہرنے کا دم سرد سے مقدور ہمین
کام ہے چشم کا نظارہ نہ بہاتا شب و روز / آنکہہ خالق نے رقیبون کو دی ناسور ہمین
ساقیا بزم ہنین آج خلل سے خالی / جام کچہہ اورون سے دیتا ہی تو معمور ہمین
بوسہ ہنس کر دیا آنٹی سوائی دشنام / سو بہی یہہ جب نہ ملا کوئی تو مجبور ہمین
کوئی سمجھے ہی ترے گہر مین ہم آئے کیون / ہوسکے مانع تو نکر خلق مین مشہور ہمین
رات حاضر ہوئی سودا کے جو ہم بالین پر / شعر پڑہتا نظر آیا ہیہ وہ رنجور ہمین

پہنچے ہم آرزو سے وصل مین نزدیک مرگ
شو جیسے سے مشکل ملاقات ابہی دور ہمین

ڈرتے ڈرتے جو ترے کوچے مین آجاتا ہون / صید خائف کی طرح رو لپٹا جاتا ہون
کیون مجہے گہر سے نکالے ہی نہین مجکو دماغ / آپ سے آپ مری جان چلا جاتا ہون
نہ تلطف نہ محبت نہ مروت نہ وفا / سادگی دیکہہ کہ اسیر بہی ملا جاتا ہون

نالوان مرغ ہون مین اب اے رفقاے پرداز
اتنا اگے نہ بڑہو تم کہ رہا جاتا ہون

طایر رنگ حنا کی نمط اب اے صیاد
ہون تو مین ہاتہہ مین ترے پہ اڑا جاتا ہون

کوئی تعمیر کے در پے نہین میری ہیہات
شکل دیوار خرابی کی گرا جاتا ہون

فکر موزون نہین کر مجکو گرفتار مرے
ہون مین مضمون تری بات نہین بندہا جاتا ہون

سوچتا ہون اپنے تئین جون سخن نغز زیاد
گاہ بیگاہ اگر آپ مین آجاتا ہون

گرم جوشی نکرو مجسے کہ مانند خیار
اپنے ہی آگ مین مین آپ جلا جاتا ہون

ہون مین وہ وحشی رم خوردہ کہ تا دشت عدم
بات کہتے ہی تو مانند صبا جاتا ہون

صفحۂ ہستی پہ اک حرف غلط ہون سودا
جب مجھے دیکھنے بیٹھو تو اٹھا جاتا ہون

وارستہ ہون خرمی سے یہ کیا حساب مجھ بن
ہے زندگی سے اپنی دل کو حجاب مجھ بن

اب بس برگ خشک آسا جو نخل سے جدا ہو
پھرتا ہون نالے کرتا در سو خراب مجھ بن

جلدی سی کھینچ کر مجکو ڈرتا ہون بے نقاوے
ہون جس جگہہ مین وانسے انکھونکا آب مجھ بن

بے اختیار منہہ سے نکلے ہے نام تیرا
کرتا ہون جس کسیکو پیارے خطاب مجھ بن

مل جاوے جا بجا ہے سودا کی زندگانی
کچہہ بطرح سے اسکو ہی اضطراب مجھ بن

گلشن مین یار بن مجھے مشرب بدام مین
مانند لالہ خون ہو الب ریز جام مین

کھاڑ ہے قضا بغل مین جو تیر کرے مرغ کو
لادے ہی شاخ سے پر پرواز دام مین

آزادگان کے ننگ ہون وہ سپاہ بخت
نقش نگین کی طرح سے ہون قید نام مین

ان خوش قدونکی چال کا انداز کیا کہون
ٹہوکر لگے ہے دل کے تئین جس خرام مین

سودا سی ہم سخن ہے جس انداز سی وہ شوخ

اپنی ہی بو لہو کی ہے مجھے آتش کدہ مین

غم کی مے ہمنے جو شب دیکھی بھری شیشے مین
شور قلقل ہے اب آہ سحری شیشے مین

راز دل فاش کیا مے نے مرا ساقی پر
کچھ نہ دیکھا مین پردہ دری شیشے مین

مست پرواز ہوا یہ نالہ مرے دیکھے ہی
طایر رنگ کو بے بال و پری شیشے مین

بادہ جس روز کہ ساقی ازل بانٹے تہا
نظر ادہر جو پڑی آگ بھری شیشے مین

یار کا دل مین ہمارے ہے خیال رفتار
ہم سمجھتے ہین اوسے کبک دری شیشے مین

ظرف صحبت ہے کہ ساقی تو یہہ کہہ کر دے جام
بے خبر شہر کہ آتش ہی تری شیشے مین

تشنگی اپنی یہہ جا ہے کہ اب بہر دے
پر سے خم ہی مین قطرہ نہ دری شیشے مین

دل مین جس رنگ سے سودا گذرتی ہے لہر
موج مے کرتی ہے جلوہ گری شیشے مین

ناوک نے ترے صید نچھوڑا زمانے مین
تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے مین

کیونکر نہ چاک چاک گریبان دل کرون
دیکہون ہون تیری زلف کو مین شانے مین

زینت دلیل مفلسی ہے تنگ کمان کو دیکہہ
نقش و نگار چہت نہین کچھ اسکے خانے مین

اے مرغ دل سمجہکے تو چشم طمع کو کہول
ورنہ سنا ہے دام چہپے ہی وہ دانے مین

چلے مین کہینچ کہینچ کیا قد کو جون کمان
تیر مراد پر نہ بہایا نشانے مین

پایا ہر ایک بات مین اپنی مین یون تجہے
معنی کو جسطرح سخن عاشقانے مین

دست گرہ گشا کو نہ تزئین کرے فلک
مہندی بندی نہ دیکھی مین انگشت شانے مین

ہم سا تجہے ہی ایک ہمین تجہسے بن گئی
جا دیکہہ لے تو آپ کو آئینہ خانے مین

سودا خدا کے واسطے کر قصہ مختصر
اپنی تو نیند اڑ گئی تیرے فسانے مین

عاشق کی کٹے چشم تر روتی ہی بن رہو نہین
ہین رخنہ کشتی تو روون اور رہون مین

پیارے نہ برا مانے تو اک بات کہون مین
کس لطف کی امید پہ یہ جور سہون مین

جب تک کہ جو مین تجکو ننگ دیکھ رہو نہین
ہر ایک مجھے آکے ستاتا ہی کہون مین

یہ تو نہین کہتا ہون کہ سچ مچ کرو الطاف
جہوٹی بہی تسلی ہو تو جیتا ہی رہون مین

سہتا نہین خط آنے پہ کوئی ستم یار
سودا مگر اب ایک ہون یا نہ سہون لیکن

چشم ترسے میری کیا رکھتی ہی مطلب آستین
الغرض اُسسے جدا ہوتی نہین اب آستین

لخت دل کس دن نہین گرتے مرے دامان پہ
تر نہین ہوتی لہو مین کونسی شب آستین

ہے مجہے اے ابر دریا بار اتنا تو یقین
تجہسے نکلین گے کئی جہاڑو نگا جب آستین

تجکو بہی سودا کچہہ اپنی بیقراری سے ہے شرم
برق ہنستی ہے تجہے رکہہ منہہ پہ جب تب آستین

سوتے مین ترے گہر کی طرف رو نکرون مین
یا دوستے ترسے ملنے کو کیونکر کرون مین

دل دون اُسے تجہسے بہی وفا مین جو ربون ہو
خواہش تری لوگو کہو کیونکر کرون مین

دیکھون نہ ترا منہہ کبھو اب گل کے بین ہو سے
سنبل کے سوا زلف تری بو نکرون مین

نظارہ کرون نرگس شہلا کو شب و روز
پر دید تری نرگس جادو نکرون مین

سایہ ہو ترا سرو کا جس جا کہ چمن مین
وہان یاد ترا قامت دلجو نکرون مین

عادی ترے کوچہ مین جو ہون سبزہ دوسے
کیون اُسکے عوض سیر چمن جو نکرون مین

جس جا کہ ہلال مہ عید آتے نظر ہاں
ناخن بدل اپنے تری ابرو نکرون مین

ٹک تہتے ہوئے لب دیکہون [illegible]
کاکل پہ نگہہ تری سر مو نکرون مین

میزان خرد مین جو کرون حسن بتان وزن
بن جہہ حسن کو با سنگ ترازو نکرون مین

تجہہ وحشی نگہہ سے جو مین اب آنکہہ لگادون — دل بستگی کیون اپنی بہ آہو نکرون مین
اب تجہسے ملون حسب کہے کہا گر جو قسم تو — آزردہ کسی طرح سے تجہکو نکرون مین

ہے دوسرے کا شکوہ جو ہر دم تجہے [illegible]دا
ہرگز جگہہ اسکی ترے پہلو نکرون مین

غیر کے پاس بہت اپنا ہی گمان ہے کہ نہین — جلوہ گر یار مرا ورنہ کہان ہے کہ نہین
مہر ہر ذرے مین مجکو ہی نظر آتا ہے — تم بہی ٹک دیکہو تو صاحب نظران ہے کہ نہین
پاس ناموس مجہے عشق کا ہی اے بلبل — ورنہ یہان کون انداز فغان ہے کہ نہین
مے لگے ٹہکرون کو بغل بیچ لئے پہرتا ہون — کچہہ علاج انکا بہی اے شیشہ گران ہے کہ نہین
آگے شمشیر تمہاری کے بہلا یہہ گردن — مو سے باریک ترا سے خوش کمران ہے کہ نہین
جرم ہے اسکی جفا کا کہ وفا کی تقصیر — کوئی تو بولو میان منہہ مین زبان ہے کہ نہین
پوچہا یکروز مین سودا سے کہ اے آوارہ — ترے رہنے کا معین بہی مکان ہے کہ نہین
تک نیک ہوکے برآشفتہ لگا یہہ کہنے — کچہہ تجہے عقل سے بہرہ بہی میان ہے کہ نہین

دیکہا مین قصر فریدون کے در اوپر اک شخص
حلقہ زن ہوکے پکارا کوئی یہان ہے کہ نہین

ظاہر مین دیکہنے کا کچہہ اسباب ہی نہین — آوے اگر تو خواب مین سو خواب ہی نہین
سجدہ کرون کیونکے تری تیغ کے تلے — ایسی نماز عشق کو محراب ہی نہین

جی تک تو دیکہے ہون کہ جو ہو کارگر کہین — اے آہ کیا کرون نہین بکتا اثر کہین
ہوتی نہین ہے صبح نہ آتی ہے مجکو نیند — جسکو پکارتا ہون سو کہتا ہے مر کہین
سناتی ہے اک تبسم گل فرصت بہار — ظالم بہرے ہے جام تو جلد ایسی بہر کہین

پھرنے لگا تو جوں کف دریا بہا بہانہ
دامن اگر نچوڑے سے ای ابر تر کہیں

جادو بھری ہیں چشم تو مست آئینے کو دیکھ
دھڑکے ہی دل کا نہ پہنچے نظر کہیں

دل آہ شعلہ یار کے ہر دم پھرے ہی گرد
پروانہ آسکے ہی مری شمع پر کہیں

خونناب یوں کبھو نہ مری چشم سے تھما
آنکھا نہ جبتک آن کے لخت جگر کہیں

منہ تو مجھے لگا دے تو کب جام کی طرح
اتنا بھی واہ وا رے میسر جو گر کہیں

صحبت میں تیری آنکے جوں شیشۂ شراب
خالی کروں ہوں دل کے تئیں تہہ کر کہیں

اے دل تو مجھ سے کہہ تو کہ میں کیا کروں نثار
ق
آویں کبھو جو حضرت سودا ادھر کہیں

انگشتری کے گھر کی طرح غیر سنگ و خشت
گھر میں تو خاک بھی نہیں آتی نظر کہیں

نے بلبل چمن نہ گل نودمیدہ ہوں
میں موسم بہار میں شاخ بریدہ ہوں

گریاں نہ شکل شیشہ و خنداں بطرز جام
اس میکدے کے بیچ عبث آفریدہ ہوں

تو آپ سے زبان زد عالم ہے ورنہ میں
اک حرف آرزو سو بلب نارسیدہ ہوں

کوئی جو پوچھتا ہو یہ کس پر ہے دادخواہ
جوں گل ہزار جا سے گریباں دریدہ ہوں

تیغ نگاہ چشم کا تیری نہیں حریف
ظالم میں قطرۂ مژہ خوں چکیدہ ہوں

کشتے کے کردن میں دعوی دل جائے اے خدا
دل دادۂ زکف رخ دلبر ندیدہ ہوں

گریاں ہے جا بجا گل کی تسلی چمن میں تو
خون جگر میں بھی تو دامن کشیدہ ہوں

غافل شبے کیوں تو امری کا صحت سے کونش دلکا
ای بیخبر میں نالۂ حلق بریدہ ہوں

میں کیا کہوں کہ کون ہوں سودا بقول درد
جو کچھ کہ ہوں سو ہوں غرض آفت رسیدہ ہوں

کیونکر میں تسکین دل اے یار ہر زدن یا نکردن
نالہ جا کر لیس دیوار کروں یا نکروں

سخن نے اگلیاں مری بوکر رتوبا ہی ہے — پہر سخن تجہسے سمکار کروں یا نکروں

ناصحا اٹھ مری بالیں سے کہ دم گنتا ہے — نالۂ دل کہول کے دو چار کروں یا نکروں

خواب شیرین میں وہ اور دل ہے مرا مائل اشوق — جی دہڑکتا ہے کہ بیدار کروں یا نکروں

سخت مشکل ہے کہ ہر بات کنایہ سمجھو — بے زباں میری بہی گفتار کروں یا نکروں

موسم گل ہے میں صیاد سے جا کر یارو — ذکر مرغان گرفتار کروں یا نہ کروں

حال باطن کا نمایاں ہے مرے ظاہر سے — میں زباں اپنی سے اظہار کروں یا نکروں

عہد تھا تجہسے تو پہر عمر وفا کرنیکا — ان سلوکوں پہ جفا کار کروں یا نکروں

کوچۂ یار میں رشک چمن اے سودا
جا کے با دیدہ خونبار کروں یا نکروں

اسے تو چہپا کئے جو بہہ قلقل ہے شیشہ میں
مے گلرنگ بہی ساقی عجب بلبل ہے شیشہ میں

جو کچہہ دیکہا تو چاہے دیکہہ لے دو قطرہ مے پی کر
بسان جام جم احوال جزو کل ہے شیشہ میں

لپیٹ کر کسکی زلفوں سے صبا سوئے چمن گذری
گلاب اگر تو ٹک سونگہو بوئے سنبل ہے شیشہ میں

کبہی بالوں کو خوباں سوکے کیفی کہول دیتی ہیں
نظر کر ٹک پری بانی قصد کاکل ہے شیشہ میں

دو عالم کا تماشا جسکے یک جرعے سے دیکہا ہم
وہ نور چشم مینا کور آگے ٹل ہے شیشہ میں

اذانکا شور بہی کیا کم ہوا ہے ہوئے مستانے

جو نقش طاق مسجد مین ہے وہ ہی عمل سے شیشہ مین

بغیر مے جہان کے باغ مین کیا سیر سے حاصل
یقین تو جان سودا حسن ہر اک گل ہے شیشہ مین

خانۂ دل کہ ہو خون ہونیکا آئین جس مین
ہے وہ اک بیت کہ ہو معنی رنگین جس مین

ہے وہ ہی گردن عشاق کہ جز تیغ جفا
ہو حمایل نہ کبھو دست نگارین جسمین

وہ خط اوس رو کی کتابی پہ بہم پہنچا ہے
سیکڑون مشق ستم کے ہین مضامین جسمین

صاف طینت سے نہ خوبونکی ہو خاطر مین غبار
زشت رو کا ہی دل آئینے سا ہو کین جسمین

ہجر اور وصل سے کچھہ کام نہین ہے ہمکو
بات وہ کیجے کہ تسکین دلکو ہو [illegible] جسمین

عمر وہ روزہ بھی ختم ہو محرم کا سا
کہ دل اپنے کو سدا یاد ہون [illegible] جسمین

لطف کیا رکھتی ہے اس باغ کی سیر اے سودا
شاخ پر دیکھنے دے گل کو نہ گلچین جسمین

گدا دست اہل کرم دیکھتے ہین
ہم اپنا ہی دم اور قدم دیکھتے ہین

نہ دیکھا جو کچھہ جام مین جم نے اپنے
سو اک قطرۂ مے مین ہم دیکھتے ہین

یہہ رنجش مین ہے ہمکو بے اختیاری
تجھے تیری کہا کر قسم دیکھتے ہین

غرض کفر سے کچھہ نہ دین سے ہے مطلب
تماشائے دیر و حرم دیکھتے ہین

حباب لب جو ہین اے باغبان ہم
چمن کو ترے کوئی دم دیکھتے ہین

نوشتے کو میرے مٹاتے ہین رو رو
ملائک جو لوح و قلم دیکھتے ہین

خدا دشمنون کو نہ وہ کچھہ دکھاوے
جو کچھہ دوست اپنے سے ہم دیکھتے ہین

مٹا جاوے ہے حرف حرف آنسوؤن سے
جو نامہ اوسے کر رقم دیکھتے ہین

اگر ٹے نہین کام سنبل کی ہمکو
کسی زلف کا پیچ و خم دیکھتے ہین

ستم سے کیا تو نے ہمکو یہہ خوگر | کرم سے ترے ہم ستم دیکھتے ہین

مگر تجھسے رنجیدہ خاطر ہے سودا
اُسے تیرے کوچے مین کم دیکھتے ہین

لخت جگر انکھونسے سرآن نکلتے ہین | یہہ دل سے محبت کے ارمان نکلتے ہین
تجھہ تیر نگہہ کا ہی کشتونکا جہان مدفن | سبزے کی جگہہ واہان سے پیکان نکلتے ہین
سر خاک گریبان چاک غلطیدہ بخون ان | کیا گھر سے ترے عاشق باشان نکلتے ہین
یہہ خو برو اے یار کیا بطن سے یاد رکے | سے قتل کا عاشق کے فرمان نکلتے ہین

مجھہ دل سے تری الفت مشکل سی جاویگی
جیسون سے میان کچھہ آسان نکلتے ہین

خوبون مین دلبری کی روش کم بہت ہے یہان | خواہان جان جا سو تو عالم بہت ہے یہان
غافل نرہ تو اہل تواضع کے حال سے | تیغ و کمان کی طرح خم و چم بہت ہے یہان
چشم ہوس اٹھانے تماشی سے جون حباب | نادیدنی کا دیدہ اکدم بہت ہی یہان
خون جگر یہ آدم دلوزنہ سے لگا د | صورت معاش خلق کی برہم بہت ہے یہان
انکھون مین ورن آتش آئینہ رو کو جلکہ دیبے | تنکا کرے ہی لبکہ یہہ گھر نم بہت ہی یہان
دیکھا جو باغ دہر تو مانند صبح گل | کم فرصتی طرب کی یا غم بہت ہی یہان

سودا کہہ اُٹھے دل کی تسلی کے واسطے
گوشے سے چشم کے نگہہ کم بہت ہے یہان

تشکیل گل ھے نے تمام اپنا کیا تن دامن | یاد کر تجھہ کو بہر اخون سے گلشن دامن
دل کسیکا نہ کسی سے ہیٹے یارب کہ ہر | سیتے دیکھا نہ محبت کا لہو زن دامن
بوئے گل باد صبا کو خبرے کسکی یارب | دور تین ہی ود ونو ہم باندہ کے دامن وال

کھینچنا دیر کے سجدے سے گلہ شیخ نہ مجھے
چھوڑے کب بت کی پرستش کا برہمن دامن

پہنچے ناصح کا ہمارے نہ گریبان تک ہاتھ
عشق کا چھوڑ دے جو یہ دل دشمن دامن

کہا زاہد نے مجھے دختر رز گھر مین نہ رکھ
پاک زنہار نہین رکھتی ہے یہ زن دامن

چھوڑ دنیا کو کہ اس مادر بیمہر کا اب
پھر لگا کب نہین تہا نہ سوی کو دامن

عشق فولاد مرا حسن ترا مقناطیس
چھوڑیگا اسکی کشش کا نہ یہ آہن دامن

داغ دل پر ہے مرے دم کی یہ صورت سودا
جیسے جھٹکے ہے کوئی بر در گلخن دامن

تیرے پہلو سے جو محفل مین سے اٹھ جاتے ہین
شمع رو نظرون مین جون شمع گھٹتے جاتے ہین

جسکے دامن سے تہے ہماری سو ترے کوچے سے
انکے خرقون کے گریبان پھٹتے جاتے ہین

کھینچ کر تیغ نگہ جسنے ترا ای بے پیچھے
رات دن زلف کے کیا جلد سلجھتے جاتے ہین

زخم دل قابل مرہم نہ رہا جب کیون یار
رشتے سینے کو تب الفت کے ٹوٹتے جاتے ہین

گو تو اورون کی کہان تاب ہے ان کانونکو
گوش گل جب و شبنم سے بہتے جاتے ہین

خار رہتے نظر آتے ہین گلزار جہان
گل جنہین کہئے سو وہ گل تو جھڑتے جاتے ہین

ابر مژگان کو ترے دیکھ کے ترا سے سودا
سیل براک نالے یہ صحرا مین بہتے جاتے ہین

ردیف واو

چیز کیا ہون جو کرین قتل وہ انکھیان مجھکو
پھر گئے دیکھ کے منہ خنجر مژگان مجھکو

سیر کرنا ہی خیال اسکی نگہ کا جیدہر
نظر آتے ہین ادھر گنج شہیدان مجھکو

گل گلزار نہ رحم ہون کسیکے سر پر
جا خوش آتی نہین جز گوشۂ زندان مجھکو

ہاتھ کسکا ہے تری زلف کا شانہ کھینچ
رات آتے ہین نظر خواب پریشان مجھکو

اے نسیم سحری پھر تجھے ہے دور — کہ نہایت نظر آیا یہہ گلستان مجکو

ایک گل تک تو مرے مانع ہوا جاتے وقت — خار نے بھی تو کیا کھینچ کے دامان مجکو

ایک عالم کو زمانے نے دیا کیا کیا کچھ — پر کبھو مین نہ کہا اُسسے کہ دوران مجکو

کسکے ملت مین گنون آپ بتلا اے شیخ — تو سمجھے گبر کہے گبر مسلمان مجکو

مجھہ مین اور اُن مین ہے ربط سپند و آتش — اُسکی جو شش نے کیا اُسسے گریزان مجکو

اور بھی ریختہ دنیا مین رہے لیے سودا
جینے دیوے جو کبھو کاوش دوران مجکو

ظلم سے تیرے مین گو راہ خانہ بخانہ کو لکو — اب کہ پہرون ہون داد خواہ خانہ بخانہ

تجکو فقط چراغ شام ڈھونڈہی سے کہا — پہرتی ہے باد صبح گاہ خانہ بخانہ کو لکو

دل سے اٹہا کے دست صبر منہہ سے ملونگا اسکا تو
پوچہونگا اُسکا جا گناہ خانہ بخانہ کو لکو

کرے تک منفعل کوئی مرے سینے مین دل کو — دکھا دے خاک پروانہ یہ گریان شمع محفل کو

ابھی سے تنگ ہے نعم البدل سے تجکو غیرت کی — مجھے اسکا عوض تو کچھ نہ دے پر پھیر دے دلکو

سیکھے نہ اسیری مین اگر ضبط نفس کو — دے آگ ابھی شعلۂ آواز قفس کو

یہہ جائے ہو سکے دل قافلہ سالار — تعلیم دے نالہ جو مرا بانگ جرس کو

پہنچا ہی نم داغ جگر تا سر مژگان — تا داب مین رکہتا ہون سدا اگ سے خس کو

پہرتا ہی اڑ مرے زلف مین شانہ تو ادہر دل — یہہ درد ملایا کبھو خاطر مین عسس کو

اے عشق نہ فرہاد بچا تجسے نہ پرویز — جا خاک برابر کیا تو ناکس و کس کو

لے سکتے نہین سانس تری کوسے نکلنا — تا خون جگر بیچ گلو وین نفس کو

ہر عیب بگر سیر چمن کی ہمین سودا ہے نہین
رغبت دلانا مجھے سیر نہین
ہر چند ہوا خوب ہی وہان لیک ہوس کو

دیکھے دل ہاتھ سے نہ دھر کر زرد
ہر زندگانی کی مت حلاوت کہو

رشتہ محکم نہین محبت کا
دل سے گوہر کو تو نہ اُسمین پرو

گل کو نین جب سے لو کیا بچین
گل سکے ہی اور ہی دماغ مین بو

جون کہا مین ہون عاشق مین تیرے
بولا وہ مسکرا اسکے یہہ نہ کہو

تار ہوتے نے گوشواری کے
دیکھہ اُسکی صفائی عارض کو

خجل ایسا ہوا کہ اپنے نین
قطرۂ آب مین دیا ہے ڈبو

سچ ہی یارو اثر ہو محبت کا
ایک جا کہہ جو مل کے بیٹھین دو

کل جو اُس بیوفا تلک پہنچا
گل نے پیدا کی ویسی ہی خوشبو

اب تو دل دے چکا اُسے سودا
آگے قسمت سے ہونی ہو سو ہو

خط اُسکا سادہ لوحون کے پرستارون سے مت پوچھو
عزیزو کفر مجھہ کافر کا دینداروں سے مت پوچھو

نہ استفسار کیجے ہم سے اُس لب کی حلاوت کو
شکر کا ذائقہ خون جگر خوارون سے مت پوچھو

ہمین گر نالۂ کنج قفس کہنے تو آتا ہے
چمن کے زمزمین کرنا گرفتارون سے مت پوچھو

طلبگار نشان ہے ہو اُس خورشید کے کوچے
بہشت و سایۂ طوبے گنہگارون سے مت پوچھو

فراموش ان دنون ہم ستہر یون دل سے سودا ہی
خبر اسکی جہان آباد کے یارون سے مت پوچھو

شیخ نے اس بت کو جب کو چمن میں کہا تہا سلام — اسلام کو
اے چراغ اب تو ڈہونڈتی ہے دنا ناسحر کو

سول نے مجکو تو دو دن یون ایک میں ستہار
چاہیے پہر نہ مجہے تو نے کوئی نہ کہونے دام کو

کوہکن ہے بجہ جگر کن کے گہر انکا دہ بنگ
قوم میں لب پر نہ لا وے کوئی جسکا نام کو

جہوٹ گر نجہسے نہ بتیا دے کسی نے بہر دل
مرغ وہ پہنستا نہین جو توڑ بہاگے دام کو

جنس دل کتنی ہے ناکارہ بہ بازار شباب
ایک بوسہ چاہے یون تو بولے وہ شرا الکام

کیا کرون پاکیزگی کا سمع اسکے بیان
بہیجون ہون خونناب دل سے دہو دہو کے پیغام کو

بہہ نشفق مت سمجہیو یارو خدا جانے فلک
یو نجہیے ہی دامن سے کسکی تیغ خون آشام کو

پہر کہین دل دینے کی ہمنے تو کہائی ہے قسم
دل جو دیتا ہی کوئی تو جان کے آرام کو

کرکے تو ناصحا سودا مصلے کل ہوا
آج پہر اسنے مصلا رکہہ گرو دو جام کو

آلودہ قطرات عرق دیکھ جبین کو
اختر پڑے جہانکے ہین فلک پر سے زمین کو

اک صید مرے دلکا ہی بس باندہ بفتراک
سر صید کے ست خون سے بہر دامن زین کو

آتا ہی تو اے شوخ کہ مین روک رہا ہون
مانند حباب اپنے دم باز پسین رکو

دیتی ہی نہین چین بری اپنے گمان کی
ساتہ اسکے مین جاتا ہون کوئی جا کے کہین کو

ہرگز بجہان پر وسیہی اسکو نہو تی
لگتا نہ مرے نام سے گر عیب نگین کو

جون دانہ تسبیح ہو ر دانہ گرم حق
زاہد در میخانہ کے سر خاک نشین کو

اک گل کا چمن مین ستو اگر نشنہین ہے
دے مرغ گرہ سینے مین فریاد حزین کو

راہب ہے پہر بتکدہ معلون ہے پاعث
تلقین نکر اے شیخ تو اتنے مجہے دین کو

مطلب کی مرے عرض نہ یکبار بھی سودا
ہان نے نہ جو آیا کبھو اُس لب سی نہین کو

بادشاہت دو جہانکی بھی جو ہووے مجکو | ترے کوچیکی گدائی سی نہ کہووے مجکو
آنکھہ پھر اسکو ہے نظارۂ خوبان کی بلا | کہین یہہ دیدۂ تر رو ان ہون نہ ڈبووے مجکو
کی مین جب عرض تمنا تو یہہ بولا ظالم | پھر کہے مجھسے جو یہہ بات تو رووے مجکو
خرمن برق زدہ کا ہون وہ دانہ کہ مجھے | نکو نہی مرغ چگیگا نہ کوئی بووے مجکو
خشک رکھتے ہی کبھو چشم جو تجھہ بن دامن | آستین چاہتی ہے خون سے بھگووے مجکو
ق
تجھہ کہین گو کہ مخالف ترے حق مین سودا | وہ نہ سمجھے وہ مجھے کہتے ہین جو دوی مجکو

ہون گریبان دل یار مین الفت کا گل
داغ نہین دامن عصمت پہ جو دہووے مجکو

بس ہو تو رکھون انکھون مین آ آفت جانکو | اور دیکھنے دون مین نہ کبھو زمین زبان کو
جب عزم کرون گھر سے کوئی دوست کا یا رب | دشمن ہے مرا وہ جو کہے یہہ کہ کہان کو
موجب مری رنجش کا جو پوچھے ہی تو یہہ جان | مونہہ لگا نہ پھر کھول سکے جون غنچہ دہانکو
ابرو نے مژہ نے نگہہ یار نے یارو | بے رتبہ کیا تیغ کو خنجر کو سنان کو
اسرار خرابات سی واقف ہو جو زاہد | کعبے سے نہ کم سمجھے در پیر مغان کو
یہہ رسم نہین تازہ کچھہ اے شیخ جہان مین | جا گہہ حرم دل مین جو دین دہی بتانکو
ناصح یہہ مجھے راست کہے تھا کہ تجھے داغ | کیا لیویگا دل دیکے تو ان لالہ رخانکو

دل لیکے دم تیغ کا پیاسا ہی کہ سودا
بسمل کی طرح تڑپے ہی دیکھہ اب دانکو

خواہی کہ صد حسادہ ہو تو خواہ یمن ہو | نزدیک نہ دل سے تو مری جان کہین ہو

دم مارنا نہ تھا ہی اُسی عشق مین ترے
جس کا دم اول نفس بازپسین ہو

تن چھوڑ کے گذرون تری کوچے سے نہ غیرت
یہہ چاہیے نہ وہان نقش قدم خاک نشین ہو

تک شغل عشاق پہ انداز تبسم
تا زخم شہیدون کے جگر کا نمکین ہو

نا صاف ہے یہہ وضع سی اپنی دل عالم
آئینے کو منھہ سے تجے تو وہ چین بجبین ہو

مت دیر و حرم کی تو سمجھہ مسجد (تھی بتخانہ)
پتھر ہی کا جب پوجنا آیا تو کہین ہو

سودا کے خیالات مین جھکے ہی خدائی
جو اپنے تخیل مین یہہ چاہے سو وہین ہو

اس دل کو دکہے لون دو جہان یہہ کبھو نہو
سودا نہ ہو دے تب تک جب امین تو نہو

آئینہ وجود و عدم مین اگر ترا
رو درمیان نہو تو کہین ہمکو رو نہو

تار نگاہ و سوزن مژگان یار بن
اپنا جو دل سیتے تو کسو سے رفو نہو

جھگڑا تو حسن و عشق کا (ملکے) مکتا ہی بیچ بیچ
اگر محکمے مین قاضی کے تو روبرو نہو

قطرے کی کہل گئی ہے گرہ ورنہ نسیم
شور دماغ مرغ چمن گل کی بو نہو

گذری سو گذری اہل زمین پر اے فلک
آئندہ یہان تلک تو کوئی خوبرو نہو

دل لیکے تجہسے برق کے شعلے کو دیجیے
پر ہے یہہ ڈر کہ اُسکی بہی ایسی ہی خو نہو

گل کی نہ تخم مرغ چمن کر سکے تلاش
ہم خام فطرتون سے تری جستجو نہو

سودا بدل سکے قافیہ تو اس غزل کو کہہ
اے بے ادب تو درد سی بس دو بدو نہو

تجہہ بن تو دو جہان ہے کچہہ اپنے تئین نہو
ہو دین نہ ہم کہین ہے اگر تو کہین نہو

آزردہ خاطرون کی جو انکھو نسی ہم جینے
پیارے تمہاری ہاتہ کا وہ آستین نہو

دلدار اس کو خواہ دل آزار کچھ کہو
سنتا نہیں کسی کی مرا یار کچھ کہو

غمزہ ادا نگاہ تبسم ہے دل کا مول
تم بھی اگر ہو اسکے خریدار کچھ کہو

شیریں نے کوہکن سے منگائی نہ جوئے شیر
گر امتحان ہے اسے بھی دشوار کچھ کہو

ہر آن آ مجھی کو ستاتے ہو ناصحو
سمجھا کے تم اسے بھی تو اک بار کچھ کہو

اے ساکنان کنج قفس صبح کو صبا
سننے میں جائیگی سوئے گلزار کچھ کہو

سودا موافقت کا سبب جانتا ہے یار
سمجھیں مخالف اسکو جو اغیار کچھ کہو

عالم کی گفت و گو سے تو آتی ہے بوئے خون
بندہ بھی اک نگہ کا گنہگار کچھ کہو

بہار باغ ہو مینا ہو جام صہبا ہو
ہوا ہے ابر ہو ساقی ہو اور دنیا ہو

روا ہی کہہ تو بھلا اے سپہر نا انصاف
رہا ہے زہد چھپے راز عشق رسوا ہو

بھرا ہے اسقدر اے ابر دل ہمارا بھی
کہ ایک لہر میں روئے زمین دریا ہو

جو مہرباں ہیں سودا کو مغتنم جانیں
سپاہی زادوں سے ملتا ہی دیکھیے کیا ہو

نہ پوچھو قتل کرنے میں کسو سے ہے بیر اسکو
چلے تلوار تو آب رواں کی سیر ہے اسکو

یہ عاشق پیشہ عہد اسکے میں سمجھتے نہیں ناحق
نصیحت کرنے سے منظور ہے کے خیر ہے اسکو

ستمگار انداز انسانوں کا بھی وہ کب جانے ہیں جا صحرا میں
سوائے مرغ دل کب میل وحشی طیر ہے اسکو

سبب آرام دل کا یہ ہے کہ الفت اسکی
نہ اپنے سے محبت ہے نہ مہر غیر ہے اسکو

کیا برگشتہ دین سودا کو کس کافر کی مژگاں نے
کہ سرمہ چشم کا اب خاک راہ دیر ہے اسکو

دور و لطف بیانہ

غیرت جنت ہی کرم ہم پہ ستم واہ واہ
دیکھہ لیا بس ہمین تیرے صنم واہ واہ

مہر کرے یا جفا ہم ہین ہوا دار رضا
اسکی رضا مین سدا الفت ہی ہمکو ہم واہ واہ

سبز کیا کشت کو برسکے عالم کی تو
ہنک تو اد بر ہی کبھو ابر کرم واہ واہ

خانۂ مشرب کی دیکہہ تازہ بنا کو مری
کہتے ہین نیت سا کہین دیر و حرم واہ واہ

سبزۂ خط کے ترے وصف مین مجھسے فلک
سنکے کہے طوطیٔ باغ ارم واہ واہ

کہنے لگے جو کوئی ریختہ سودا کی طرح
اسپہ زمین سے ہو تا لوح و قلم واہ واہ

آ کے نہیچ ساقی کہ پیر ایام کب آتے ہین یہہ
فصل گل کے کچھہ گئے دن کچھہ چلے جاتے ہین یہہ

اسقدر باکے ہین اے ظالم تری زلفین پیچ
دل مرا اٹکا ہی زلفون بیچ بل کہاتے ہین یہہ

کیون کہے غمازون سے سمجہون یون آہ کہہ دیتے ہین یہہ
منہہ لگاتے تم نہین اور دن یہ پھیلاتے ہین یہہ

دل تو ہی آفت طلب کو رہو جاوین چشم
جو بلا ملتی ہے اپنے اسکو دکہلاتے ہین یہہ

غیرت عشق آ کیے اے سودا تو پروانے سے سیکہہ
شمع سے اپنا ہی ملنا دیکہہ جل جاتے ہین یہہ

یہان نہ ذرہ ہی چمکتا ہی نقطہ گرد کے ساتہہ
جلوہ گر نور ہے خورشید کا ہر فرد کے ساتہہ

زخم کی طرح زمانے مین تو کاٹ اپنی عمر
خندہ یا گریہ جو کچھہ ہووے ہو تنک درد کے ساتہہ

قدر نہین دولت نے سعی کی تجہکو ورنہ
زر کو نسبت نہین عاشق کے رخ زرد کے ساتہہ

تیغ چوبی سے کہان قبضۂ فولاد نصب
زر ہی صاحب جوہر کسی نامرد کے ساتہہ

ہم کہاتے ہین ترے منہ سے ہی بند یارے
گل نے بلبل کو خریدا ہی زر و درد کے ساتہہ

کسطرح خانۂ گردون کی بنا ہو ترتیب
ہمنے اس بیت کے اک ہم ہی سوا درد و بلا

امن و درد دل کو ہو یکجا نہ بلا دور ران
چوٹ کہاتی نہین وہ مرد جو ہو مرد کے ساتہہ

مسجدم آج جمین مین طلب جو سود — لکھا اک شعر یہ پڑھتا ہا نہایت درد سے جہا

دل کو جا با کہ مین خالی کرون مانند حباب
ہوگئی جان ہوا اک نفس سرد کے ساتھ

بارہا دل کو مین سمجھا کے کہا کیا کیا کچھ — نہ مری ایک سنی مرا مجھسے کہو اکیا کیا کچھ
غیرت و آبرو و حرمت و دین و ایمان — رودن کس کسکو مین بار و گیا کیا کیا کچھ
صبر و آرام کہون یا کہ مین اب ہوش و حواس — ہوگیا اسکی جدائی مین جدا کیا کیا کچھ
عشق کس در انکا عقرب ہے کہ لگتے ہی نشتر — دل کے ساتھ انکھو نسی پانی ہو بہا کیا کیا کچھ
سادہ روئی نے تو کہو یا دل و دین دیکھیے — خط کے آنے مین ہے قسمت کا لکھا کیا کیا کچھ
دخل کیا راہ محبت مین نکونامی کا — آیا اس کوچے مین جو اسنا کیا کیا کچھ
غرہ مست ہو جو رمانے سی تری بن آئی — تہا وہ کیا کیا کہ نہ بگڑا نہ بنا کیا کیا کچھ
شادی آنیکی نکر یار نہ جانیکا غم — آیا کیا کیا نہ کچھ اس جا نگیا کیا کیا کچھ
سینہ قانون غنا نالہ و دل ہے مضراب — نکلے ہے ساز محبت سے صدا کیا کیا کچھ
دیکھو حق مین ترقی و تنزل اپنے — کیا کہین ہم کہ زمانہ سے ہوا کیا کیا کچھ
ضعف و ناطاقتی و سستی اعضا ہر دم — ایک گھٹنے مین جوانی کے ترہا کیا کیا کچھ

سیر کی قدرت خالق کی بتان مین سودا
مشت پر خاک مین جلوہ ہی بہرا کیا کیا کچھ

نیستی ہی جا کے — سوگئی عالم عجم ساتھ — وابستہ ہی طلسم جہان اتنے دم کے ساتھ
اکٹھا ہوا نہ قافلہ دنیا مین اس سوا — جو یہان سے اٹھ چلا سو گیا درد کے ساتھ
کیا بلا خیمی سحر کہ مانند طفل اشک — پانی ہے پرورش غنچے کھلنے الم کے ساتھ
ہے مردہ کو نہ کہ حرام سے خم کھا — مانند شمع سر ہی لگا کر قدم کے ساتھ

یون چاہیے انہیں سے جنہیں عزم سلطنت
یا زیر پا سریر ہو یا سر علم کے ساتھ

پروانہ تجلی وحدت ہو اور دیکھ
نور چراغ دیر نے شمع حرم کے ساتھ

سنے ہی چلے ہو دل کو تو خاطر بہت رہے
اک وقت مین پلا تھا یہ نازو نعم کے ساتھ

ہے تخم دل زمین محبت مین تک سلوک
ابر مژہ ضرور ہے کشت الم کے ساتھ

سودا غلام لطف و محبت ہے ورنہ یہان
کتنے اوسے خریدا ہی دام و درم کے ساتھ

مجھ سے یہ لئی پھرنا تلوار بہت تحفہ
مقتول کے قتل اوپر اصرار بہت تحفہ

بیمار کو تجھ غم کے دینی تھی دوا کوئی
کیا کہئے غرض تھے وہ غمخوار بہت تحفہ

دیکھے سے شفا جنکے ہوتی ہی مریضونکو
رہتا ہے ان انکھونکا بیمار بہت تحفہ

احوال مرا کہہ کہہ مغرور کیا اسکو
اغیار تو تھی ہی تھے پر یار بہت تحفہ

دل معنی رنگین سے لبریز ہے سودا کا
اس غنچہ مین ہو لی ہے گلزار بہت تحفہ

وہ شوخ کہ لب جسکے ہین تشنۂ خون ناحق
بوسے کی طلب اوس سے ہر بار بہت تحفہ

سودا سے کہا مینے کچھ ہم تجھے سمجھے ہے
پر تو تو نظر آیا اے یار بہت تحفہ

راز اپنے چھپا ہمسے غماز سے کہہ دینے
اخفا تو عجب تھا ہی اظہار بہت تحفہ

معقول ہین یہ باتین ہو جسمین کچھ بھی بو
ہے زندگی اپنی سے بیزار بہت تحفہ

سنکر یہ سخن مجھسے بولا متبسم ہو
دیوانے تو ہم تھے ہی ہشیار بہت تحفہ

جب خوش ہو تو دے گالی اکبار سو یہ تحفہ
رنجش تو کہون کس سے ہی پیار سو یہ تحفہ

جب ہو تو یہی دل مین لے تو زبان اوپر
خاموشی مین وہ خو لی گفتار سو یہ تحفہ

اس دلکو شفا کیونکر تجھ عشق کے تپ سے ہو
آزار گئے سب اتنا بیمار سو یہ تحفہ

ہر دم ہے تحفے سے لائق ہیں جہان تجھکو | تجسیم آپ کی ہے وہ صورت غمخوار سو یہ تحفہ
صبر و دل و دین طاقت دیکھا ہے اور سر کے | ہیں جنگ میں رفیق اپنے دو چار سو یہ تحفہ
اب شیخ کی سبح و جبہ پر کیونکر نہ ہنسیں ان | ڈاڑہی ہے سو وہ یا در دستار سو یہ تحفہ

سن نظم کو سودا کی منہہ پھیر لگا کہنے
آفاق میں وہ مشہورہ اشعار سو یہ تحفہ

حسن سے اسکے آسے دے ہی خبر آئینہ | در پے جان ہمارے ہی مگر آئینہ
عشق سے صاف دلوںکو نہیں ٹازبی نسبت | رہے تھا سنگ میں پہلو ہی شرر آئینہ
منعکس جب سے ہی خورشید سی منہہ کا ترے | سمجھے ہے آپ کو ہم چشم قمر آئینہ
پانی بھر آوے ہی آگے ترے اسکے منہہ میں | دیکھے ہی تجھکو با نداز دگر آئینہ
عکس پڑتا ہے ترے سیب ذقن کا جمین | حسن کے باغ سے پاتا ہی ثمر آئینہ

خود نمائی پہ سدا اہل جہان کی سودا
دیدہ پر آب ہو کرتا ہی نظر آئینہ

میکدے ہی میں نہ ہے بادہ کشان ہی شیشہ | ہمنے حسن سنگ میں دیکھا تو نہان ہے شیشہ
مے پیا کر جو ترقی ہو تری بخشش میں | تیغ ہمت کے تئیں سنگ فسان ہے شیشہ
دیکھ کر بزم میں یاروں کی نشست و برخاست | شور قلقل نہیں لب پر فغان ہے شیشہ
چشم نمناک و دل پر ہیں کیون ہوں نہ تجھے | جام کیدھر ہی مرے پاس کہاں ہی شیشہ
آگے ساقی نہ ستا مجھکو تو او دور ہے راہ | ساغر عیش ہو جیدھر کو جہان ہے شیشہ

بادہ پیتے نہیں محبوب سوا ہم سودا
عاشقو بلکہ گرد حسن بتان ہے شیشہ

ہے زلف میں دل میرا اسکے کبھی تو شانہ | زنجیر نہ کٹل جاوی ہے سخت یہ دیوانہ

مین تجھسے نہ کہتا تھا مت گھر سی تو نکلا کر
اب شور قیامت سے گھبرا ہی دو ر جانہ

اے آتش گل تو بھی گر خس کو ہی ترے اپنا
ہر چند مین گلشن مین ہون سبزہ بیگانہ

کعبے کی زیارت کو اے شیخ مین نہ جاؤنگا
مستی سے مجھے بھولی جب رہ میخانہ

تنہا نہ ہمارا ہی مضحک ہے تو اے زاہد
گہیدی تری زناری ہر رشتہ سدا آشنانہ

ور خلق کا مین شیشہ پر بانڈھے حباب آسا
تا دم ہے نکھوونگا ہرگز ر کاشانہ

ہر چند کہ سب عاشق مضبوط جو اسے ہین
اٹھتا ہے دیوان حسن سے سودا سے مستانہ

آتی تھی اٹھ گیا ستی مرا بھی سر ہو پیمانہ
الہی کسطرح دیکھون مین کن انکھون سے میخانہ

نہا ہی اٹھ گئی یارو غزل کے خوب کہنے کی
گیا مضمون جو تھا سی رہا سودا سو مستانہ

کہان وہ نور کا شمس قمر مین ہے شعلہ
جو حسن یار کا اپنی نظر مین ہے شعلہ

نظر کرو وہ بنا گوش گوشوارون مین
کہ بحر حسن کے ہر ایک گہر مین ہے شعلہ

غضب جو ذرہ دل اسکے ہو تو کم منت جان
کہ سنگ مین ہی شرار در شرر مین ہے شعلہ

شرر سی کم نہین آتا ہی گرم قطرہ اشک
یہ عاشقون کی نگر چشم تر مین ہے شعلہ

سموم عشق کی تاثیر نے جلا مارا
تر سے بہی اپنی نفس سرد ہین اثر مین ہے شعلہ

سدا تلاش مین یارو آہ آتشین جگر کی
یہ رات دن مہ و خور کا سفر مین ہے شعلہ

نہ ہی تو نالے کی تکلیف ہمصفیر مجھے
کہ نالہ یہان نہین اس مشت پر مین ہے شعلہ

یہ نکلے کی ہی جہلک یار کے گریبان بیا
کہ جیسے مہر کا جیب سحر مین ہے شعلہ

بتان کا عشق بہی سودا بڑا ہے شعبدہ باز
کہ دل کی سوخت کو اسکے نظر مین ہے شعلہ

شیخ تو کعبے کو پہنچے ہی کرامات کی راہ
محرم دل کو جو پہنچا سو خرابات کی راہ

ہر گز اُس قبت مین نہین وعدہ خلافی یارب
کیجیے رو کی ہی مرے قبلۂ حاجات کی راہ

زلف کے پہرنے سی دل چاہ ذقن بیچ دوبا
اسلیئے کہتے ہین چلتی ہی بڑی انکی راہ

پہوٹ نکلے ہین مری پشت قدم سے سر خار
آہ پیدا نہوئی اُس سے یہ ملاقات کی راہ

اے دل اُسکے تو نہو بات نکرنے سی ملول
وہ دہن تنگ ہی اتنا کہ نہین بات کی راہ

ناصحو دل تو گنوا بیٹھے یہ دیا ہین اُسکو
پر نہ سمجھو زرہ عشق مدارات کی راہ

کس صنم سے یہہ بہلایا ہی طریق دین کو
اپنی زاہد نے فراموش کی او وفا کی راہ

بار آ پہرنے سے تو کوئی بتان کے سودا
جب نہ تب چلتے ہین دیکھا تجھے آفات کی راہ

تجھ حسن کا یون مجھکو مری جان ہے شعلہ
جیسے کہ ہر اک گبر کا ایمان ہے شعلہ

جلتا ہون سدا ہاتھ مین شانے کے اُٹھے دیکھ
اپنے تو نئے زلف پریشان ہے شعلہ

یون اُٹھ گیا جان سوختہ مجلس کہ ہر شب
لگ لگ کے گلے شمع کے گریان ہی شعلہ

شعلہ کا یہ احوال ہے تجھ حسن کے آگے
تصویر کی جون شمع کا حیران ہے شعلہ

دیکھین ہین شب عشق سے جسطرح مر عضو
مین کیا کہون گویا یہ نیستان ہے شعلہ

ہے زیست کا اپنے تو سبب داغ سے ہی اے شمع
جون زندگی تیری کا نگہبان ہے شعلہ

رعد اُسکو نہ سمجھو نہین کبہو جو سے کسیکے
اکثر فلک برق کا نالان ہے شعلہ

گر آتش گل کا چمنستان جہان مین
اے باد سحر تیرے بفرمان ہے شعلہ

سودا کا بہی سینہ ہی وہ آتشکدہ جسمین
محکوم دم سرد کا ہر آن ہے شعلہ

ردیف یا

ہمارے تعزیے کے پہلو سی دین کی یاد آوے
پیام آ ہو دیا ہی نامہ بر کو آگے یا قسمت
نہ پیوے چشمۂ آب بقا پر تشنہ لب پانی
لگے کسطرح جی فردوس میں سمجہے کہ ہیں یہ چہرہ
برہمن آکے گر دیکہے ترے پردے مخطط کو
اگر کیسا ہی کوئی مہروش خستہ رہا ہووے

صنم رکہتے ہیں جسکو دیکہہ کر اللہ یاد آوے
دو چار اسکی ہوئی پر خواہ ہوئے خواہ یاد آوے
زنخدان کا کسیکے گر اسی دہان چاہ یاد آوے
خدائی محو ہو خاطر سے جسدم آہ یاد آوے
تو تو بہی اسکو کلام اللہ یاد آوے
جہان تاریک ہو نظر و نمین گر وہ یاد آوے

فراموش اب کرے سودا نکیو نکر شعر کہنے کو
کہ جو شخص اب کو بہی گاہ ہووے گاہ یاد آوے

غنچے سی مسکرا کے اسے زار کر چلے
پہرتے ہو باغ سی تو لگارے سی عندلیب
آنکہتے ہوئے جو در سے لی در کی راہ
آئے جو بزم میں تو اٹہا چہرے سے نقاب
آزاد کرتے تم ہمیں قید حیات سے
اٹہہ کر ہمارے پاس سے گہر تک رقیب کے
تو خوش رہو گہر اپنے میں جس شکل سی تم
اندوہ نے کیا عزم جب ادہر
سودا اپنے خون کی دیت تمسے

نرگس کو آنکہہ مار کے بیمار کر چلے
صبح بہار گل یہ شب تار کر چلے
تسبیح شیخ شہر کی زنار کر چلے
پروانے ہی کو شمع سے بیزار کر چلے
اسکے عوض جو دلکو گرفتار کر چلے
پہنچیگا وہ کوئی جو ہمیں مار کر چلے
دو چار نالے ہم پس دیوار کر چلے
ہمکو عدم سے قافلہ سالار کر چلے
چاہی تو اتنی بات سے انکار کر چلے

پیارے خدا کے واسطے تک اپنے دل کے بیچ
انصاف تو کرو یہ کیسے مار کر چلے

سودا کی مرے جسکو تہ بر نظر آئی
شمشیر کے جوہر کی زنجیر نظر آئی

مفلس ہیں مرے اگر الطاف نگاہ کینے
تقصیر سے بہاں اسکی تعزیر نظر آئی

نامے کا جواب اپنے آنسے نکھو دیکھا
قاصد ہی کی کچھلوں میں کشمیر نظر آئی

کرتے ہو دوا اب بیمار غم اپنے کا
جب کام ہوا آخر تدبیر نظر آئی

دل پھر نہیں سکتے تجھسے وہ دعا ہرگز
جیسے کہ میں پھرتی تقدیر نظر آئی

ہے گردش چشم اسکی حلقہ در محشر کا
موج خط پیشانی زنجیر نظر آئی

اس باغ میں اک گل کو خنداں کبھی نہ دیکھا
سو غنچے کی ویران صورت دلگیر نظر آئی

کی عمر عبث ضایع خدمت میں مہوسکی
خاک اپنی ہی جب جہانی اکسیر نظر آئی

دیکھی نہ بنا جسے وہ قصر فریدون کی
جو اپنی خرابے کی تعمیر نظر آئی

صنعت کی مصور نے کھولا جو مرقع کو
ایک اسمیں نہ تیری سی تصویر نظر آئی

اس الف کو جب دیکھا میں ہاتھ میں سودا کے
پھر سے ہوئی ہاتھی کی زنجیر نظر آئی

جھڑکی تو سنو توں سے مساوات ہوگئی
گالی کبھو نہ دی تھی سو اب بات ہوگئی

باقی ہے مار کھانی اب آگے سو آج کل
سنتے ہو تو گے تم اُسی نے کہ اوقات ہوگئی

ابتو میں چھوڑنے کا نہیں اسکو ناصحا
ہونی جو کچھ تھی قبلۂ حاجات ہوگئی

بس اب ستم سی درگذرا ہے یار تا کجا
اعمال دل مرے کی مکافات ہوگئی

پیغام بر نے دیر لگائی تو ہے ولے
دہشت سے ہی دل کہ یہ نہ کہے رات ہوگئی

مستی ہی اس نگاہ کی نے محتسب خبر
دنیا تمام بزم خرابات ہوگئی

ملنا ترا ایک سی میں کیا بیان کروں
عالم سے مجکو ترک ملاقات ہوگئی

یارو وہ چشم سی جو نہ بولا تو کیا ہوا
نظروں میں سو طرح کی حکایات ہوگئی

سودا کسیکو وہ تو ستاوے ہے نہ بے سبب

کیا جانے کہ تجھ سے ہی کیا بات ہو گئی

تیری اُن انکھڑیوں کے زمانے کدھر گئے
کیا جانئے کہاں جن بتانے کدھر گئے
ہے مدتوں سے خانۂ زنجیر بے صدا
معلوم ہی نہیں کہ دِوانے کدھر گئے

جیسے لالچ یہ ارادہ کچھ اگر اُسکا ہے
گھر میں جو کچھ ہے سمیت اپنے یہ گھر اُسکا ہے
آگے کیا چیز رہی جسکو بتاؤں میں بیاں
نہیں معلوم جو منظور نظر اُسکا ہے
جان کیسا ہی اگر وہ تو ہے بندہ حاضر
دل اُسی دیوے جو کوئی تو جگر اُسکا ہے
کیا مزاج اُسکا بتاؤں کہ عجب آتش ہے
شعلۂ طور بھی شاید کہ شرر اُسکا ہے
حسن سے اُسکے ہی ان دونوں کو دعویٰ کا غرور
شمس سے چشم نہ اُسکا نہ قمر اُسکا ہے
کیا ہی تجھ حسن کو تیر نگہ سے خطر
داغ اِس دل پہ جو ہے سینہ سپر اُسکا ہے
مہمان خانۂ آفت ہی جسے کہتے ہیں دل
حلقہ جس چشم کا دیکھا سو وہ در اُسکا ہے
میں نہ کہتا تھا دلا اُس سے نہ لگ چلنا تو
بات جو سود کی مانے نہ ضرر اُسکا ہے

ہر کسی کا نہ ترے کوچے میں اُس کے قدم
جو دم تیغ پہ چلتا ہو گذر اُسکا ہے
نسبت وہ پایا ہی بستہ بندی خوبی اُسکی
اسقدر دل میں خلایق کے خطر اُسکا ہے
چشم پر آپ سے سودا کے تیکا کہوا
صورت آئینہ تجھ دیدۂ تر اُسکا ہے
اے اب فایدہ کیا ہے کہ زباں پیش تیری
شام اُسکا ہے گلا شکوۂ سحر اُسکا ہے
حال جو اب ہے بہتر ابھی نہیں اُسکی تقصیر
تخم بویا تھا جو تو نے یہ ثمر اُسکا ہے

ایسے ہی دن بہار کے یونہیں چلے گئے
پھر پھر گل آ چکے پہ سجن تم بھلے گئے
پوچھے ہی پھول وصل کی خبر اتنو عندلیب
تو نے تو جھڑتے خزاں ہوئی تو ہمیں بھلے گئے

دل چرا کے تیرے گیسو رہانے سے کچھ دیا | جنکو دیا کچھ اسمین سے وے کچھ لے گئے

اے شمع دل گداز کسیکا نہو کہ شب | پروانہ داغ تجھسے ہوا ہم جلے گئے

سودا کوئی بھی دیوے ہے انسان دل اٹھا کے ہاتھ

لاکھوں ہیں دل قدم تلے جنکے ملے گئے

مارے کو تیری زلف کے لاکھوں ہی بن گئے | لیکن ڈسا ہو کالے نے جسکو سو کیا جئے

تہمت ہمارے خون کی جراح کو نہ دو | ہے بے طرح یہ زخم کہو اسکو مت سئے

سلگا نہ کاروان ترے نالے سے اے جرس | ہمنے تو ایسے قافلے لاکھوں جلا دئے

اڑ ئے اب اس چمن سے کہ موج نسیم نے | خاشاک آشیان مرے سب بہا دئے

آخر اڑا دیگی زر گل مفت میں صبا | اے غنچہ فکر جمع سے مت خون دل پئے

سودا جہان میں آکے کوئی کچھ نہ لے گیا

جاتا ہوں ایک میں دل پر آرزو لئے

صورت میں تو کہتا نہیں اب کوئی کب ہے | اک دیپ ہے کہ وہ تیری آفت ہے غضب ہے

کیا چیز ہے وہ دل جسے کہتے ہیں الٰہی | اک قطرۂ خون سینے میں آفات طلب ہے

یوسف تجھے کہتے زلیخا تو کہوں کیا | عاشق وہ ہو جی دہان کہ جہاں جائے ادب ہے

اک طرز ہولت جانیکی دیکھے تو کہوں میں | ہے جو حرکت جان کے غارتکا سبب ہے

تجھ بن مری نظروں میں یہ تاریک ہے عالم | ہر روز مری آنکھوں میں سیاہ دیکھی سی شب ہے

توڑا جو مرا شیشۂ دل ہنسکے یہ بولا | مت کڑھ کہ پر آزار شکست گران سنگ طلب ہے

دشنام تو دینی کی قسم کہائی ہے لیکن | جب دیکھے ہے وہ مجکو تو اک جنبش لب ہے

یعقوب ترے عہد میں یوسف کو جو روتا | کہتا ہیں کہ یہ فہم پیمبر سے عجب ہے

کہتے ہیں جسے عشق سو وہ خر ہے سودا

جون ذات خدا جسکا حسب اور نسب ہی

حدہی جدی سبحان آن بان ہے سبکی
یہ مشت خاک مین جا کہ ندان ہے سبکی

سمجہہ نہ دوستی مین زندگی خضر کا طول
کہ عمر دوستی تا امتحان ہے سبکی

زبان فزی ہے کہ بیلنے مین جسکے سو تجہہ فیض
وگرنہ یون حرکت مین زبان ہے سبکی

بتاع دین ہے مین اپنے ہون اسلئے بے فکر
کہ ذات حق جو ہے وہ پاسبان ہے سبکی

جو ناز پوچہو تو دل سے ہی جبین پر اک
ادا جو دیکہو تو ہوا ان جان ہے سبکی

مآل زر ہم ماضی و حال و استقبال
سنا تو ایک سی کچہہ داستان ہے سبکی

نہ دیوے زور و بیٹہنے کا شکوہ کر سودا
تو زر ایک فلک جسمین نان ہے سبکی

ہم ہین وارستہ محبت کی مددگاری سے
سب ہے آزاد ہو جو دل کی گرفتاری سے

سبب غفلت پیری ہے فقط عیش شباب
خواب آور ہو سحر رات کی بیداری سے

تجہہ طلب مین یہہ کہوا آپ کو مینی کہ نہ لت
طالب اپنا مین ہوا تیری طلبگاری سے

می پرستی ہی مری باعث آمرزش خلق
توبہ صد قوم نے کی ہے مری میخواری سے

شکوہ ہی جور و جفا کا ترے کسکا فرکو
مجہہ پہ جو گذری سو میری ہی وفاداری سے

ایک کیا مین ہی تمہارا ہون جفا عاشق
جور کرنے سے ہو خوگر تو میان یاری سے

کام دل جب تئین ہے تجہسے ہمارا حاصل
کام اپنا تو ہوا جاسے ہی بیگاری سے

بیچے گر شہر بتان مین تو پرے اے سودا
رہیو بازار محبت کی خریداری سے

جو گل کیا ہی یہان سو اسی گلزار سا تہہ ہی
کیا گل ہی وہ کہ جسکے یہہ گلزار سا تہہ ہے

خاموش عندلیب جمین تجہسے کیا بحث
اپنا سخن تو مرغ گرفتار سا تہہ ہے

عقدہ نہ یہ کھلا کہ مرے دل سا ہووان
تجھ زلف کے بند باندھا اک تار ساتھ ہے

پیغام اشک نگہہ کا کہ جبین ہے بوسۂ مہر
کیا جانین کس کے آخری دیدار ساتھ ہے

سودا اسکے ہاتھ کیونکے لگے وہ متاع حسن
سے نکلین جسکو گھر سے تو بازار ساتھ ہے

جب اپنے بند قبا تم نے جان کھول دئے
صبا نے باغ مین جا گل کے کان کھول دئے

چمن مین کسکی مدارات تہی بتا تو نسیم
کہ صبح غنچون کے تین عطر دان کھول دئے

تہین یہ سرمۂ دنبالہ دار مژگان سے
دونون پہ ہو کے صف آرا نشان کھول دئے

نین کو موند کے سنتا تھا قصۂ عالم
لگے جو کہنے مری داستان کھول دئے

تہے عقد غنچون کے دل مین طرف سے بلبل کے
نسیم صبح نے آ درمیان کھول دئے

سمجھ کے باندھیو صیاد بال و پر میرے
کرتا کہے نہ یہ کوئی نادان کھول دئے

سواد نے تری وادی کے کبھو سودا
کواڑ چھاتی کے اے مہربان کھول دئے

ساون کے بادلون کی طرح سے بھرے ہوئے
یہ وہ نین ہین جنسے کہ جنگل ہرے ہوئے

اے دل یہ کس سے بگڑی کہ آتی ہے فوج اشک
لخت جگر کی نعش کو آگے دھرے ہوئے

پلکین تری کہان نہ صف آرا ہوئین کہ وان
افواج قاہرہ کے نہ برہم پرے ہوئے

انکھون کو تیری کیونکے نہ باندھین کہ یہ غزال
جاتے ہین میرے دل کی زراعت چرے ہوئے

ڈھونڈھیگی جب ہر در سے یہ تیرے مین پکڑ کر
لڑکے مجھے آنسوؤنکی بیت منگر ہوئے

انصاف کسکو سونپئے اپنا بجز خدا
منصف جو بولتے ہین سو تجھسے ڈرے ہوئے

نزدیک اپنے ہر شخص مت کر سخن کو منع
ہین لاکھ کو بس حیث نزد کس ترے ہوئے

مجلس مین جو گئی جو مر مر گئے سنتے ہی
آتی ہو ہر صدا کہ مسخر ہوئے

سودا نکل نہ گھر سے کہ اب تجھکو ڈھونڈتے
لڑکے پھرین ہین پتھر دامن سے جھولی بھر ہوئی

جب اُن انکھونکا غمزہ برسر بیداد آتا ہے
قضا سے قتل عالم کے لئے استاد آتا ہے

خیال لب سے جو یون تقویت دلکو کرادیگا
اثر جیسے طبیعت کے لئے امداد آتا ہے

ستایا ہی برس کر اسکو کس عاشق کی مژگان نے
کہ یون ابر سیہ کرتا ہوا فریاد آتا ہے

دہن غنچے کا جب دیکھون ہون گوشہ گلشن مین
تو اپنا درد دل کہنا کسی سے یاد آتا ہے

نہین تجھ دلکے نرمانیکا میری آہ مین جوہر
وگرنہ اب کرد بنا اسے فولاد آتا ہے

عروس معنی کی تصویر کھینچ آتی ہے سوداکو
کوئی خاطر مین اُسکی مانی و بہزاد آتا ہے

جو طبیب اپنا تھا دل اُسکا کسی بیزار ہے
مژدہ باد اے مرگ عیسے آپ ہی بیمار ہے

خندہ زن ہین بلبل و پروانہ میرے حال پر
زعفرانی جب سے اُسکا چہرہ گلنار ہے

کیونکے سرسبز ہوئے حسن رو ذقن جون ابر بہار
گل کو اپنے دیکھتا ہون بلبل گلزار ہے

دردسی اپنے کرون فریاد کسکے سامنے
دردرس کا آہ و نالہ آسمان سے پار ہے

اشک کا قطرہ تھا انکھون سے جسکے روشناس
اُسکی نیرنگ فلک سے ہر پلک خونبار ہے

کیا کہون مین حال تجھ ابی کہ ظالم روز رو
اپنے چاہیتے کے طالع کی طرح بیدار ہے

دیکھکر جس مہروش کو صبح ہنگام ادا
کشمکش اپنا گریبان کر نہین لاچار ہے

صبح یون نکلے ہی وہ گھر سے کہ جون خط شعاع
جیب کا بکھرا ہوا چھاتی پہ ہر اک تار ہے

دل ہین جانیکا جو صحرا کی طرف کہتا ہے عزم
جا بجا ہے اُس سمت دیوانہ صد کہسار ہے

گرد و پیش ابتان فخر ان اسکا خورشید و قمر
کوئی کرتا ہے سماجت کوئی منت دار ہے

وہ قدم جنکو رنگ گل سے بہی ہوتی ہے خلش
سجدہ گاہ سنگ ہی یا بوسہ گاہ خار ہے

سالکان شہر جب یہ دیکھتے ہیں ماجرا
نا ہی ایں کو چمین ہے تو وہ اسی اش بازار ہے

گوہر کو جوہری اور صراف زر کو پرکھے — ایسا کوئی نہ دیکھا وہ جو بشر کو پرکھے
وہ شخص بار خاطر ہرگز نہ ہو کسی کا — جبکا ندیم ہووے اسکی نظر کو پرکھے
جوہر نہ ہووے حسین جوہر شناس کب ہے — جو صاحب ہنر ہو وہ ہی ہنر کو پرکھے
ویر سخن کے خواہان ووے یا رہیں جہان میں — جن میں نہ جھوٹے سچے کوئی گہر کو پرکھے
خاطر میں وہ نلاوے رکھا ہے ابر نیسان — جو قطرہ ہائے اشک مژگان تر کو پرکھے
سمجھے کہ چشم عاشق یاقوت کا ہی معدن — ظالم اگر تو میرے لخت جگر کو پرکھے

گوہر سخن کو لیتے پرکھا لے آدمی ہے
ہرگز نہ کہہ تو سودا ہر جانور کو پرکھے

خورشید رو نے پیارے لی تجھ پہ بینوائی — رکھتی ہے بر دست وا بر دسکو صفا بنائی
بت اپنے کے مقابل ہو نور وی دکھائی — ہوا کطرف اگر وہ اودھر اک طرف خدائی
کوچے سے شیخ اسکے گذرا تو دیکھتے ہی — جز سجدہ کرتے اسکو کچھ اور بن نہ آئی
منت تو لاکھ کیجے پر جو غرور وہان ہے — منت غریب اسکے عہد سے کب بر آئی
تا ناخن ہلال مہ عید کھستے دیکھا — تیور بکی گا نتھا اسکو کچھ پاس آشنائی
انکھوں میں نم ہمارے جبتک تھا ملے تھا — رو نے سنے دمبدم کے وہ بات بھی دنیائی
مہ بر نہ ہو جو شکوہ سر جا کروں ہوں تیرا — کچھ اپنی ہیں اسی میں مطلب کی بات پائی
کرتا ہوں جانفشانی گیا رقیب بر میں — لیکن نہیں ہے اسکو کچھ پاس آشنائی
تھی سرد مہری اسکی آب حیات دلکو — جھوٹے تپاک نے تو کچھ آگ ہی لگائی
رکھوں نہ قدم نہ اسکے کوچے میں گو کہ کچھ ہو — مجھکو تو آنے اپنے سر کی قسم دلائی

بندے نے حال سے تو نامہ کو کیا خبر تہا | یہہ سو لی بہیڑ نکلے میرے لئے جگائی
منت سماجت الحاح سب مجہسے کیا برائی | یارو کسیطرح سے امید بر نہ آئی
اب طشت و تیغ لیکر جاتا ہون پاس انکے | اک بات رہ گئی ہی یہہ بخت آزمائی
وقت اخیر سودا بالین پہ اسکے رو رو | بیٹہا ہوا کہے تہا سر دست یار بہائی
مرضی اگر ہو تیری جا اسکو ہم ملے آوین | دوری نے جسکی صورت تیری یہہ کچہہ بنائی

سنکر یہہ بات بولا اتنا ہی آہ بہر کر
ہے نزع مین اذیت بیمار کو دوائی

گر تجہہ مین ہے وفا تو جفا کار کون ہے | دلدار تو ہوا تو دل آزار کون ہے
نالان ہون مدتون سے ترے سایہ کے تلے | پوچہا نہ یہہ کبہو پس دیوار کون ہے
ہر شب شراب خوار ہو ہر اکدن سیاہ مست | آشفتہ زلف لٹ پٹی دستار کون ہے

سودا کو جرم عشق سے کرتے ہین آج قتل •
پہچانتا ہی تو یہہ گنہگار کون ہے

دل لیکے ہمارا جو کوئی طالب جان ہے | ہم بہی یہہ سمجہتے ہین کہ جی ہی تو جہان ہے
ہر ایک سے دکہہ درد کا اب کس کو بیان ہے | مجہکو بہی ہو رخصت مرے بہی موہنہ مین زبان ہے
آتش عشق کے ہی تو ہی سزاوار کہ سر تک | دل دیکہے تری نام کا جو پائے نشان ہے
جو بندہ ہر چیز ہی یا بندہ جہان مین | جز عمر گذشتہ کہ وہ ڈہونڈہو تو کہان ہے
پیری جو تو جاوے تو جوانی یہہ کہنا | خوش رہیو میری جان تو جیسے ہر جہان ہے
پہنچا نہ کوئی مرغ کبہو اپنے چمن تک | جز طایر حسرت کہ وہ بیان پر افشان ہے
تجہسے تو کسیطرح مرا کچہہ نہین چلتا | جز خون کہ آنکہون سے شب و روز روان ہے
ساقی تو نظر کیجیو ٹک صحن چمن کو | اس سیر کے جلوہ کا بہلا کوئی جوان ہے

سودا کا ترے دشت میں طفلان سے یہی حال

جیدہر وہ کہڑا ہووے تو جون سنگ نشان ہے

استقدر سادہ و پرکار کہتیں دیکہا ہے / بے نمود اتنا نمودار کہیں دیکہا ہے

خواہ کعبے میں تجہے خواہ میں بتخانے میں / اتنا سمجہوں ہوں ترے یار کہیں دیکہا ہے

دیکہہ دہندا اور رہی ہیں لیک کسیکے کوئی / دل سا بہی در پے آزار کہیں دیکہا ہے

نظر آتی ہے نہیں شکل رہائی مجہہ سا / ساعت بد کا گرفتار کہیں دیکہا ہے

پہرے ہے کوچہ و بازار میں تو کیوں سودا

جنس دل کا بہی خریدار کہیں دیکہا ہے

مری آنکہوں میں بستا ہے مجہے تو کیوں رلاتا ہے / سمجہکر دیکہہ تو اپنا کوئی بہی گہر ڈہاتا ہے

عیاں ہے شوق ملنے کا مرے نامے کے کاغذ سے / کہ جب کہولے ہے تو اسکو تو وہ لپٹا ہی جاتا ہے

میسر ہو اگر محراب تیری تیغ کے خم کی / طرف کعبے کے سجدہ پہر تو کس کافر کو بہاتا ہے

شب مہتاب میں جاری ہے نین سودا کے دیکہا کر

تجہے گر چاندنی میں سیر دریا کا خوش آتا ہے

ارض و سما شفق نے لہو میں بہر دیا ہے / یا دل کسی نے جا کر خالی کہیں کیا ہے

سینہ اب اپنے دلبر کرنے لگا یہہ تنگی / ازبسکہ زخم اسکا پہاٹا ہے اور سیا ہے

جون گل ہے مجہہ پہ احسان کیا ساقی ازل کا / پہر سے لہو سے مجکو اک جام بہر دیا ہے

کیسے کہوں بتانکے میں ڈہنگ دلبری کا / ان کافروں نے میرا دل لیکے جی لیا ہے

دل پر کبہو ہمارے تجہکو نہ رحم آیا / آئینے کو جو حیران دیکہا تو رو دیا ہے

یا رب فلک جو مجکو احسان کش کرے ہے / اس سفلے نے کبہو تو ایسا وہ کیا دیا ہے

اسکی بری غنایت اک دل ہے یہہ کہ جسکو / جون غنچہ سو جگہہ سے ہم نے رفو کیا ہے

سودا سے یہ کہا مین کچھہ ذکر گر کیا
بولا یہ بان سنکر کسکی خوشی ہو تجکو
خاموشی نے تو تری عالم کا جی لیا ہے
اس غمکدے مین آکر دل کسنے خوش کیا ہے

یاران حال کا تو ہے ذکر نوحہ آسا
مذکور رفتگان کا سننے تو مرثیا ہے

قاصد کو اپنے ظالم جو کچھہ کہ دون بجا ہے
انعام نامہ بر وہان ہے درجۂ شہادت
نامے کا غور سیتی تک میرے جواب لکھیا
تیری سمجھہ کے آگے ناقص نہین عبارت
احوال کی ہمارے تجکو تو کیا خبر ہے
انکھون کے گرد میرے مژگان کی ہی صورت
جیتا پھرے تو اجرت ورنہ یہ خون بہا ہے
تیری گلی ستمگر صحرائے کربلا ہے
ات رنگ ظاہر یکا باطن مین مدعا ہے
کو ہم سے حرف مطلب لکھنے مین رہ گیا ہے
گذرے ہی جب کے جا پر سو ہی یہ جانتا ہے
جیسے کنار دریا خس بہ کے آرہا ہے

القصہ کیا کہون مین گلشن مین زندگی کے
تجھہ بن نہال سودا یا تون ہی آ لگا ہے

نسیم ہے ترے کوچہ مین اور صبا بھی ہے
ترا غرور مرا عجز تا کجا ظالم
جلے ہی شمع سے پروانہ اور مین تجھسے
خیال اپنی مین گو ہون ترانہ سنجان مست
زبان شکوہ سودا اب زمانہ مین ہیہات
ستم روا ہے اسیرون پہ اسقدر صیاد
ہماری خاک سے تک دیکھو کچھہ رہا بھی ہے
ہر ایک بات کی آخر کچھہ انتہا بھی ہے
کہین بھی مہر ہے جگمین کہین وفا بھی ہے
کہ اپنے گو دلون کے کبھی آشنا بھی ہے
کوئی کسی سے بجز بیگرا آشنا بھی ہے
چمن چمن کہین بلبل کی اب نوا بھی ہے

سمجھہ کے رکھیو قدم دشت خار پر مجنون
کہ اس نواح مین سودا برہنہ پا بھی ہے

لیناجو شیشۂ دل منظور ہی تو یہہ ہے
ثابت جو ہی تو یہہ ہی اور چور ہے تو یہہ ہے

اس چشم خوں چکاں کا احوال کیا کہوں میں
گر زخم ہی تو یہہ ہے ناسور ہے تو یہہ ہے

کچھ بس نہیں ہے تجھسے حرز و حیات رہنا
قدرت جو ہی تو یہہ ہے مقدور ہے تو یہہ ہے

گردش نے ہے آسمان کی نزدیک کی سبہی کچھ
ہمسے تجھے ملانا اک دور ہے تو یہہ ہے

عارض ترا نہ تنہا پروانے کا دل و جاں
ایمان شمع کا بہی گر نور ہے تو یہہ ہے

ایدل قبول کرنا یا تو نکو مہوشان کی
گر فہم عاقلاں سے کچھ دور ہے تو یہہ ہے

دیکھا نہ اے دیوانے سودا کا حال تو نے
مہر و وفا کا انکے دستور ہی تو یہہ ہے

عالم کی اب زبان کا دکھ کیا کہوں میں یارو
گر نیش ہے تو یہہ ہے زنبور ہے تو یہہ ہے

حسد نے اس گلی میں دیکھا ہی مجکو تب سے
کچھ ذکر ہی تو یہہ ہے مذکور ہی تو یہہ ہے

مر آن اسے کہنا سودا سے تو نہ ملیو
بدو ضعوں میں جہاں کے مشہور ہے تو یہہ ہی

چہرہ مریض لب کا ترے زرد ہو ہے
عیسے کنے دوا نہی مر درد، ہو ہے

گذرا کسیکی خاک سے ظالم تو بے خبر
دامن کے ساتھ ساتھ ترے گرد ہی سو ہے

شوخی چھپے نہ حسن کی ہرگز کہ روے مہر
افلاک کے بھی پردے میں بے پردہ سو ہے

ہر دم جو مجھسے پوچھے ہی تو کیا ہی دکھ تجھے
کہنے کا تجھسے فایدہ جو درد ہو سو ہے

اٹہرے کسو طرح سے ہمیں دیکھ کر فلک
نظروں میں اپنی خانہ بر گرد سو ہے

تیغ و سپر بندہا کے سپاہی رقیب کو
کتنا ہی تم بنا دو وہ نامرد ہی سو ہے

سودا کلی میں یار کے گو بولتا ہے گرم
پر سخن کے ساتھ دم سرد ہی سو ہے

اس حال کے نبہنے کا کچھ سلوک نہیں ہے
یہہ کج روشی ہمسے فلک خوب نہیں ہے

ہرگز میں تجھے چھوڑ کے یوسف کو نہ دیکھوں — اس چشم کو بخشی یعقوب نہیں ہے

گو سیل خرابی نے کیا گھر کو مرے صاف — صد شکر کہ اب زحمت جاروب نہیں ہے

مخلص ہے جیاندہ

الفت میں ہماری بھی اثر چاہئے سودا

ہر چند وفا شیوۂ محبوب نہیں ہے

دل اس سینے میں ہے یا قطرۂ سیماب ہے کیا — قفس میں مرغ ہے یا ماہئی بے آب ہے کیا

جھلک جس شوخ میں ذرہ نہ ہو نور محبت کی — اگر خورشید بھی کیا ہے وگر مہتاب ہے کیا

نہیں ساقی کہ شیشے میں نہیں میں جانتا تجھ بن — مے گلگوں ہے یا دل کا مرے خوناب ہے کیا

ثنا کرتے ہیں نام ابرو سے دنیا میں — خدا جانے خزف ہے یا دُر نایاب ہے کیا

پڑی جب کشتی دل عشق کے دریا میں کیا خطرہ — اگر گرداب ہے کیا ہے وگر غرقاب ہے کیا

نظر میں انکی وہ جو دست داراں مطلب — کوئی خان ہے اگر تو کیا وگر نواب ہے کیا

سنے ہی شعر جب میرے تو میں ابرو ہو کہتا ہے — کیا میں فرض وہ شعر و سخن کا باب ہے کیا

تجھے آزردہ دل اس بزم میں پاتا ہوں اے سودا

نہیں معلوم تجھسے کاوش احباب ہے کیا

کچھ تازہ تعلق نہیں اس دل کو الم سے — تھا طفلی میں گہوارہ مرا دامن غم سے

شربت ہی مجھے زہر غم ہجر کہ میری — گھٹی جو بنی روز تولد سو وہ سم سے

باہر آتی ہی گلزار محبت سے لہو کی — زخمی ہی یہ کسکی رگ جاں خار ستم سے

بازار محبت میں نبوت کا بہا کیا — اک زن نے لیا مول نبی چند درم سے

محراب حرم سے ہمیں کیا کام ہی زاہد — عاشق کے ہی سجدہ کی رگڑ تیغ کے خم سے

ثابت ہو مرا حق وفا روز قیامت — گر آنکھ لڑا دے نہ تو محشر کے حکم سے

سمت یہ فلک کی نہ کبھو چشم سے سر کی — جانا ہی تو تجھ پہ اپنے ہی دم اور قدم سے

یہہ رنگ ہین تصویر کے تیرے ہی نزاکت — جلو نکو نہی دیکہہ سکا دیدۂ نم سے

خجلت نے کیا آب صدف کے تئین سودا

دُرریزی یہہ کچہہ یار ہوئی تیری قلم سے

تہنیے کو دور کر مرے سینے کے داغ سے — سوز شب فراق کو دیکہہ اس چراغ سے

آغاز خط کا دیکہہ کے رخسار پر ترے — شرمندہ ہو بہار چلی روے باغ سے

بے بادہ یہہ دہن لب سخن آشنا نہ ہو — جون غنچہ لب کہلے ہین تمہاری ایاغ سے

گذرا ہی تو چمن سے کہ بلبل کی اب نگاہ — آتی ہی روے گل کی طرف کس دماغ سے

سودا اُسے دہ جانے ہہ از تخت سلطنت

اک کنج عافیت مین جو تہا فراغ سے

جب نظر اُسکی آن پڑتی ہے — زندگی تب دہیان پڑتی ہے

جہیل لیتے ہین عاشق اسے فرہاد — جبکے سر جیسی آن پڑتی ہے

ہے جفا سی غرض اُسے اتنی — کہ وفا امتحان پڑتی ہے

نظر ان مہوشان کی ہے ظالم — کیا غضب آن بان پڑتی ہے

قد زاہد نظر مین چلے بعد — اثر ایسی کچہہ کمان پڑتی ہے

بات اہس دل کے درد کی یارو — گفت وگو مین نہ ان پڑتی ہے

ایک کے منہہ سے جہگڑی نکلی — پہر تو سو کی زبان پڑتی ہے

لیکن اتنا کوئی کہے مجہسے — کبہو اُسکے بہی کان پڑتی ہے

بے ثباتی زمانہ کی ناچار — کرنی مجکو بیان پڑتی ہے

گرم جوشی دوستان تنظر — آتش کاروان پڑتی ہے

دل نے لو جا یہہ مین عشق کی راہ — کسطرف مہربان پڑتی ہے

کہا میں نے کہ ہے ہندوستان — سے سوئے اصفہان پڑتی ہے

یہہ دو راہہ جو کفر و دین کا ہے — دونون کے درمیان پڑتی ہے

منزلت شعر کی ترے سودا — یون بوہم و گمان پڑتی ہے

نہین عیسی تو پر سخن سے ترے

تن بے جان مین جان پڑتی ہے

گہڑی گہڑیال کی سن سنکے میرا جی دہلتا ہے — چلی آتی ہے وہ جی رات جون جون دن ڈہلتا ہے

نہین معلوم اس سینے مین کیا جون شمع جلتا ہے — دہوان نوک زبان سے بات کر نہین نکلتا ہے

ادا تو لیگئی دلکو پر اسکا ناز اے محرم — بغیر از جی لئے کافر مری چہاتی سے ٹلتا ہے

برنگ شیر اشک آنکہون سے میری جی شمار ہی — زبس پر استخوان اب آتش غمسے پگہلتا ہے

اثر نے آہ مین ہر چند سنے تا ثیر نالے مین — پر اتنا ہی کہ ان دونون سے میرا جی بہلتا ہے

مرا وعدے کی شب تا صبح اندوہ مذبذب مین — پڑا اک اک وجب سینے کے اندر دل اچہلتا ہے

مجھے تشنیع کیون کرتا ہی ناصح یہہ جو آنکہین — بس ان خانہ خرابون سے کسو کا بس بہی چلتا ہے

خیال پنجۂ مژگان مین یہہ احوال ہے دلکا — کہ جیسے صید کو شاہین کا چنگل مسلتا ہے

خبر لے جلد سودا کی وگرنہ مین یہہ دیکہون ہون

سرہانے اسکے بیٹہا یا ہتہ سے تو ہاتہ ملتا ہے

مرے خون ناحق کی دے گی گواہی — شہادت کو بس ہے مری بیگناہی

کہا مین کہ لازم ہے کیا قتل میرا — لگا کہنے ہنسکر کہ خواہی نخواہی

کسی کا درد دل پیارے تمہارا ناز کیا سمجہے — جو گذرے صید کے جی پر اسے شہباز کیا سمجہے

رہا کرنا ہمین صیاد اب پامال کرنا ہے — پہڑکنا ہی جسے بہولا ہو سو پرواز کیا سمجہے

نہ پہنچے داد کو ہرگز ترے کوچہ کا فریادی / کسو کی شور محشر میں کوئی آواز کیا سمجھے

نہ پوچھو مجھسے میرا حال تنگ دنیا میں جینے دو / خدا جانے میں کیا بولوں کوئی غماز کیا سمجھے

کہا چاہوں تھا کچھ تجھسے میں لیکن ڈر و گر کیا ہی / کہ میری بات کے ڈھب کو ترے طناز کیا سمجھے

جو گذری رات میرے پر کسی معلوم ہے تجھ بن / دل پروانہ کا جز شمع کوئی راز کیا سمجھے

نہ پڑھیو یہ غزل سودا تو ہرگز میر کے آگے
وہ ان طرزوں سے کیا واقف وہ یہ انداز کیا سمجھے

نہیں ممکن اسیروں کی کوئی فریاد کو پہنچے / صبا یہ مشت پر اس دام سے صیاد کو پہنچے

عبث نالاں ہے اس گلشن میں تو اے بلبل ناداں / نہیں یہ رسم یہاں کوئی کسی کی داد کو پہنچے

میں پھر کر سب طرف دیکھی ہے دنیا اب دل لیکن / نہ دیکھی کوئی بستی اس خراب آباد کو پہنچے

سوز جوں شمع نہیں گرمی بازار مجھے / ہوں میں وہ جنس کہ آتش ہے خریدار مجھے

ہے قسم تجھکو فلک کی تو جہاں تک جاوے / جلوۂ حسن سے ہے حسرت دیدار مجھے

ہمکو معلوم ہے یاروں میں قدرت میں / عمر گذری کہ ہے گردش سے سروکار مجھے

سیر میں حیران ہوں کہ جوں سایۂ مرغان ہوا / ایکدم بھی نکیا پھرنے پہ مختار مجھے

سوز بلبل و داغ و الم درد چلا میرے ساتھ / ہجر تیرے نے کیا قافلہ سالار مجھے

منت پیرہن تو نہ ترے ہاتھ سے کچھ آیا صبا / مفت رسوا ہوا تو کر گئے گرفتار مجھے

تخم گلریز محبت چمن عشق میں تھا / عوض آب دے گیا آتش گلزار مجھے

نہ پھرا ملک عدم سے کوئی یار اے سودا
جانا اب اسکی خبر لینے کو ناچار مجھے

جس روز کسی اور پہ بیداد کرو گے / یہ یاد رہے ہم کو بہت یاد کرو گے

اس دل کی اسیری سے نہین کچھہ نہین حاصل
اک نالہ جانکاہ ہی سن آزادگی سے

نہ تاب لائے خورشید عشق کی تب کی
نہ طاقت اب کسی مشعل کو ہی مری شب کی

کسو نے حال سی میرے کبھی نہ تجھسے بات
اگر کبھی ہی کسو نے تو اپنے مطلب کی

کیا زبس کہ مرے تا ہنوز شور جنون
بہار خط کی ترے ہو گئی خزان کب کی

نشان کفر سی میرے نہین علامت دین
بر اس سخن کے علی الرغم رے آہی سب کی

نہین ہے رشتہ تسبیح صورت زنار
قسم ہے شیخ تجھے اپنے دین و مذہب کی

نہ ضرر کفر کو نے دین کو نقصان مجھسے
باعث دشمنی اے گبر و مسلمان مجھسے

آہ و زاری سے مرے شب نہین سوتا کوئی
تجھسے نالان ہون مین اک خلق ہی نالان مجھسے

خار ہون خشک دے آتش سوزان سخت
بوجھہ کر سبز قدم کھینچے ہے دامان مجھسے

اسکی جو سی نہین محرم انہین دو سی کام
کیا کیا جائے ہی منحوس دیدہ گریان مجھسے

نہ غرور نہ بہت نہ صورت نہ شکل
لیگیا کیونکے مین حیران ہون دل و جان مجھسے

نکل بہنکے ہی عالم کیطرف بلکہ نظر بہی
اے خانہ برانداز چمن کچھہ تو ادھر بہی

کیا ضد ہی خدا جانے مجھہ ساتھہ وگرنہ
کافی ہی تسلی کو مری ایک نظر بہی

اے ابر قسم ہے تجھے رونیکی ہمارے
تجھہ چشم سے ٹپکا ہی کبھو لخت جگر بہی

ای نالہ صد افسوس جوان مرنے یہ ترے
پایا نہ تنک دیکھنے مین برگ اثر بہی

کس ہستی موہوم یہ نازان ہے تو ای یار
کچھہ اپنی شب و روز کی ہے تجھکو خبر بہی

تنہا ترے ماتم مین نہین شام سیہ پوش
رہتا ہی سدا چاک گریبان سحر بہی

سودا تری فریاد سے آنکھوں میں کٹی رات
آئی ہے سحر ہونیکو ٹک تو کہین مر بھی

دل کسی سے کہ جب پلٹتا ہے — وہین دنیا سے جی اُچٹتا ہے
طرۂ زلف شکل چنگل باز — مرغ دل پر مرے جھپٹتا ہے
مژۂ برگشتۂ بتان کا حسن — صف آرام دل اُلٹتا ہے
گل سے عاشق ترا قسم مت کہا — یون گریبان کسی کا پھٹتا ہے
غنچہ سمٹے تو سمٹے ممکن ہے — دل جو بکھرے تو کب سمٹتا ہے
نہین شرم اتنی کم زہد نامی — اسقدر تجھسے کیون کھٹکتا ہے
کیا کہون اس صفا سے عارض کو — وہان نگہہ کا قدم رپٹتا ہے
عشق سے تو نہین ہون مین واقف — دل کو شعلہ سا کچھہ لپٹتا ہے
خط کے آنے سے غم نکہا پیارے — لکہا قسمت کا کوئی مٹتا ہے
حسن و خط روز و شب سے روشن ہے — ایک بڑہتا ہے ایک گھٹتا ہے
ناصحو دل دیا ہے مین اپنا — کچھہ تمہارا بھی اس مین بٹتا ہے
رات دن آنکے غم مین ہے ہر اک — کیون مجھے بھوت سا چمٹتا ہے
صف مژگان کے یہہ سخن ہر اک — وصف برگشتگی مین رٹتا ہے

ملک دل قتل کرکے سودا کا
لشکر حسن یون پلٹتا ہے

جان تو حاضر ہے اگر جائیے — دل تجھے دینی کو جگر چاہیے
گھر سے نکلتے ہی تجھے سر سنبھ — قتل کو اک بیس نظر چاہیے
عشق سے ڈر تو وہ عاشاک کو — آگ کے شعلہ سے حذر چاہیے

نہ مجھسے کہہ کہ چمن میں بہار آئی ہے
یہہ مرغ کشتنی کب قابل رہائی ہے

نہ چھوڑ پنجۂ مژگان تو دست طفل سرشک
ابھی زمین پہ گرے ہی تو رائی کائی ہے

اثر کیا ترے دل میں مجھہ اشک نے تو کیا
ڈبا کے خلق کو کشتی مری ترائی ہے

ترے نکالے سی تو گھر سے کون جاتا ہے
وہی تو جائیگا یارے کہ جسکی آئی ہے

غرور تقوی سے کتنے ہی شیخ جی سرکش
پر اب عمامی نے گردن تنک جھکائی ہے

کریں ہیں در پہ ترے شیخ و برہمن سجدہ
بتوں کی حسن و ادا تیرے گھر خدائی ہے

جہاں سے کھندیں دل سخت کاری فرہاد
وگرنہ کوہ کنی زور آزمائی ہے

تن گداز میں دل کیوں کے تیں رکھا سودا
یہہ آگ پانی میں کس سحر سے چھپائی ہے

انھی کو یہہ طاقت ہی کہ اسے بسر آوے
وہ زلف سیہ اپنی اگر لہر پر آوے

شیشہ نہ کہی راز مرے دل کا تو اے جام
سرگوشی سے اسکے نہ تری چشم بہر آوے

کیا ہو جو قفس تک مرے اب صحن چمن میں
دو برگ لئے گل کے نسیم سحر آوے

سب کام نکلتے ہیں فلک تجھسے نہ لیکن
میرے دل ناشاد کی امید بر آوے

جب ہو چکے ناقوس صنم خانہ و دل شیخ
کعبے کا ترے وجد میں دیوار و در آوے

نامے کا جواب آنا تو معلوم ہے اسکا تیں
قاصد کے بد و نیک کی مجھہ تک خبر آوے

میں بھی ہوں ضعیف اسقدر اے مور کہ وہ آب
گذرے مرے سر سے جو تری تا کمر آوے

دیتا ہی کوئی مرغ دل اس شوخ کو سودا
کیا قہر کیا تونے غضب ہے جو پر آوے

اب بے تو گیا ہے پر اسے دیکھیو نادان
پل میں نہ اڑا تا وہ اگر بال و پر آوے

بدلا ترے ستم کا کوئی تجھسے کیا کرے | ایسا ہی تو فریفتہ ہووے جدا کرے

قاتل ہمارے نعش کو تشہیر ہے ضرور | آئندہ تا کوئی نہ کسی سے وفا کرے

اتنا لکہو آپ تو مرے لوح مزار پر | یہان تک نہ و نیچیات کو کوئی جفا کرے

بلبل کو خون گل مین تمنا یا کرون مجھے | نالے کی گر حسین ہی تو رخصت دیا کرے

فکر معاش وعشق بتان یاد رفتگان | اس زندگی مین اب کوئی کیا کیا کیا کرے

عالم کے بیچ بہر ترے اس ستم عاشقی | گر نیم لب کوئی ترے شکوے سے وا کرے

گر ہو شراب وخلوت ومحبوب خوبرو | زاہد تجھی قسم ہے کہ تو ہو تو کیا کرے

تعلیم گریہ دون اگر ابر بہار کو | جز لخت دل صدف مین نہ گوہر بندہا کرے

تنہا نہ روز ہجر ہے ہودا یہ ستم
پروانہ سان وصال کی ہر شب جلا کرے

ساق سیمین کو تری دیکہہ کے گوری گوری | شرم سی شمع ہوئی جاتی ہی تہوڑی تہوڑی

نیشکر نے کہین تجھہ لب سے کیا تہا دعوے | آج تک اسکی جدا ہوتی ہی پوری پوری

آگیا رات مین جون دزد حنا تری ہاتہہ | ورنہ حیا پاؤن کو لاگا ہی تہا چوری چوری

ابر چہایا ہے ہی سیہ مست مجہی آ ساقی
دے تو بہر بہر کے تو اب پیالیان گوری گوری

تجہہ بن تیغ تلے کہہ تو ستم سے کہ ہر دم مرے | بیماری یہہ چمن سے ہو سر کا رے دہر مرے

ہر دن لگو بے مجہے اپنے کوچے سی نکالنے ہے | جاوون ہون بہلا اب مین دل میرا ادہر مرے

معشوق کی الفت ہی بندہ کرے عاشق کو | کس گل نے خریدا ہی بلبل کے تئین زر دے

کب شمع مجالس کی فانوس مین چہپتی ہے | جو حسن ہو بازاری منت اسکو بہا بردے

دل اپنے تئین اک عالم کہتا ہی خدا تمکا گہر | اے عشق انہے آتش دے ہی تو جہکو دے

پانی بہی نہ مانگ اسی جو ہوئے تنک پا یہ
گاہے کبہو تئین گل کے نہ شبنم کبہو بہر دے

بین واد وستد آہے دل دیکہی نہ زمانے کی
خاتم نے سلیمان سے چہوٹی کبہو تئین بر دے

سودا ہے کہا مین نے گل سیر گلستان مین
یہ وقت خوشی ہی خاطر غم سے فرو دے

سنتے ہی غرض اسکے یہ شعر پڑہا اسنے
جس شعر کا ہر مصرع آہ و دل پر درد ہے

کہلے تو گلاب ہے دل جون غنچہ ہمارا بہی
لیکن نہ صبا تجہسے کا ہے یہ مرے سر دے

جس دم وہ صنم سوار ہووے
تا صید حرم شکار ہووے

جو اٹہہ نہ سکے تیری گلی سے
رہنے دے کہ تا غبار ہووے

محکم تو رواق بن سکے ہے
گو عمر کہ پایدار ہووے

وہ قصر تو جا بنا نہین مین
جس مین گل و گلعذار ہووے

وسعت مرے سینے بیچ ادہر
تک دے کہ شگفتہ وار ہووے

سوزن کی نہ جیب بیچ منت
یون پہٹیو کہ تار تار ہووے

شبنم سی بہرے ہی ساغر گل
گردون تو خراب و خوار ہووے

پانی نہین دے تو اسکو ظالم
جو زخمی بے شمار ہووے

ناصح تو قسم لے ہمسے دل پر
اپنا کبہو اختیار ہووے

کن زخمون مین زخم ہے کہ جبتک
چہاتی سکے نہ وار پار ہووے

کہینچی ہے بہنوؤن نے تیغ مکہہ پر
سودا اسے کہو نثار ہووے

برہمن بتکدے کے شیخ بیت اللہ کے صدقے
کہے ہین جسکو ہو وادہ دل آگاہ کے صدقے

جیا ہون جسمگہہ ہم قدر اپنی ناتوانی کی
اگر کہسار وان ہووے تو جاؤن کاہ کے صدقے

نہ دے تکلیف جلنے کی کسو کے دلکو مرے پر | اثر سے دود رہتی ہے مین اپنی آہ کے صدمے
عجایب شغل مین تہی رات تم اے شیخ رحمت کے | مین اس ریش بلند اور دامن کوتاہ کے صدمے
نہین یہ وجہہ کوچے سی ترے اوتہنا نگوڑے کا | ہماری خاک بہی جاتی ہے تیری راہ کے صدمے
کبہو وہ شب بہی آوے پروانہ حق بالم دکہایگا | تو جل بل شمع پر جاوے کہین اوس ماہ کے صدمے

دکہاتی ہے تجہے کس کسطرح سودا کی نظرون مین
جو ہو انصاف تو جاوے تو اوسکی چاہ کے صدمے

ترے داسوختے سے خالی نہین پایا کوئی | شمع بہی جسکے مری اپنا ہی رونا رونی
تا بمقدور کسی سے بمروت پیش آ | سنگ ہی آئینہ دل کے لئے بیروئی
حرکت جو ہی بتانکی سوا الفت دل | مجہے ہی ناز حقیقت مین وہ بدخوئی
بانی محسود یہ رو روکے نکر دل حاسد | لکہی قسمت کی کسو کی نہ کسو نے دہوئی
فخر ملبوس پہ اپنے تو نکر اے منعم | پشم دونون تری شال ہماری لوئی
عمر ناصح نے نصیحت مین گنوائی اپنی | پر مرے دل سے بتان کی نہ محبت کہوئی
شیخ کعبے مین خداکو تو عبث ڈہونڈہے ہے | طالب اوسکا ہے تو ہر ایک کی کر دلجوئی

کچہہ بجز داغ نہ حاصل ہوا اوسکو سودا
تخم ہے دل کے زمین عشق کی جسنے بوئی

عارض پہ حسن خط سی دیک کیا ہی نور کی | یہہ دود لڑ رہا ہے تجلی سی طور کی
طوفان طرازئی مژہ عاشقان تو دیکہہ | کچہہ آبرو رہی ہے نہ چشم تنور کی
ہاں اب ہمارے نکہت گل کو نہ لا نسیم | دل سے ہوس چمن کی اسیرون نے دور کی
مین نخوت بتان کو دلا تجہسے کیا کہون | فرعون کہا ہے تہا فقط انکے غرور کی
تیری گلی سے نہ جو خواب عدم مین ہین | انکو جگا سکین نہ [illegible] سے آواز صور کی

رہا ہمنشات ہو

معمار نے ازل کے فراموش کر مگر
حالیہ بنائی خانہ دل میں سرور کی

محرم فقط تسلی کے دینے سے کیا حصول
گر فکر ہو سکے تو دل ناصبور کی

تو یہ چمن میں بادہ سے گننے کی اے صبا
غنچے کی تین پر ایک صراحی جو حور کی

کم مت سمجھیو شاہ گدائے ضعیف کو
وہاں قدر ایک سی ہے سلیمان و مور کی

سردی کو نزد شیخ زمستان میں دخل کیا
گرمی ہے ایک آتش میں وہاں سو تنور کی

سودا کو عاشقی سے رکھا چاہتا ہے باز
ناصح نصیحت اپنی سے خوبی شعور کی

یہاں صورت و بشر سے بت کون خالی ہے
پر راہ محبت کی دونوں سے نرالی ہے

اک رنگ کے جلوے نے کھینچا ہے مرے دل کو
صورت تو نہ میں سمجھا گوری ہے نہ کالی ہے

جلوہ تو خدائی کا دیکھا ہے بتوں میں میں
سمجھو تو کوئی پھر آگے اک بات بنالی ہے

خوبوں کے تئیں رتبہ کیا حسن نے بخشا ہے
گالی بھی جو وہ دیویں تو شعر جمالی ہے

دلکو تو کیا ٹکڑے اُس زلف کے شانے نے
خنجگل سے بلا کے میں اک جان بچالی ہے

عالم میں ترے منہ کو سب بدر سا کہتے ہیں
یہ بھی ہے عجب بھلا کہہ کیا وہ ہلالی ہے

تقلید ہماری سے نام اسکا رقیب اب نے
اور راز زبان مت کر یہ اسم جلالی ہے

حب پیر مغاں سے میں جا دختر رز مانگی
بولا کہ سعادت ہے پر وہ ابھی بالی ہے

مگر وہ دید کو آیا تھا باغ میں گل کے
کہ بو کچھ اور ہی پائی دماغ میں گل کے

عدو بھی ہو سبب زندگی جو حق چاہے
نسیم صبح ہی روغن چراغ میں گل کے

چمن کھلے میں بھیج بادہ لیکے اے ساقی
گرفتہ دل مجھے مت کر فراغ میں گل کے

نہیں ہے جائے ترنم ہو بستان کہ نہیں
سوائے خون جگر مے ایاغ میں گل کے

علی کا نقش قدم ڈہونڈہتا ہے کون سودا
پہرے ہی باد سحر جون شرا غمین گل کے

مجرم ہون مین تو کہہ دو مکافات کیلئے
منہہ مین خدا نے دی ہے زبان بات کیلئے

وہ رات وصل دوست کی یارب ہو نصیب
پہر عمر بیٹھے روئے حسرات کیلئے

نسیم اگر قدم دوستی بجا لاوے
یہہ منت پر ہی قفس سے جو مجھکو لیجاوے

جفا و مہر جو خاطر مین اب تری آوے
وہی ہے حق مین مرے خوب جو تجھے بہاوے

سمجہہ کے کیجیو پیارے گلی مین اپنے خرام
مبادا پاؤن تلے دل کسیکا آجاوے

طریق عجز مین مجہہ سا بہ جو مقابل ہو
سوائے خاک نہ مجھسے کوئی بسر آوے

درخت خشک ہون اسباغ مین خدا نکرے
کہ باغبان مرے احوال سے خبر پاوے

ابہی نہ بزم بتان سے وہ شمع ٹل جاوے
ڈرون ہون مین کہ کسیکا نہ دل پگھل جاوے

مخاطب اس لب جان بخش سے جو اکدم ہو
عجب نہین کہ مسیحا کا جی نکل جاوے

مغان مین کیا کہون زاہد کی کیفیت
کہ جسکو دختر رز دیکھہ کر اوچھل جاوے

کچھہ اندنون تری نظرون سے گر چلا ہی دل
جو دستگیری مژگان ہو تو سنبھل جاوے

بہ رنگ شمع ہے کون اسکے دے سکے تشبیہہ
مجال کیا ہے کسیکی زبان جل جاوے

دماغ خلوت آئینہ ہو تو یہہ جاوے
کہ اپنا عکس بہی اس گھر مین نکل جاوے

گرہ تو عشق کی سودا کے سر سے ٹلتی ہے
قدم پہ زلف کے دلکو جو دیجے بل جاوے

دل مین بسنے کی ترے مجھکو منت اپنے شادی کا
چشم بد دور سلامت رہے یہہ آبادی

اے گل اندام ترے ہاتھ سے مین ہون نالان ... کرون بلبل ہے چمن مین کہ نہین فریادی

توجیہ عشق مین ہم سب ہین گردن زدنی ... تیغ ابروے بتان بیچ نہ تہی جلادی

ہو گئے صاحب جوہر ترا ہنہ دیکہہ فقیر ... ہے نمد پوش سدا آئینۂ فولادی

خون بجا ہے مین سودا کے رہیگا کب تک ... تجہسے رخصت ہے مری آہ ہوس آزادی

بال و پر توڑکے سونپی ہے قفس کو صیاد ... تیر مژگان نہ رگ جان پہ کرین فصادی

ایک دن دشت مین جا کر مین کہا سودا سے ... چہوڑ بستی کو تجہے کیونکہ خوش آئی وادی

یہہ کہا سنکے کس امید پہ بستی تیری ... غم سے کہتے دلکا مرے ہوئے دلکو شادی

ہے وہ بنیاد خرابی کی جہان مین اے دوست
سمجھے ہین اہل جہان جسکے تئین آبادی

ہہر نظر تجہکو نہ دیکہا کبہو ڈرتے ڈرتے ... حسرتین جی کی رہین جی ہی مین مرتے مرتے

کہینچے کیا ہو میان تیغ کہ یہان رشتۂ عمر ... صرف سینے کا ہوا تانکے ہی بہرتے بہرتے

ہر گلگشت عدم سے جو کوئی پہنچا ہے ... سخت اس باب کے طے منزلین کرتے کرتے

نکل جوانی سے نہ آیا کبہو جون طفل سرشک ... مل گئے خاک مین میان پاؤن کے دہرتے دہرتے

کیا ہمین فایدہ آنکہون سے بقول سودا
ہہر نظر تجہکو نہ دیکہا کبہو ڈرتے ڈرتے

اے لالچی تو کیا غیر دن کا مت ہووے ... جو کچہہ تو چاہے اک شب مجہہ ساتہہ آکے سووے

کہنچے ہے تجہہ مین کو تشبیہہ کیون کہ دیجے ... وہ تو حیا کرے ہی اسکی سدا مووے

ہے مری آنکہون مین تیر نگہہ ترا زو ... کہتے رقیب کو کہہ نشتر کو نہ تو سے

ہر شدہ تک کانا کچہ بہاتا ہے آنسو کو بس ... کہانسکو چار ناے کشمیر تو ہنسکے تو سے

انصاف تجھ بھی یارو ہی عشق کے نگر مین
دل غم سے اب ہو دے اور چشم ہو لہو روئے

دہقان پسر وہ ہمسے یون صلح کب کرے ہے
بوٹون کے کھیت اوپر جبتک نہ جنگ ہووے

وہ توبچی کا ہمکو ہرگز لکھے نہ نامہ
گذری مین جا کبوتر لیتا ہی مول گوئے

کل یار سے کہا مین سنتا ہی آج سودا
بکتا ہی اک نگہ پر اسکے تئین کو جوئے

کہنے لگا کہ نادان یہ حیف ہی کہ کوئی
اسپند کرنیکو بھی اتنے سیاہ کوئے

ہو شاد اس غزل سی روح آبرو کی سودا
تو اس زمین مین نادان طور اپنا کیون کہوئے

جون غنچہ تو چمن مین بند قبا کو کہوے
پہر گل سے آئے پیاری بلبل کہو ہووے

آوی گا وہ چمن مین تڑکے ہی سیکٹون کو
شبنم سے کہدے بلبل پائے گلو کے دہوئے

باغ جہان مین اکر کچھ ہمنے پہل نہ پایا
یک دل ملا کہ جسمین سیکڑون ہی ہوئے

ایسا ہی جاؤن جاؤن کرتے ہو تو سدہارو
اس دل لیے کل جو ہونی سو آج ہی جو ہوئے

کم بولنا ادا ہی ہرچند پر نہ اتنا
مند جائی چشم عاشق تو بھی وہ لب نہ کہوئے

چشم پر آب ہون مین جون آئینہ حبابی
رگ رگ کے ٹپکتے ہین جہانی مین ...

کون ایسا اب کہے ہے سودا کلیمن اسکے
آ تجھکو دے جلین ہم دل کہول کر تو روئے

٭ مطلعات ٭

جب تک ہے جہان مین گل و گلزار سلامت
یارب رہے گوشہ دستار سلامت

میکشان روح ہماری بہی کبھو شاد کرو
تو پیتے گر بزم مین شیشہ تو ہمین یاد کرو

اس دل پہ تجہے رحم جفا کار نہین ہے
جس دل سے دل اور کو ازار نہین ہے

مین کہتا ہون دل اپنے کو کہ تنگ و نام سے گذرے
یہہ ہووے بات گر اشمین تو کیا آرام سے گذرے

تبسم دیکہہ تیرا کیون نہ دل بیتاب ہو جاوے
اگر بجلی اسے دیکہے تو زہرہ آب ہو جاوے

خط مرغ نامہ بر نے تجہکو کون دیا
مضمون تو نے سنکے نہ اسکا اڑا دیا

یا رب ہی بقدر حیرت ہو آشنا دمن جسکا
شکل ماہ عید کی ہو وے جو نور انسکا

نہ پوچہ سنگ و گل اسے پسیج اسیا صدا کو مان
میرے صنم کی پرستش کر آ خدا کو مان

فایدہ کیا خط تجہے لکہہ اگر رو نا ہو نہین
نامہ اعمال دل لکہتا ہون ور دہوتا ہو نہین

سنکے یہہ کہتا ہی میرے ناز جانکاہ کو
کیون مجہے ایسا بنایا کیا کہون اللہ کو

آگے یا قسمت جلادیا ریا مارے ہمین
اب تو کن انکہیون لگا ہی دیکہنے یار ہمین

رباعیات

ایوان عدالت مین تمہارے پاشاہ
شیشے کا جو وہان طاق سے ریختے ہین
کیا ظلم کو ہی دخل عیاذاً باللہ
پتہر سے نکلتی ہے صدا بسم اللہ

مومن نہین زنار سے میرے آگاہ
اس بت کا برہمن ہون کہ ہم صوفی و شیخ
اس رشتہ کو ہی سبحہ اسلام مین راہ
کہتے ہین جسے دیکہہ کے اللہ اللہ

ہو وائے دنیا تو ہر سو کب تک
آوارہ ازین کوچہ بآن کو کب تک

حاصل ہی رہے نہ کہ تا دنیا ہو | بالفرض ہوا یون ہی تو پہر تو کب تک

اے فوج سی غمزے کی ہمیشہ بیداد | نت اٹھہ ہی مرا خرمن طاقت برباد

رہتا ہے یہہ حال دل کہ جیسے دہقان | لٹتے ہوئی کہیت سے کرے ہے فریاد

ہے زیر فلک جتنی کہ یہہ موجودات | ہر ایک کی ایک طرح کی ہے اوقات

اے شیخ کیا خوب یہہ ہمنے تحقیق | شیخی و کرامات ہے تن آنے کی بات

قطعہ در تہنیت سالگرہ نواب شجاع الدولہ بہادر

گنہائے ہو وے یہہ اقبال و بخت کا تیرے | الہی تا بدم حشر یہہ گرہ نہ کہلے

رہے فلک پہ درخشندگی مین تا میزان | تو روز سالگرہ اپنی سونو تمین تلے

عروج ہو ترے اعدا کا یون تنزل مین | کہ جیسے مہر کی بالشت سی کوہ برگہلے

✻ پہیلی خس خانہ ✻

اس مضمون سے ہو باہر | باندہین جسکو تا شاعر

آوے جب صبا کہہ اور جیت | موزون ہو تب اسکی بیت

